UNIVERSAL
LIBRARY
OU_224993
UNIVERSAL
LIBRARY

کتاب ہذا کے جملہ حقوق بنام نیشنل لٹریری سوسائٹی محفوظ ہیں۔

انقلابی شرارے

پہلا حصہ

از نتیجۂ فکر

لالہ چھبیلداس لائف ممبر سرونٹس آف دی پیپل سوسائٹی

سابق پرنسپل نیشنل کالج لاہور

ناشر

دی نیشنل لٹریری سوسائٹی

امرتسر

INKAF37

(دی بھارت الیکٹرک پریس لوہن جی روڈ سہارنپور)

نذر

یہ ناچیز کتاب اُن دو نوجوان شہیدوں کی بھینٹ
کی جاتی ہے جنہوں نے نیشنل کالج لاہور میں میرے پاس
بیٹھکر اسکے کئی حصّے سُنے اور بہت پسند کئے۔

مُصنّف

دی نیشنل لٹریری سوسائٹی کی!

خصوصیات

۱۔ سوسائٹی نے ایسے اہم اور نازک وقت میں جنم لیا ہے جبکہ اسکی اشد ترین ضرورت تھی۔

۲۔ سوسائٹی کے کارکن اور نگران کار، وہ دیش بھگت اور فرزندانِ وطن ہیں جن پر ہندوستان کو ناز ہے۔

۳۔ سوسائٹی کا مقصد جلبِ منفعت نہیں بلکہ خدمتِ خلق ہے۔

۴۔ سوسائٹی، شجرِ اتحاد پر کلہاڑا چلانے والے فرقہ پرستوں کی کمینہ حرکتوں سے عوام کو خبردار کرنے کیلئے مفید اور کارآمد پمفلٹ شائع کرتی رہے گی۔

۵۔ سوسائٹی قومی خیالات کا پرچار اور تعصب و جہالت کو دور کرنے کیلئے مقامی اور سفری لائبریریاں، ریڈنگ روم و سٹڈی سرکل جاری کرے گی۔

۶۔ سوسائٹی عوام کی مجلسی۔ اخلاقی، تمدنی، سیاسی اور اقتصادی ترقی کیلئے بہترین لٹریچر، کتب۔ اخبارات ورسالے جاری کرے گی۔

۷۔ سوسائٹی غریب، متوسط طبقہ و مفلوک الحال لوگوں میں تعلیم عام کرنے کے لئے جابجا سکول اور درسگاہیں قائم کرے گی۔

۸۔ سوسائٹی اِن خصوصیات کی بنا پر آپ سے پُرزور مطالبہ کرتی ہے کہ آپ بھی اسکے کام میں اسکا ہاتھ بٹائیں اور اسے مالی مشکلات سے نجات دلا کر اسے وطن کی خدمت کا موقعہ دیں۔

دی نیشنل لٹریری سوسائٹی امرتسر کے

بورڈ آف کنٹرولرز

۱۔ ڈاکٹر سنت رام سیٹھ ایم۔ ایل۔ اے

۲۔ ڈاکٹر نند لال ورما پریذیڈنٹ سٹی کانگرس کمیٹی ڈمیونسپل کمشنر شملہ

۳۔ سردار پرتاب سنگھ ایم۔ ایل۔ اے

۴۔ پنڈت امرناتھ ودیالنکار ممبر سرونٹس آف دی پیپل سوسائٹی

۵۔ پنڈت میلارام وفا جرنلسٹ لاہور

۶۔ مسٹر ایچ۔ کے ملہوترہ ڈائرکٹر سودیشی پروموٹرز لمٹیڈ امرتسر

۷۔ لالہ چھبیلداس لائف ممبر سرونٹس آف دی پیپل سوسائٹی و سابق پرنسپل نیشنل کالج لاہور

۸۔ حکیم سکندر خضر جنرل سیکرٹری دی نیشنل لٹریری سوسائٹی و صدر اینٹی کمیونل لیگ امرتسر

فرقہ پرستی کی تباہ کاریاں

حکیم سکندر خضر جنرل سیکرٹری دی نیشنل لٹریری سوسائٹی و صدر اینٹی کمیونل لیگ امرتسر نے پنجاب کی موجودہ حالت و فرقہ پرستی کے ہولناک واقعات کا نہایت ہی پُر درد اور مؤثر الفاظ میں نقشہ کھینچا ہے جسے پڑھکر انسان کے خیالات میں ہیجان اور جذبات میں تلاطم بپا ہو جاتا ہے۔ یہ ۱۶ صفحات کا چھوٹا سا پمفلٹ مصنف سے مندرجہ بالا پتہ پر مل سکتا ہے۔

اظہارِ حقیقت

دی نیشنل لٹریری سوسائٹی نے ابتدائی منزل ہی میں جس سرگرمی اور جوش عمل کا اظہار کیا ہے۔ اسکا تازہ ترین ثبوت "فرقہ پرستی کی تباہکاریاں" نامی پمفلٹ اور یہ نادر و نایاب کتاب "انقلابی شرارے" ہے۔

سوسائٹی قوم کے محسن۔ وطن کے ہمدرد۔ ماہر سیاست پرنسپل چھبیلداس جی کی ممنون احسان ہے جنہوں نے ایسی بہترین کتاب کا حق تصنیف عطا کر کے اسے شائع کرنے کی اجازت بخشی۔

کتاب کیا ہے؟ دنیا کے تجربات کا نچوڑ ہے جس میں فاضل مؤلف نے دنیا کے بڑے بڑے آدمیوں کے اقوال جمع کر کے مشکل سے مشکل اقتصادی اور سیاسی مسائل کو نہایت آسانی سے حل کر کے دریا کوزہ میں بند کر دیا ہے۔

میں سوسائٹی کی طرف سے اتنا ہی عرض کر دینا کافی سمجھتا ہوں۔ کہ اگر ارباب جود و سخا نے سوسائٹی کی مالی امداد سے دریغ نہ کیا تو تھوڑے ہی عرصہ میں اس طرح کا بہترین لٹریچر پبلک کے ہاتھوں میں پہنچانے کا بندوبست کر دیا جائے گا۔

جنرل سیکرٹری دی نیشنل لٹریری سوسائٹی امرتسر

فہرستِ مضامین

نمبر شمار	مضمون	نمبر صفحہ
۱	عرضِ حال	۱
۲	دیباچہ	۷
۳	حب الوطنی یا آزادی کی تڑپ	۱۲
۴	ہسٹری	۳۰
۵	سوشلزم یا نیا جگ	۴۷
۶	آدھی دنیا	۹۰
۷	دنیا کے رنگ ڈھنگ	۱۱۲
۸	مذہب کا جادو	۱۳۱
۹	امیری و غریبی	۱۵۹
۱۰	انقلابی شرارے	۱۷۷
۱۱	انقلاب زندہ باد	۱۹۷
۱۲	راج نیتی کے داؤ پیچ	۲۳۲

عرضِ حال

فرانسیسی انقلاب پسند والٹیئر نے کیا ہی خوب کہا ہے۔ کہ "پانچ پانچ سو اور ہزار ہزار صفحوں کی موٹی موٹی کتابوں کے خریدنے کی توفیق کس میں ہے۔ ان کو پڑھنے کے لئے وقت اور فرصت کس کے پاس ہے۔ انکو سمجھنے کے لئے عقل اور دماغ کون لا سکتا ہے؟ یہ غریب سے غریب شخص کی جھونپڑیوں تک پہنچ جانے والے پیسے پیسے والے ٹریکٹ اور رسالے ہی ہوتے ہیں۔ جن سے ذہنیتوں میں انقلاب برپا ہو جایا کرتا ہے۔"

مہاتما والٹیئر کی متذکرہ بالا ہدایت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے میں نے دو درجن کے قریب چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ لکھے جنہیں پنجاب اور پنجاب کی باہر کی پبلک نے بے حد پسند کیا۔ اور جو چار پانچ ماہ کے قلیل عرصہ میں اڑھائی تین لاکھ کی تعداد میں شائع اور فروخت ہوئے۔ آخر کار مجھے بھی بڑے حجم کی کتاب تیار کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔

اس کتاب کے تیار کرنے کی خاص وجہ یہ ہے کہ ہندوستان جیسے روحانیات کے دلدادہ اور مطلب پرست ملک میں ہر سال سینکڑوں کی کتابیں پند و نصائح کی شائع ہوتی ہیں۔ وید۔ شاستر۔ پران۔ توریت۔ انجیل۔ قرآن اور گرنتھ صاحب۔

وغیرہ بھی نصیحتوں اور ایڈیشنوں سے بھرے اٹے ہیں۔ ہمارے اخبارات کے کالموں میں "سنہری ایڈیشن" "خالص ہیرے" "جواہرات کی کان" "دانائی کی باتیں" وغیرہ وغیرہ کو خاص جگہ ملا کرتی ہے۔ اس وقت میری میز پر پنجاب کے ایک بڑے مشہور اخبار کا تازہ پرچہ پڑا ہوا ہے۔ جس میں "اقوال زریں" کی سرخی کے نیچے مندرجہ ذیل باتیں درج ہیں:۔

خودغرضی تباہی کا راستہ ہے۔

مصیبتیں انسان کو دلیر بنانے کیلئے آتی ہیں۔

زندگی ایک مٹی کا کھلونا ہے۔ جو ٹوٹ جانے پر دوبارہ نہیں بن سکتا۔

نیکی کرو لیکن بدلے کی امید نہ رکھو۔

نیک کام کرو اور پرماتما کو یاد کرو۔ سب سے بڑا مذہب یہی ہے۔

محنت کامیابی کی کنجی ہے۔

عقلمند وہ ہے جو کبھی کسی کی برائی نہیں سوچتا۔

مستقل ارادے والا شخص ہمیشہ اور ہر جگہ اپنا راستہ نکال لیتا ہے۔

نیکی کر دریا میں ڈال۔

پرماتما سے ہمیشہ شانتی مانگو وغیرہ وغیرہ۔

اس قسم کی باتیں پڑھ کر میرا تو جی جلنے لگتا ہے۔ میں سوچتا ہوں کہ نہ جانے یہ باتیں کس زمانے میں کس جگہ کہی گئیں اور کس لئے لکھی گئی ہیں۔ انپر عمل کرنے والوں کا کیا حشر ہوا تھا۔ ان ایڈیشنوں کی آئے دن مٹی پلید ہوتی ہے۔ ذاتی اور شخصی تجربات کے بغیر یہ الفاظ کتنے ہی دلکش اور ضروری کیوں نہ ہوں۔ مگر

انسان کی اجتماعی یا قومی زندگی کی رہنمائی کیلئے یہ مفید اور کارآمد نہیں۔ موجودہ زمانے میں مہذب دنیا انکی مطلق ضرورت محسوس نہیں کرتی۔ آجکل تو اگر کسی ملک اور قوم نے اپنے پاؤں پر کلہاڑا مارنا ہو۔ اور زندگی سے بیزار ہو کر خودکشی کرنے پر کمر کس لی ہو۔ تو بلاشک ان اقوالِ زرّیں پر عمل کرے۔

کیا ہماری آنکھوں کے سامنے ابی سینیا کے سیدھے سادے خدا پرست خدا ترس اپنے گھروں میں امن و چین سے بیٹھے ہوئے باشندے جنکی پالیسی ہمیشہ ہی ادھو کا لینا نہ ما دھوکا دینا رہی ہے۔ اٹلی کے حریص۔ خونخوار اور غاصب ڈکٹیٹر کے ہوسِ ملک گیری کا شکار نہیں ہوئے؟ کیا انکی تمام صفاتِ حمیدہ دھری کی دھری نہیں رہ گئیں؟ اور ان کی حفاظت نہ کر سکیں؟ جب دنیا میں چاروں طرف جسکی لاٹھی اسکی بھینس اور حرص و طمع کا بول بالا ہو۔ اسوقت مذکورہ بالا قسم کے اپدیش دنیا اپنے آپ کو تباہی اور بربادی کے غار میں دھکیلنا نہیں تو اور کیا ہے؟ فاقہ کش عوام کو "روکھی سوکھی کھا کر ٹھنڈا پانی پی" کا وعظ کرنا پرلے درجے کی بیہودگی اور ستم ظریفی ہے۔ کیا حریص ملوکیت پسندوں کے ہوش 'بلے چین' مگر حقیقۃً بد مزدور اور کسان ٹھکانے لگا سکیں گے یا کسی کا شیشۂ دل نہ توڑنے کے وعظ سنانے والے سادھو رام؟

اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ نازک خیال۔ ذی حس۔ مذہبی کرۂ ہوائی میں پرورش پانے والوں کے جذبات کو اس کتاب سے ٹھیس لگے گی مگر میں اتنا عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ اس کتاب کے خیالات اور جذبات غیر معمولی ہیں۔ اور چونکہ ساری دنیا اور ہمارا ہندوستان بھی اسوقت امپیریلزم

اور سرمایہ داری کے زبردست شکنجے میں بُری طرح جکڑا ہوا غیر معمولی حالات میں سے گذر رہا ہے۔ اسلئے مجبوراً غیر معمولی مرض کے لئے غیر معمولی علاج ہی تجویز کیا گیا ہے ۔

یہ کتاب صاحب زر اور صاحب اقتدار طبقہ کے لئے تحریر نہیں کی گئی ۔ اسکا پیغام اُن کروڑوں بدنصیب تیرہ بخت مظلوم پائمال انسانوں کے لئے ہے جنہیں قدرت نے تو شکل انسانی بخشی ہے ۔مگر جنکی زندگیاں حیوانوں اور کیڑے مکوڑوں سے بھی بدتر ہیں اور جنکے ساتھی روز پیدائش سے لے کر مرتے دم تک ، ذلت و خواری ۔افلاس و جہالت آہ و فغاں اور گریہ و زاری ہی ہے ۔ کہاں مٹھی بھر لوگوں کی رنگ رلیاں ، اور گلچھرے دن عید اور رات شب برات اور کہاں یہ کروڑوں قسمت کے ہیٹے جو روٹی سے لاچار اور زندگی سے بیزار پھرتے ہیں ۔ اور جنکی روح پژمردہ اور جنکی خوشی کا چراغ گل ہو چکا ہے اور جو پیٹ بھرنے کیلئے دانے کو محتاج اور تن ڈھانکنے کو میلے چیتھڑوں کیلئے ترستے ہیں ۔

آہ ! کس قدر ظلم ہے ۔ کہ دنیا تو افلاس اور تنگدستی کی چکی میں بُری طرح پسی جا رہی ہے ۔لیکن چند حضرات موسیقی ۔ ریڈیو ۔ لذیذ اور پُر تکلف کھانوں ، شاندار لباس اور دیگر ہر قسم کے عیش و عشرت سے دل برداشتہ ہوکر اپنی تفریح طبع کے لئے نئے نئے ڈھنگ اور طریقے ایجاد کر رہے ہیں ۔ کیا کبھی ان باتوں کا خاتمہ بھی ہوگا ؟ مجھے پختہ یقین ہے کہ ان رنجدہ حالات کا ضرور خاتمہ ہوگا ۔ اور اگر مظلوم طبقہ اپنی ذلت و پستی کا احساس کرتا ہوا متحد اور منظم ہوکر کوشش شروع کر دے ۔

تو بہت جلد بہشت زمین پہ اتر کر اس جہنم کدہ خطہ کو گل و گلزار بنا سکتا ہے ۔
اس کرۂ ارضی میں نہایت تیزی سے تغیر و تبدل ہو رہا ہے۔ شاہی تخت خاک میں مل رہے ہیں۔ ذلیل، کمینہ اور دنی القور کیئے جانے والے مزدوروں اور کسانوں کے ہاتھوں میں حکومتوں کی باگ ڈور آ رہی ہے۔ جو چاہ ذلالت میں پڑے ہوئے تھے۔ وہ آسمان شہرت پر آفتاب کیطرح چمک رہے ہیں اور جنکا دماغ ساتویں آسمان پر تھا۔ انکے ہوش ٹھکانے لگ رہے ہیں۔ اندریں حالات ہمارے ہم وطنوں کو اس قسم کی کتابوں کی اشد ترین ضرورت ہے۔ جو دُکھی مظلوم اور غلام دنیا کے دلوں کو گرما دے اور اُنکی مردہ رگوں میں بجلی کا سا اثر پیدا کر کے زندگی کی روح کو دوڑا دے ۔

مغربی زبانوں میں اس قسم کی بے شمار کتابیں موجود ہیں۔ انگریزی میں اپٹن سن کلیئر کی کتاب (CRY FOR JUSTICE) اپنی طرز کی نرالی اور لاثانی کتاب ہے۔ میں نے پہلے پہل اس کتاب کو ۱۹۲۲ئہ میں دیکھا۔ اسکے مطالعہ نے میری آنکھوں کے سامنے ایک نئی دنیا کا نقشہ پیش کر دیا۔ اسوقت سے برابر میری یہی خواہش رہی کہ اس نوعیت کی کوئی کتاب ہندوستانی زبان میں بھی تیار کی جائے۔ مگر اس کیلئے خاصہ وقت اور فرصت درکار تھی۔ اتفاق سے موٹر کے خوفناک حادثہ کے باعث مجھے ایک سال کے عرصہ سے زیادہ چارپائی پر لیٹنا پڑا۔ چنانچہ ان ایام میں مجھے مطالعہ کیلئے کافی وقت مل گیا۔ اور یہ کتاب انہی دنوں کی محنت کا نتیجہ ہے۔ کوشش کر رہا ہوں۔ کہ اسکے ہندی اور گورمکھی ایڈیشن بھی بہت جلد ہدیہ ناظرین کروں ۔

اس کتاب کی تیاری میں مجھے اپٹن سن کلیئر کی کتاب سے خاص مدد ملی ہے جسکے لئے میں انکا ممنون ہوں۔ اس کتاب میں جس قدر خوبیاں ہیں۔ وہ ان بزرگوں اور نوع انسان کے محسنوں کی ہیں۔ جنکے کلام اسمیں درج ہیں انکی ذمہ واری میرے سر پر ہے۔ کیونکہ اس کی ادبی غلطیوں اور ترجمہ کی کمزوریوں کا مجھے پورا احساس ہے۔ اگر کتاب کے اس حصے کو ناظرین نے پسند کیا تو دوسرا حصہ بھی جس کا مکمل مسالہ اور مسودہ تیار ہے۔ جلد شائع کر دیا جائے گا۔

[illegible]

چھبیلداس

لاجپت رائے بھون

یکم اگست ۱۹۳۷ء

دیباچہ

؟

میں نے اپنی آنکھوں سے کیا دیکھا

میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا

کہ ایک امیر آدمی جسے معمولی نبض کی شکایت تھی۔ اسکے پلنگ کے ارد گرد آٹھ بڑے بڑے مشہور ڈاکٹر علاج کے لئے موجود تھے۔ اور دوست احباب کے علاوہ درجنوں رشتے دار تیمارداری کر رہے تھے لیکن اسکے گھر کے نزدیک ہی،

ایک ٹوٹی پھوٹی جھونپڑی میں ایک بیکس غریب بیوہ کا اکلوتا بیٹا تپدق کے خوفناک مرض میں مبتلا ہو کر بری طرح کھانس رہا تھا۔ اس غم رسیدہ نوجوان کے سرہانے اسکی [illegible] کے سوا کوئی پرسانِ حال نہ تھا۔ وہ سوکھ کر کانٹا ہوگیا تھا کیونکہ اس کے جسم کے خون کا ایک ایک قطرہ آنسو بنکر اس کی آنکھوں سے بہہ کر نکل چکا تھا۔

میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا

کہ [illegible] جنوری کا مہینہ تھا کڑاکے کی سردی میں [illegible] سے حفاظت کے

رہے تھے۔ اِن ہولناک جاڑے کی راتوں میں غریب کسان گھٹنے گھٹنے پانی میں ٹھٹھرتے ہوئے اپنے کھیتوں کو سیراب کر رہا تھا اور کھیتوں کا "مالک" جاگیردار اپنے دوستوں کی محفل میں انواع اقسام کے پُر تکلّف کھانے کھاتے اور شراب کے جام پر جام لنڈھاتے ہوئے اس بات پر بحث کر رہا تھا کہ اپنے لڑکوں کے ختنے کی تقریب کے موقعہ پر کلکتہ والی گوہر جان کو بلوایا جائے یا آگرے کی منی جان کو۔

میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا

کہ سائیس۔ خانسامے۔ قلی اور کسان وغیرہ تو اپنی اپنی جھونپڑیوں میں گیتا۔ رامائن یوگ وششٹھ۔ قصہ طوطا مینا، حاتم طائی ہیر رانجھا وغیرہ پڑھ رہے تھے۔

مگر اسکے برعکس نوابصاحب اور امراء کے عالیشان محلوں میں ریڈیو پر خوش گلو حسینوں کے دلنواز نغمے اور رقاصوں کی چھنا چھن کی وجد آفریں آوازیں دلوں کو مسحور کر رہی تھیں۔ اور ساتھ ہی دوست احباب کے مجمع میں "محفل کے آداب" پر دلچسپ بحث ہو رہی تھی۔ اور نوروز کے خطابات کی فہرست کا جائزہ لیا جا رہا تھا۔

میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا

کہ ہمارے پڑوس کے ایک بیمار اندھے فقیر کے تین بچے بھوک سے کلبلا رہے تھے اور چھاتی پر پتھر رکھکر خالی پیٹ سونے کی کوشش کر رہے تھے مگر انہیں نیند نہ آتی تھی لیکن انکے عقب میں مہاراجہ صاحب کے کتے پلاؤ، زردہ اور گوشت قتنے زیادہ کھا جانے کی وجہ سے قے پر قے کر رہے تھے۔ اور ان کے علاج

کیلئے ڈاکٹروں کو ٹیلیفون کے ذریعے بُلوایا جارہا تھا۔

میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا

کہ ساٹھ برس کا بوڑھا کھوسٹ دُلہا بنا ہُوا سہرے باندھکر ایک ۱۳ برس کی کنواری بے زبان لڑکی کو بیاہنے جارہا تھا۔ لیکن اُس کی اپنی اٹھارہ سال کی اکلوتی بیوہ لڑکی ٹھنڈی آہیں بھر کر اپنے نصیبوں کو کوس رہی تھی۔

میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا

کہ خاص مندروں میں تلک دھاری بردہ فروشی کر رہے تھے اور دھن دولت کی بنا پر امتیازی سلوک روا رکھتے تھے۔ میرے سامنے ایک گوردوارے میں تین آدمی گئے۔ ان میں سے ایک نے دو آنے چڑھاوا چڑھائے اُسے پاؤ بھر پرشاد ملا، دوسرے نے ایک پیسہ چڑھایا۔ اُسے تولہ پرساد ملا تیسرے نے جسکے پاس کچھ نہیں تھا۔ ایک پھول چڑھایا۔ پجاری نے اسے جھڑکی دے کر خالی ہاتھ لوٹا دیا۔

میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا

کہ ہزاروں روپیہ رشوت کھانے والے جج نے معمولی تین چار روپیہ کا مال چرانے کے الزام میں گرفتار شدہ لوگوں کو بے دریغ کئی کئی سال قید با مشقت کی سزائیں دیں۔

میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا

کہ بھلے نیک اور ایماندار آدمی ہر جگہ ذلیل و خوار ہو رہے ہیں۔ اور غنڈے چور۔ اُچکے۔ چودھری بنے پھرتے ہیں۔

میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا

کہ دنیا کے ستائے ہوئے مصیبت زدہ مظلوم اور غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے لوگوں نے بعض چالاک ہستیوں کے دامِ فریب میں آ کر موجودہ دنیا کی بہتری کی بابت سوچنا بند کر دیا ہے۔ اور اپنی تمام توجہ آئندہ دنیا کی موہوم خوشیوں کیطرف مبذول کر رکھی ہے۔

میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا

کہ ایماندار اور اپنے گاڑھے پسینے کی کمائی سے روزی پیدا کرنے والوں کو ذلیل اور کمینہ سمجھکر انہیں نفرت و حقارت کی نظروں سے دیکھا جا رہا ہے لیکن محنت سے جی چرانے والے نکھٹو اور مفت خوروں کو اعلےٰ اور خاندانی سمجھکر انکے آگے سرِ تسلیم خم کر کے انکی عزت و توقیر کرنے میں کوئی کمی نہیں کیجاتی۔

میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا

کہ عبادت گاہوں اور پوتر استھانوں پر بھنگ اور چرس پینے والے سلفے باز دن نکھٹو رہتے جار رکھتے ہیں اور وہاں انسانوں کو درندوں سے بھی بڑھکر وحشی اور خونخوار بنانے کی سازشیں کی جاتی ہیں۔

میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا

کہ ننھے ننھے معصوم اور بھولے بھالے بدنصیب نازک اندام بچے چند پیسوں کیلئے سولہ سولہ سترہ سترہ گھنٹے کارخانوں میں کام کرنے کیلئے مجبور کئے جا رہے ہیں۔

میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا

کہ ہزارہا گداموں میں بیشمار گھی کے ٹین آٹے چینی اور کھانڈ کی بوریاں پڑی ہوئی ہیں۔ اور ان گداموں میں مضبوط تالے لگے ہوئے ہیں لیکن ان گداموں کے باہر

ہزاروں بدقسمت انسان فاقوں سے تڑپ تڑپ کر دم توڑ رہے ہیں ۔

میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا

کہ جہاں ہزاروں بیمار ڈاکٹری امداد کے بغیر پڑے کراہ رہے ہیں ۔ اور موت کے انتظار میں گھڑیاں گن رہے ہیں ، وہاں درجنوں ڈاکٹر کام کی کمی اور بیکاری کا شکار ہو کر خالی ہاتھ مکھیاں مار رہے ہیں ۔

میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا

کہ تہذیب یافتہ ملکوں کے بہترین دماغ آجکل اپنی تمام دماغی قوتوں کو انسانیت کی خدمت اور بنی نوع انسان کی بھلائی و بہتری کی بجائے لوگوں کو جلد از جلد موت کے گھاٹ اتارنے کیلئے نت نئی خوفناک ایجادوں میں مصروف ہیں ۔

میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا

کہ انصاف ، صداقت اور مساوات کی طاقتور قوموں کی نگاہوں میں کوئی وقعت نہیں جسکی لاٹھی اسکی بھینس والا مقولہ حرف بحرف درست ہے ۔ ابی سینیا کی کمزور حکومت نے اٹلی کی دراز دستیوں کے خلاف دنیا کی تمام مہذب قوموں کی توجہ دلائی ۔ لیکن اسکی آواز صدا بصحرا ثابت ہوئی ۔ ابی سینیا کی آزادی کو لٹتے ہوئے دیکھکر کسی شائستہ قوم کو اتنی جرأت نہ ہوئی کہ وہ اٹلی کے ان ظالمانہ افعال کی مذمت کرتی ہوئی اُسے ایسا کرنے سے باز رکھتی ۔ اس قسم کے وحشیانہ نظاروں کو دیکھکر عام لوگوں کے مُنہ سے سبحان تیری قدرت نکلے گا ۔ لیکن میں تو یہی کہونگا ۔ کہ یہ سب باتیں شیطانی ہیں ۔ اور جتنی جلدی ہو سکے انکا خاتمہ ہونا چاہیئے ۔

آپکا خیر اندیش

چھبیلداس

حُبّ الوطنی یا آزادی کی تڑپ

باب پہلا

سیاست کی تعریف

سیاست اُس کو کہتے ہیں کہ ایک فرد اور ایک قوم کے وسیع پیٹ میں دوسرا فرد اور دوسری اقوام ہضم کی جا سکیں۔

معاشرت کا مفہوم

معاشرت اسکو کہتے ہیں۔ کہ ایک چھوٹا دولت مند چالاک طبقہ باقی تمام طبقوں پر چالاکی سے حکومت کر سکے۔ ہماری معاشرت میں بنی نوع انسان کے دو طبقے ہیں۔ آقا اور غلام، برہمن اور اچھوت۔ سرمایہ دار اور مزدور۔ پیر اور مرید۔ گرو اور چیلا۔ اِن مختلف ناموں کے ساتھ سوسائٹی کی ترکیب ہر جگہ رہی ہے برا۔ اچھا۔ گناہ، ثواب۔ بلند و پست۔ مومن و کافر۔ حاکم و محکوم۔ غلام و آقا۔ یہ سب اصطلاحیں قوی وضع کرتا ہے۔ اور ان ہی معیار پر ضعیف جانچے جاتے ہیں۔ کیا خدا نے جب اس دنیا کو پیدا کیا تھا۔ تو اُس کا یہی منشا تھا۔ کہ اسطرح اسکے بندوں کی زندگی کا نظم کیا جائے۔"

(قاضی عبد الغفار خاں)

اعلےٰ دماغ۔

ہماری دنیا میں اعلےٰ دماغ وہ کہلاتے ہیں۔ جو دوسروں کو غلام بنانے کا فن جانتے ہوں۔

آزادی اور جاٹ

روس کا جاہل جاٹ ایسا ہی آزادی کے قابل ہے جیسا کہ لنڈن کا بڑے سے بڑا شائستہ آدمی۔ بیشک تعلیم اور رائے کا حق بڑی اچھی چیزیں ہیں۔ مگر اپنی محنت کا پھل کھانے کی آزادی، ظالمانہ گرفتاریوں سے رہائی۔ جلاوطنی۔ عذاب اور بے عزتی سے چھٹکارا۔ اور عہدہ داروں کی لوٹ کھسوٹ سے بچنے کا استحقاق۔ یہ ساری چیزیں روسی جاٹ کو ایسی ہی عزیز اور پیاری ہیں جیسے کہ اس نکتہ چین کیلئے ہیں۔ جو یہ کہتا ہے۔ کہ روسی رعایا آزاد رہنے کے لائق ہیں۔

زِندہ قوم

زِندگی کشمکش اور جدّوجہد کا دوسرا نام ہے۔ کیا کوئی شخص یا قوم اس جدّوجہد سے منہ موڑ کر جنگلوں میں ریاضت کا پروگرام بنا کر سادھو اور فقیر بنکر زندہ کہلانے کی مستحق ہوسکتی ہے؟ (لالاجپت رائے)

حقیقی خدمت

صرف بچے پیدا کرنا ہی پیدائش نہیں ہے۔ دنیا میں نئے خیالات کو پھیلانا۔ اچھی کتاب لکھنا۔ اچھی تصویر کھینچنا۔ کوئی ایجاد کرنا۔ قدرت کے کسی اصول کو دریافت کرنا۔ کسی چیز کا بنانا۔ کسی چیز کا گھڑنا۔ کھیتی باڑی کرنا۔ کپڑے بُننا۔ جوتے بنانا۔ معماری۔ مصوّری۔ سنگ تراشی۔ نقاشی۔ مینا کاری وغیرہ وغیرہ سب پیدائش کے کام ہیں۔ (لاجپت رائے)

آئرش مین

آئرش مین میں ہزاروں بُرائیاں اور نقائص ہو سکتے ہیں۔ مگر وہ اپنے وطن کا غدّار اور وطن فروش نہیں ہو سکتا۔

انجام

ہم جلاوطنی میں جلے ہی ہم نوڑیں، ہمارے بیٹے مر چکے ہیں ہمارے پوتے بھی وطن سے ہزاروں میل کی دوری پر جلاوطن ہیں۔ تڑپ تڑپ کر جان دے دیں مگر اسکا کوئی نہ کوئی نتیجہ ضرور نکلے گا۔ (انقلاب روس کی نادی کیفراٹن)

[illegible]

تیری عقل پر تیرا ان ! اپنے [illegible] آگ کو اسلئے نہیں بجھاتا۔ کہ تیری

اپنے بھائی کے ساتھ نہیں بنتی ۔ (ہندو اور مسلمان)

دیش بھگت ماں

جنگِ روس و جاپان کے دوران میں جب جاپانی ماں کو پتہ لگا۔ کہ اسکا اکلوتا لڑکا بِلا نظر محض اس وجہ سے جاپانی افواج میں بھرتی کیئے جانے اور مادرِ وطن کی خدمت سر انجام دینے سے محروم کیا جا رہا ہے۔ کہ وہ اپنی بیوہ ماں کے بڑھاپے کی لاٹھی ہے۔ تو اُس نے فوراً خودکشی کر کے اپنے بیٹے کے راستے کے کانٹے صاف کر دیئے ۔ (تاریخ دال)

اذیّت اور موت کا ڈر

کیا ہمارے اختیار میں ہے

سخت مصیبت میں ہم کیا کر سکتے ہیں۔ ہم فقط سوچ سکتے ہیں۔ اور کیا ہمارے اختیار سے باہر ہے۔ مجھے مرنا ضروری ہے لیکن کیا یہ ضروری ہے؟ کہ میں آہ و فغاں کرتا ہوا مروں۔ مانا مجھے زنجیروں میں باندھا جاتا ہے۔ لیکن کیا یہ ضروری ہے۔ کہ میں روتا ہوا باندھا جاؤں، مانا کہ مجھے جلا وطن ہونا ہے لیکن مجھے ہنسی خوشی سے اپنے مفہوم کو قبول کرنے سے کون روک سکتا ہے۔ اگر مجھے کہا جائے کہ میں راز کو افشاء کروں تو میں کہونگا یہ میرے اختیار میں ہے۔ اگر کہا جائے کہ بھید بتانے کے لیئے مجھے زنجیریں ڈالی جائیں گی۔ تو

میں کہونگا۔ صاحب سوچ سمجھ کر بات کرو۔ میرے پاؤں میں تم زنجیریں ڈال سکتے ہو لیکن میرے دِل کو نہیں باندھ سکتے۔ گر مجھے قید یا پھانسی کی دھمکی دی جائے تو میں کہوں گا۔ کہ میں نے تو کبھی اپنے آپ کو غیر فانی نہیں سمجھا۔ میں زندہ رہنے والا نہیں بلکہ ایک انسان ہوں۔ میں ایک ٹکڑا ہوں جسطرح گھنٹہ ایک دن کا ٹکڑا ہوتا ہے۔ گھنٹہ کی طرح میرا آنا ہوا۔ اور اسی طرح مجھے گذر جانا ہے۔ ڈر کر یا بخار سے ایک طرح نہ گذرا۔ تو دوسری طرح گذرنا پڑے گا۔ (از کتاب دنیا کے مہاپرش)

لیڈن کا محاصرہ

جون کے مہینے کی آمد سے شہریوں کی مشکلات دم بدم بڑھنے لگیں کھانے پینے کا تمام سامان تو پہلے ہی ختم ہو چکا تھا۔ لوگ نیل نکالنے کے بیجوں پر گذارہ کرنے لگے جب وہ بھی ختم ہو گئے۔ تو بلی کتے چوہے ہڑپ کرنے لگے جب ان کا بھی تمام ہو گیا۔ تو گھوڑے اور بیلوں کے چمڑے اُبال اُبال کر کھانے لگے۔ یہانتک کہ انھوں نے جوتوں کا چمڑہ بھی اُبال کر کھا لیا۔ صرف یہی نہیں [illegible] گھاس اور [illegible] جھاڑیوں کی [illegible] سکیں۔ اور گرجا کے

پہنچتے ہی آزادی کا جھنڈا لہرا دیں۔

جب پانی سر سے گزرنے لگا۔ تو شہریوں نے اپنے پیارے لیڈر آئینج کے پاس ایک خط بھیجا جسمیں اپنا حالِ زار خون سے لکھا ہوا تھا۔ اور آخری جنگ کیلئے کمک مرتبکی اطلاع دیگئی تھی۔ کیونکہ لیڈن میں غلہ کب کا ختم ہوچکا تھا۔ کُتّے بلّی اور چوہے انسانی خوراک میں شمار ہوچکے تھے۔ تھوڑی سی گائیں بچا کر دودھ کیلئے رکھ لی گئی تھیں ان میں سے بھی ایک دو ہر روز ذبح کی جاتی تھیں لیکن اس ذرا سے گوشت سے بھوک سے مرنے والے شہریوں کا پیٹ کب بھر سکتا تھا؟ بوچڑخانے کے اردگرد بھیڑ جمع ہو جاتی اور وہ ایک ایک ٹکڑہ گوشت کے لئے آپس میں کتوں کی طرح لڑتے تھے۔ ذبح شدہ جانوروں کا خون بہہ کر جب نالیوں میں آتا تھا۔ تو لوگ بے تحاشا دوڑ کر گرپڑتے تھے اور زبان سے لہو چاٹنے لگتے تھے۔ عورتیں اور بچے دن بھر گندے نالوں اور گوبر کے ڈھیروں میں سے اناج کے دانے ڈھونڈتے رہتے۔ چمڑہ۔ گھاس۔ پات اور درختوں کی تمام ہری بھری ٹہنیاں سب انسانوں کے پیٹ میں سما چکی تھی۔ اسپر بھی لوگ بھوک سے تڑپ تڑپ کر سڑکوں پر گرتے اور دم توڑ دیتے تھے۔ روز ہزاروں موتیں ہوتی تھیں۔ بچّے اپنی ماتاؤنکے سوکھے اور مرجھائے ہوئے پستانوں پر جھپٹ جھپٹ جانیں دیتے تھے اور مائیں

بھوک اور غم سے بچوں کو گود میں لیے ہوئے داعی اجل کو لبیک کہہ رہی تھیں لاشوں کی زہریلی ہوا سے وبا پھیلی جس کے سبب سے سات ہزار آدمی موت کا شکار ہو گئے۔ اس دردناک حالت میں بھی لیڈن کو اپنی آزادی پر ناز تھا۔ جب دشمن شہریوں کو کتے بلی اور چوہے کھانے والے کہہ کر انکا منہ چڑانے اور تمسخر اڑانے لگے تب اہل لیڈن نے شہر کی دیواروں پر چڑھ کر جرأت اور بہادری کے ساتھ اپنے دشمنوں کو للکار کر کہا "تم ہمیں کتے، بلی اور چوہے کھانے والے کہتے ہو۔ ہاں ہم کتے، بلی اور چوہے کھانے والے ہیں۔ لیکن اسکے ساتھ یہ بھی یقین رکھنا کہ جب تک شہر میں ایک بھی بلی اور کتے کی آواز آتی رہے گی، لیڈن سرنگوں نہیں ہوگا۔ جب ہمارے پاس کچھ بھی کھانے کو نہ رہے گا، تو ہم میں سے ہر ایک اپنا بایاں ہاتھ کھا کر، دائیں ہاتھ سے اپنے ملک، اپنی قوم اور اپنی آزادی کیلئے گھمسان کی لڑائی لڑے گا، اسکے باوجود بھی اگر ناکامی رہی تو آخری وقت میں اپنے ہاتھوں سے اپنے شہر کو آگ لگا دینگے اور مرد، عورتیں، بوڑھے، بچے سب اس آگ کے شعلوں میں جل کر راکھ ہو جائیں گے، لیکن اپنے گھروں کو غیر ملکی حملہ آوروں کے قدموں سے ناپاک اور اپنی آزادی کو برباد نہ ہونے دینگے۔"

نوٹ: ہالینڈ کا جنگ آزادی

جاپانی دیش بھگتی کا نمونہ

سپاہی :۔ پیارے بچے تمہارے لئے سب سے قابلِ پرستش ہستی کون ہے؟

جاپانی لڑکا :۔ گوتم بدھ مہاراج!

سپاہی :۔ اور ان سے دوسرے درجہ پر؟

جاپانی لڑکا :۔ مہاتما کانفیوشس!

سپاہی :۔ اگر گوتم بدھ اور مہاتما کانفیوشس تمہارے دشمنوں کی فوج کے سپہ سالار بنکر جاپان پر چڑھائی کر دیں۔ تو تم کیا کرو گے؟

جاپانی لڑکا :۔ (غصے سے لال پیلا ہو کر) میں اُن دونوں کا سر تلوار سے بھٹے کی طرح اُڑا دونگا۔

دوزخ کا نمونہ

سینٹ پیٹرز برگ میں زارشاہی کا سب سے بڑا زبردست جیلخانہ شلوسل برگ کا قلعہ تھا جہاں پولیٹیکل قیدیوں کو رکھا جاتا تھا۔ یہ ایک جزیرہ پر واقعہ تھا۔ اور اس میں داخل ہونے والے قیدی کو تمام اُمیدوں اور مسرتوں سے ہمیشہ کیلئے محروم ہونا پڑتا تھا۔ زار کے ایک تیمور دار افسر نے ایک مرتبہ کہا تھا۔ کہ جو قیدی ایک مرتبہ اس میں داخل ہو گیا۔ پھر وہ اپنے پاگل پن کے سوا کبھی واپس باہر نہ جا سکا۔ اسکی لاش ہی جاتی

قلعہ سے باہر جاتی تھی۔ یہ جیل خانہ روس کے خطرناک سیاسی قیدیوں کے لئے مخصوص کر دیا گیا تھا (تاریخ روس)

انقلاب پسندوں کے کالج

زارِ شاہی کے زمانے کے جیل خانوں کو روسی انقلاب پسند بجا طور پر اپنے لئے یونیورسٹیاں اور ٹریننگ کالج تصور کرتے تھے کیونکہ صرف جیل خانے کی چار دیواری کے اندر ہی انہیں شانتی اور اطمینان سے مطالعہ کرنے کی فرصت اور غور و خوض کے موقعے ملتے تھے۔ (تاریخ داں)

آزادی کے شیدائی

"آزادی کی تڑپ رکھنے والے بے قرار دل کے سکون کیلئے یہ کافی ہے کہ اسے فولاد کے ٹکڑے یعنی بندوق کی گولی سے چھلنی کر دیا جائے۔ اگر یہ بات صحیح ہے۔ تو میں اسی حق کا مطالبہ کرتی ہوں میں آپ کو آگاہ کرتی ہوں کہ اگر آپ نے مجھے زندہ رہنے دیا تو میں تمام عمر تم سے انتقام لینے کی کوشش کرونگی۔ کیونکہ تم نے میرے ہم وطنوں کے خون سے ہاتھ رنگے ہیں۔ اگر تم کائر اور بزدل نہیں ہو تو تم مجھے ضرور مار ڈالو۔"

(لوئیسی مائیکل)

غیر ملکی حکومت

غیر ملکی حکومت خواہ وہ دیوتاؤں، فرشتوں، پیغمبروں اور اوتاروں ہی کی کیوں نہ ہو، ایک بھاری لعنت ہے۔

حب الوطنی

جاگنے والو، غافلوں کو جگاؤ — تیرنے والو ڈوبتوں کو تراؤ
تم اگر ہاتھ پاؤں رکھتے ہو — لنگڑے لولوں کو کچھ سہارا دو
تندرستی کا شکر کیا ہے بتاؤ — رنج بیمار بھائیوں کا بٹاؤ
تم اگر چاہتے ہو ملک کی خیر — نہ کسی ہم وطن کو سمجھو غیر
ہو مسلمان اس میں یا ہندو — بودھ مذہب ہو یا کہ ہو برہمو
سب کو میٹھی نگاہ سے دیکھو
سمجھو آنکھ کی پتلیاں سب کو

(حالی)

پنجرے کا پیار

لاہور کی ٹھنڈی سڑک پر صبح سیر کرتے ہوئے مجھے ایک تیتر والا ملا کرتا ہے خالی پنجرہ اس کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اور بالکل آزاد اور کھلے بند تیتر اس کے پیچھے

پیچھے بھیڑ کی طرح چلنا ہے۔ جب میں نے تیتر کے مالک سے دریافت کیا۔ کہ یہ پرندہ اڑ کر آزاد کیوں نہیں ہو جاتا۔ تو وہ مسکرا کر بولا۔ کہ اس بدبخت کا پنجرے کے ساتھ اسقدر پیار ہو گیا ہے۔ کہ پورے موقعے ملنے کے باوجود بھی۔ یہ اڑ کر جان بچانے کا نام تک نہیں لیتا ؛

قربانی کی حد

جب مجسمہ ایثار۔ خوبصورت نواب زادی کیتھرائن نے محسوس کیا کہ اس کا دلفریب حسن اسکے لئے دیہات میں کام کرنے کی راہ میں زبردست رکاوٹ ثابت ہو رہا ہے۔ تو اس نے فوراً ہی اپنے چہرے ہاتھ پاؤں وغیرہ پر تیزاب چھڑک کر اپنے رنگ و روپ کو بگاڑ دیا۔ اور اپنی ریشمی زلفوں کو قینچی سے کاٹ ڈالا ؛

گری ہوئی قوم

جو قوم اپنے رتبے سے گر جاتی ہے۔ وہ آزادی کا تاج سر سے اتار کر غلامی کا طوق اپنی گردن میں پہن لیتی ہے۔ وہ اپنی ہر چیز کو پست اور ذلیل سمجھنے لگتی ہے۔ اپنا مذہب دوسروں کے مذہبوں کے مقابلہ میں اسے ادنیٰ اور کمزور نظر آنے لگتا ہے۔ غیروں کے اخلاق اور

آداب و رسوم اپنے اخلاق اور آداب و رسوم سے اچھے اور بہتر دکھائی دیتے ہیں۔ اسی طرح اپنی زبان بھی اسے غیروں کی نسبت ناشائستہ اور کم مایہ معلوم ہوتی ہے۔ غیر زبانوں کے الفاظ و محاورے ان کی نظر میں نہایت بلند ہو جاتے ہیں۔ اور اپنی زبان بالکل حقیر اور ذلیل معلوم ہونے لگتی ہے یہ میلان گری ہوئی اور غلام قوم کے تمام معاملات اور حالات پر یکساں طور پر حاوی ہو جاتا ہے۔ (لاجپت رائے)

بگڑی بنانے والے

ہم رُوکھے ٹکڑے کھائیں گے　　بھارت پر وارے جائیں گے
ہم سُوکھے چنے چبائیں گے　　بھارت کی بات بنائیں گے
ہم ننگے عمر بتائینگے　　بھارت پر جان مٹائیں گے
شعلوں پر دوڑے جائینگے　　کانٹوں کو راکھ بنائیں گے
ہم در در دھکے کھائینگے　　بھارت کی بات بنائینگے (سوامی رام تیرتھ)

کٹھن پرتگیا

مہارانا پرتاپ (تلوار کھینچکر) بھوانی۔ تو گواہ ہے۔ کہ رعایا نے آج مجھے اپنا خدمت گار منتخب کیا ہے۔ آج میرے سر پر ہیروں کا تاج نہیں

بلکہ کانٹوں کا تاج ہے۔ یہ حکومت کا نشان نہیں۔ بلکہ خدمتِ خلق کا نشان ہے۔ عیش وعشرت کا محل نہیں۔ بلکہ قربانی اور ایثار کا دروازہ ہے آج میں اس تلوار کو چھو کر عہد کرتا ہوں۔ کہ زندگی بھر مادرِ وطن میواڑ کی بھلائی میں اپنا تن من اور دھن قربان کر لینے سے مُنہ نہ موڑونگا۔ جب تک چتوڑ کو آزاد نہ کرالوں گا۔ تبتک میرے لئے عیش وعشرت حرام ہے۔ میں گھاس پھونس کی جھونپڑی میں رہوں گا۔ پتوں کو کھاؤں گا۔ اور تنکوں کی سیج پر سوؤں گا۔ (اُتاڈر اجستھان)

سب سے بڑا تیرتھ

کاشی۔ پریاگ متھرا۔ برندابن۔ اجودھیا۔ ہردوار۔ سارناتھ۔ گیا۔ بدری ناتھ۔ کدارناتھ وغیرہ مقامات بھی ہندوستان کے بڑے بڑے مہاپرشوں۔ رشی منیوں اور سپوتوں کی زندگیوں کے ساتھ تعلق رکھنے کے باعث تیرتھ ہیں۔ مگر میری نظر میں تو سب سے بڑا تیرتھ چتوڑ ہے جس کی سرزمین کا چپہ چپہ بہادر اور جانبازآزادی کے پروانوں کے خون سے رنگا ہُوا ہے۔

رسمِ جوہر

چتوڑ کے راجپوت :۔ علاؤالدین خلجی نے کئی ماہ سے پیارے چتوڑ کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ اگر قسمت کی دیوی نے ہمارا ساتھ نہ دیا۔ اور دشمن کامیاب ہو گیا۔ تو ہم نے پختہ فیصلہ کر رکھا ہے۔ کہ تمام جوان۔ بچے اور بوڑھے تو ہاتھوں میں ننگی تلواریں لے کر قلعے کی دیواروں سے کود کر غنیم پر ٹوٹ پڑینگے۔ اور جب تک تن میں جان باقی ہے۔ لڑتے لڑتے کئی دشمنوں کو سُلا کر خود بھی ہمیشہ کے لئے سو جائیں گے۔ ہماری مائیں بہنیں اور بیٹیاں "جوہر" برت لے کر زندہ آگ میں کود پڑیں گی ہم اپنے تمام مال و دولت کو آگ کی نذر کر دینگے اور علاؤالدین خلجی اگر حکومت کریگا۔ تو جانباز اور دلیش بھگت راجپوتوں پر نہیں بلکہ راکھ کے ایک نرے بھاری ڈھیر پر۔ ٹاڈ راجستھان

عجیب پاگل پن

اگر غور سے دیکھا جائے تو دُنیا بھر کی تواریخ پاگلوں کے کارناموں سے بھری پڑی ہے۔ ہندوستان۔ آئرلینڈ۔ مصر۔ روس۔ چین۔ جاپان۔ انگلستان فرانس اٹلی۔ جرمنی غرضیکہ کسی بھی ملک کی تاریخ کی ورق گردانی کیجائے تو معلوم ہوگا کہ نا عیش و عشرت پر لات مارنے والے عمر بھر افلاس۔ جلاوطنی۔ قید خانے۔ ذلت و خواری۔ پھانسی کے تختے وغیرہ کو ہنستے ہنستے گلے لگانے والے

سر پھرے انسانوں کی زندگیاں ہی آنے والی نسلوں کیلئے شمع ہدایت کا کام دے رہی ہیں۔ راجہ ہریشچندر۔ یدھشٹر۔ بدھ۔ مسیح۔ پرتاپ۔ میزینی۔ میکویلی۔ سن یات سن۔ لینن۔ کارل مارکس۔ پٹیل۔ گاندھی اور جواہر لال وغیرہ کی مثالیں ہمارے دعوے کی زندہ دلیل ہیں۔ کاش اس قسم کے پاگلوں کی تعداد میں کچھ اضافہ کیا جا سکتا۔ ہسٹری گواہ ہے۔ کہ جہاں بدنصیب محکوم ملکوں اور قوموں کو غلامی کی زنجیروں سے ان پاگلوں کی ہوشیاریوں نے چھڑایا وہاں انکا بیڑا غرق کرنے والے "عقلمندوں" کی بیوقوفیاں بھی کارفرما رہیں۔

رتبۂ انسانیت

اگر دنیا میں کوئی ایسا شخص ہو جسکے دل میں کبھی یہ خیال بھی نہ آیا ہو۔ کہ جس ملک و قوم میں وہ پیدا ہوا ہے۔ اسکی خدمت کرنا بھی اسکے اعلےٰ ترین فرائض میں سے ہے۔ تو اسے کہدو۔ کہ گو اسنے انسانی لباس پہن رکھا ہے۔ مگر درحقیقت اسے رتبۂ انسانیت حاصل نہیں ہوا۔

آزادی

دوستو! تم فخر کرتے ہو کہ تم بہادر اور آزاد بزرگوں کی نسل سے ہو۔ اگر دنیا میں ایک غلام بھی موجود ہے۔ تو کیا تم سچ مچ آزاد ہو۔ جب تمہیں اپنے پڑوسی

اور بھائی کی غلامی کی زنجیریں تنگ نہیں کرتیں۔ تو کیا تم آزادی کا لطف اُٹھانے کے حقدار ہو؟ کیا آزادی فقط اپنی زنجیریں توڑنے کا نام ہے؟ اور بنی نوع انسان کے قرض کا فرض تمہارے ذمے نہیں؟ ہے اور ضرور ہے حقیقی آزادی تو اپنے بھائی کی غلامی کی زنجیریں توڑنے اور اسے آزاد کرانے میں ہے۔

وہ لوگ غلام ہیں۔ جو کمزوروں اور غلاموں کی حمایت میں بولنے سے ڈرتے ہیں۔ وہ بزدل اور محکوم ہیں جو گالی گلوچ۔ ڈر۔ دھمکی یا نفرت و غصہ سے خوفزدہ ہو کر سچ کہنے اور سوچنے سے گریز کرتے ہیں۔ وہ بھی غلام ہیں۔ جو سچائی کی خاطر اکثریت کے مقابلے میں اکیلے یا ایک دو ساتھیوں کے ہمراہ حق کی آواز بلند نہیں کرتے۔ (جے۔ آر۔ لاول)

پُر اُمید

گو اسوقت آزادی کا چراغ دھندلا ہو رہا ہے۔ لیکن دوستو مایوس نہ ہونا۔ اِس چنگاری کو بُجھنے نہ دینا۔ غلامی کی رات ہمیشہ نہیں رہ سکتی۔ بہت جلد اندھیرا پھٹ جائے گا۔ اور نئے دن کا آغاز ہوگا۔ ہم میں سے ہر چھوٹے بڑے کو یہ محسوس کرنا چاہئیے کہ کیا ہم نے اس عظیم بیداری پیدا کرنے میں اپنا حق ادا کیا ہے۔

(دبرک مین اور ایما گولڈمین)

پوری غلامی

جب کسی مقام سے آزادی رخصت ہونے لگتی ہے۔ تو وہ دفعتاً نہیں جاتی۔ بلکہ وہ سب اچھائیوں اور خوبیوں کے چلے جانے کے بعد سب سے آخر میں کوچ کرتی ہے۔

جب کسی ملک کے لوگ اپنے شہیدوں اور بہادروں کی یاد کو اپنے دلوں سے بھلا دیتے ہیں۔ اور جب اس ملک کے مرد و زن کی روحیں احساس ذلت و پستی سے یکسر خالی ہو جاتی ہیں۔ اسوقت آزادی وہاں سے اپنا ڈیرہ اٹھا لیتی ہے۔ اور وہ بدنصیب ملک غلامی کے پنجہ میں بری طرح پھنس جاتا ہے

(ڈانالٹ وشلیٹن!)

آزاد اور غلام ملکوں میں فرق

آزاد ترکی میں سینٹ صوفیہ کی عظیم الشان مسجد کو عجائب گھر میں منتقل کر دیا گیا۔ تو کسی نے چوں تک نہیں کی۔ لیکن غلام ہندوستان میں شہید گنج کے پرانے کھنڈرات کی خاطر وہ طوفان بدتمیزی برپا کیا گیا کہ توبہ ہی بھلی۔ افسوس مذہبی دیوانوں نے اتنا بھی نہ سوچا۔ کہ ان کی حرکتوں سے تحریک آزادی کو کسی قدر دھکا پہنچے گا۔

بھائی کی غلامی کی زنجیریں تنگ نہیں کرتیں۔ تو کیا تم آزادی کا لطف اُٹھانے کے حقدار ہو؟ کیا آزادی فقط اپنی زنجیریں توڑنے کا نام ہے؟ اور بنی نوع انسان کے قرض کا فرض تمہارے ذمے نہیں؟ ہے اور ضرور ہے حقیقی آزادی تو اپنے بھائی کی غلامی کی زنجیریں توڑنے اور اسے آزاد کرانے میں ہے۔

وہ لوگ غلام ہیں۔ جو کمزوروں اور غلاموں کی حمایت میں بولنے سے ڈرتے ہیں۔ وہ بزدل اور محکوم ہیں جو گالی گلوچ۔ ڈر۔ دھمکی یا نفرت و غصہ سے خوفزدہ ہو کر سچ کہنے اور سوچنے سے گریز کرتے ہیں۔ وہ بھی غلام ہیں۔ جو سچائی کی خاطر اکثریت کے مقابلے میں اکیلے یا ایک دو ساتھیوں کے ہمراہ حق کی آواز بلند نہیں کرتے۔ (جے۔ آر۔ لاول)

پیامِ اُمید

گو اس وقت آزادی کا چراغ دھندلا ہو رہا ہے۔ لیکن دوستو مایوس نہ ہونا۔ اس چنگاری کو بجھنے نہ دینا۔ غلامی کی رات ہمیشہ نہیں رہ سکتی۔ بہت جلد اندھیرا پھٹ جائے گا۔ اور نئے دن کا آغاز ہوگا۔ ہم میں سے ہر چھوٹے بڑے کو یہ محسوس کرنا چاہئیے کہ کیا ہم نے اس عظیم بیداری پیدا کرنے میں اپنا حق ادا کیا ہے۔

(ویرکس مین اور ایما گولڈ مین)

پوری غلامی

جب کسی مقام سے آزادی رخصت ہونے لگتی ہے۔ تو وہ دفعتاً نہیں جاتی۔ بلکہ وہ سب اچھائیوں اور خوبیوں کے چلے جانے کے بعد سب سے آخر میں کوچ کرتی ہے۔

جب کسی ملک کے لوگ اپنے شہیدوں اور بہادروں کی یاد کو اپنے دلوں سے بھلا دیتے ہیں۔ اور جب اس ملک کے مرد و زن کی روحیں احساس ذلت و پستی سے یکسر خالی ہو جاتی ہیں۔ اسوقت آزادی وہاں سے اپنا ڈیرہ اُٹھا لیتی ہے۔ اور وہ بدنصیب ملک غلامی کے پنجہ میں بری طرح پھنس جاتا ہے

(ڈالٹ وسٹن)

آزاد اور غلام ملکوں میں فرق

آزاد ترکی میں سنیٹ صوفیہ کی عظیم الشان مسجد کو عجائب گھر میں منتقل کر دیا گیا۔ تو کسی نے چوں تک نہیں کی۔ لیکن غلام ہندوستان میں شہید گنج کے پرانے کھنڈرات کی خاطر وہ طوفان بدتمیزی برپا کیا گیا کہ توبہ ہی بھلی۔ افسوس مذہبی دیوانوں نے اتنا بھی نہ سوچا۔ کہ انکی حرکتوں سے تحریک آزادی کو کس قدر دھکا پہنچے گا

زہر اور آبحیات

جو چیز ایک تندرست انسان کیلئے آبحیات ہے۔ وہی ایک بیمار کیلئے زہر قاتل ثابت ہوتی ہے۔ ٹھیک اسی طرح۔ ریل۔ تار۔ ٹیلیفون۔ ریڈیو۔ سینما وغیرہ جہاں آزاد ممالک کیلئے باعث برکت ہیں۔ وہاں غلام اقوام کو تباہی کے گڑھے میں گرانے کا سبب بھی ہیں۔

کاغذی پھول

بیدار ات کے بغیر قانون ساز مجالس کا پارلیمنٹ اور ممبروں کو آنریبل کہنا ایسا ہی ہے جیسے بغیر بو کے کاغذی پھول کو پھول کہنا۔

صحیح پیشینگوئی

باب — ہسٹری

روس کے واقعات پر نگاہ ڈالو۔ تم دیکھو گے کہ کورگی اور کروبانکن کے ملک میں بڑے بڑے واقعات ظہور پذیر ہونے والے ہیں۔ مجھ سے پوچھو۔ تو مجھے ایک عظیم الشان انقلاب رونما ہوتا نظر آتا ہے۔ جس سے شاہی کا بالکل خاتمہ ہو جائے گا۔ اور سب سے حیرت انگیز بات یہ ہوگی۔ کہ ماسکو سینٹ پیٹرزبرگ اسبساپول۔ اور کرزن شٹڈیں فوجی سپاہی بھی عوام الناس کے ساتھ ملیں گے۔

(تولیسی مائیکل ۱۰ جنوری ۱۹۰۵ء)

شجاعت کا نمونہ

احمد شاہ ابدالی :۔ تم مجھے کورنش کیوں نہیں بجا لائے؟

میر منوں گورنر پنجاب :۔ میرا سر فقط میرے آقا شہنشاہ دہلی کے سامنے ہی خم ہوتا ہے۔

ابدالی :۔ اگر تم اپنے آقا کے اس قدر وفادار ہو۔ تو تمہارا آقا لڑائی کے وقت تمہاری امداد کو کیوں نہیں آیا؟

میر منوں :۔ میرے آقا کو مکمل یقین ہے۔ کہ میں اکیلا ہی تم سے مقابلہ کر سکتا ہوں۔

ابدالی :۔ بتلاؤ اب تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟

میر منوں :۔ اگر تم تاجر ہو تو مجھے فروخت کر ڈالو۔ ظالم ہو تو قتل کر ڈالو اور اگر بادشاہ ہو تو مجھے بخش دو۔

خونِ ناحق

جب سقراط کے شاگردوں نے آنکھوں میں آنسو بھر کر سقراط سے کہا کہ اے استاد کامل۔ ہمیں تو فقط اس بات کا افسوس ہے۔ کہ آپ بیگناہ مر رہے ہیں سقراط نے ہنس کر فرمایا "کیا تم چاہتے ہو کہ میں گنہگار ہو کر مروں؟" (سقراط کی موت)

آزادی کے پروانے

۱۸۴۹ء میں زار نکولس اوّل نے روس کے ۲۳ نوجوانوں کے خلاف ایک زبردست سازش کیس کھڑا کر دیا جو تاریخ میں CONSPIRACY OF IDEAS CASE یعنی خیالات کے پرچار کی سازش کے مقدمہ کے نام سے مشہور ہے ملزموں کے خلاف یہ الزام تھا کہ باغیانہ خیالات کے پرچار کے ذریعے وہ موجودہ سوسائٹی کے نظام کو درہم برہم کرنا چاہتے ہیں۔ اکیس نوجوانوں کو موت کی سزا دی گئی جب انکو تختۂ دار کے پاس لے جایا گیا۔ تو اسی وقت شاہی حکم پہنچا۔ کہ انکی سزائیں عمر بھر کے کالے پانی کی سزا میں منتقل کر دی گئی ہے۔ اسکا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ چھ سات نوجوان تو دماغی صدمہ سے اسی وقت پاگل ہو گئے۔ روس کا مشہور عالم فسانہ نگار اور ناولسٹ دستوفسکی بھی اسی گروہ میں شامل تھا۔ وہ بیان کرتا ہے۔ کہ اس وقوعہ کا اثر تمام عمر میرے دماغ پر مسلط رہا۔ (تاریخ روس)

ہستی کا ثبوت

وسطی زمانہ (سانویں سے پندرھویں صدی عیسوی) میں جب زلزلے اور پلیگ اور وبائیں پھوٹ پڑتی تھیں۔ تو لوگ کہا کرتے تھے کہ خدا بیغمبر پلیگ اور دوسری وبائیں [illegible] کے لئے [illegible] ہے۔ اور یہ پیغام [illegible]

[illegible]

مؤرخ کون؟

ایک آدمی اور شیر ایکمرتبہ اکٹھے سفر کر رہے تھے۔ کہ راستے میں انکو ایک تصویر نظر آئی، جس میں یہ دکھلایا گیا تھا۔ کہ آدمی بڑی بہادرانہ شان کے ساتھ شیر کی پیٹھ پر سوار ہے۔ تصویر کو دیکھکر آدمی نے شیر سے کہا۔ کیوں جی! دیکھا انسان کس قدر جری اور دلیر ہے۔ کہ شیر کی پیٹھ پر سواری کر رہا ہے۔ شیر بولا! معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس تصویر کے بنانے والا کوئی انسان ہے۔ اگر یہ تصویر کسی شیر نے بنائی ہوتی تو اسکی شکل یوں ہوتی۔ کہ شیر آدمی کو نیچے دبا کر اسکی انتڑیوں کو اپنے تیز ناخنوں سے پھاڑ پھاڑ کر کھا رہا ہے۔

افسوسناک ترجیح

تاریخ کے صفحات پر مسٹر نپولین کا نام تو سنہری حروف میں لکھا ہوا ہے۔ اور اس کے نام سے دنیا کا بچہ بچہ واقف ہے۔ جس کے سر پر کم از کم بیس۲۰ تیس۳۰ لاکھ بندگانِ خدا کے قتل کی ذمہ داری عاید ہوتی ہے مگر اس ولیم جینر کا نام بہت ہی کم لوگ جانتے ہیں جس نے چیچک جیسے نامراد موذی مرض کا ٹیکہ ایجاد کر کے کروڑوں بنی نوع انسان کی قیمتی جانوں کو بچایا۔ اندازہ لگایا گیا ہے۔ کہ اس فرشتہ سیرت ہستی کی اس ایک ایجاد کی بدولت ہر سال دس لاکھ انسان لقمہ اجل بننے سے محفوظ ہو گئے ہیں

نیک ارادہ

سترھویں صدی کے عیسائی مذہبی شدھارک (PURITONS) ریچھوں کی لڑائیوں کی سخت مخالفت کیا کرتے تھے۔ اس وجہ سے نہیں۔ کہ انہیں بیچارے جانوروں پر رحم آتا تھا۔ بلکہ اسلئے کہ اس سے عوام کی تفریح طبع ہوتی تھی ◆

(میکالے)

جدّت

انقلاب فرانس کے ایام میں جب پیرس کے ہزاروں بھوکے اور فاقہ مست لوگوں نے "ہائے روٹی" "ہائے روٹی" کا شور مچاتے ہوئے پیرس کے شاہی محل کو گھیر لیا۔ تو ملکہ پیری نے کھڑکی سے باہر سر نکال کر پوچھا کہ یہ شور و شر کیوں ہو رہا ہے؟ اور یہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟ جب اسے بتلایا گیا۔ کہ لوگ بھوکے ہیں۔ اور انہیں روٹی نہیں ملتی۔ تو ملکہ نے نہایت سنجیدگی سے فرمایا۔ کہ اگر روٹی نہیں ملتی۔ تو یہ کیک کھا کر گذارہ کیوں نہیں کرتے؟

تاجرانہ اخلاق

ڈاکو اور رہزن جب کسی راستے کو گھیرے راہگیروں کو لوٹنے کی نیت سے گھیر لیتے ہیں۔ تو اسکی چھاتی کے سامنے پستول تان کر کہتے ہیں۔ جو کچھ مال ہے۔ ہمارے

حوالے کر دو، ورنہ جان سے مار ڈالے جاؤ گے" ٹھیک اُسی طرح افیم کے انگریز تاجروں نے چینیوں کو توپیں دکھلا کر "تمہاری جان اور تمہارا مال" والی بات کی تھی۔ اِسلئے انیسویں صدی کی جنگِ افیم انگلستان کے نام پر بدترین سیاہ دھبہ ہے ؂

ماں کے سپُوت

بھارت ماتا کے پاؤں میں غلامی کی زنجیریں تو اُن ہونہار سپوتوں کے ہاتھوں کی ڈالی ہوئی ہیں۔ جنہوں نے وفاداری کے جوش میں آکر چاول تو اُبال کر غیر ملکی دشمنوں کو کھِلائے۔ اور خود ان چاولوں کی پیچھ پر ہی گذارہ کیا ؂

شہیدوں کے سرتاج

اے بہادروں اور شہیدوں کے سرتاج رانا پرتاپ جبتک دنیا میں حب الوطنی۔ ایثار اور قربانی کی قدر رہے گی۔ تبتک نہ صرف غلام ہندوستان بلکہ تمام دنیا تیرے پوتر نام پہ پھول چڑھاتی رہے گی ؂

تو اگر امریکہ میں پیدا ہوتا۔ تو وہاں تیری پرستش واشنگٹن۔ اور لنکن سے کسی طرح کم نہ ہوتی۔ اگر تو انگلستان میں ہوتا۔ تو ولنگٹن اور نلسن کو تیرے سامنے سر جھکانا پڑتا۔ سکاٹ لینڈ میں ویلس اور رابرٹ بروس تیرے بھائی ہوسکتے۔

فرانس میں جون آف آرک تیری ٹکر کی مانی جاتی۔ اور اٹلی میزینی کے مقابلہ میں تجھے رکھتا ہم غلام ہندوستانی تیری پوجا کسطرح کریں۔ تیرے قدموں پر نچھاور کرنے کیلئے ہمارے پاس دو بوند آنسوؤں کے سوا رکھا ہی کیا ہے؟

رنجدہ بات

انقلاب فرانس میں سب سے زیادہ رنجدہ بات یہ نہیں تھی کہ ملکہ فرانس کا سر قلم کر دیا گیا بلکہ علاقہ وینڈی کے بیوقوف اور بھولے کسان، بادشاہ اور جاگیرداروں کی خاطر اپنا خون بہاتے ہوئے انقلاب کو روکنے کی کوشش کر رہے تھے۔

(آسکر وائیلڈ)

گھر اور باھر

یہ کس قدر حیرت اور افسوس کی بات ہے کہ جو فرانس اپنے گھر میں آزادی مساوات اور برادری کا سہ رنگا جھنڈا لے کر انقلاب عظیم بپا کرکے، غلامی ظلم اور ظالموں کا خاتمہ کرتا ہے۔ وہی فرانس۔ مڈغاسکر، مراکو۔ شام۔ انام۔ ٹانکن۔ اور گائنا وغیرہ جاکر کروڑوں بندگان خدا کے پاؤں میں غلامی کی زنجیریں ڈالکر عظیم الشان فرنچ ایمپائر کھڑی کر دیتا ہے۔

درسِ شجاعت

ایک ماں عہدِ گذشتہ کی سُنا کر داستاں ۔ دے رہی ہے پیار سے بچے کو اپنے لوریاں
گرچہ سونے کیلئے تیار کرنا ہے اُسے ۔ لیکن اُسکی روح کو بیدار کرنا ہے اُسے
کہہ رہی ہے نام لیوا ہے تو ان اجداد کا ۔ جسم پتھر کا جو رکھتے تھے جگر فولاد کا
جنکا ہلکا سانس تھا چلتے ہوئے خنجر کی دھار ۔ جانِ مادر! اُن جوانمردوں کی تو ہے یادگار
میری جاں تونے بھی ہونا نسلِ انسانی میں فرد ۔ آ بتاؤں تجھکو کن اوصاف سے کامل ہو مرد
مرد وہ ہے جو بدل ڈالے نظامِ کائنات ۔ سُست رَو ہو جائے جسکے خوف سے نبضِ حیات
جسکے ابرُو کے اشارے سے بدل جائے زمیں ۔ موت کا پیغام ہو جسکی نگاہ خشمگیں
جسکے سینے میں نہ ہو بیم و بلا کا کچھ گذر ۔ سو سکے جو حشر کے میداں میں لمبی تان کر
موت سے آنکھیں ملا کر مُسکرا سکتا جو ہو ۔ شِیرِ مادر کا سمجھتا ہو جو آبِ تیغ کو
فکرِ بیش و کم میں جو بے سود جاں کھوتا نہیں ۔ جسکی فطرت پر حوادث کا اثر ہوتا نہیں
روبروِ بادِ مخالف کے قدم رُکتا نہ ہو ۔ جسکا سر کٹتا تو ہو لیکن کبھی جھکتا نہ ہو

تجھ میں یہ اوصاف پیدا ہوں اگر اے ارجمند
فخر سے پھر کر سکوں گی میں بھی اپنا سر بلند

(گوپال متل)

نیک ارادہ

سترھویں صدی کے عیسائی مذہبی شدھارک (PURITONS) ریچھوں کی لڑائیوں کی سخت مخالفت کیا کرتے تھے۔ اس وجہ سے نہیں۔ کہ انہیں بیچارے جانوروں پر رحم آتا تھا۔ بلکہ اسلئے کہ اس سے عوام کی تفریح طبع ہوتی تھی ۔

(میکالے)

جدّت

انقلاب فرانس کے ایام میں جب پیرس کے ہزاروں بھوکے اور فاقہ مست لوگوں نے "ہائے روٹی" "ہائے روٹی" کا شور مچاتے ہوئے پیرس کے شاہی محل کو گھیر لیا۔ تو ملکہ پیرس نے کھڑکی سے باہر سر نکال کر پوچھا کہ یہ شور وشر کیوں ہو رہا ہے؟ اور یہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟ جب اسے بتلایا گیا۔ کہ لوگ بھوکے ہیں۔ اور انہیں روٹی نہیں ملتی۔ تو ملکہ نے نہایت سنجیدگی سے فرمایا۔ کہ اگر روٹی نہیں ملتی۔ تو یہ کیک کھا کر گذارہ کیوں نہیں کرتے؟

تاجرانہ اخلاق

ڈاکو اور رہزن جب کسی لٹے ہوئے راہگذر کو لوٹنے کی نیت سے گھیر لیتے ہیں۔ تو اس کی چھاتی کے سامنے پستول تان کر کہتے ہیں۔ جو کچھ مال ہے۔ ہمارے

حوالے کر دو، ورنہ جان سے مار ڈالے جاؤ گے" ٹھیک اُسی طرح افیم کے انگریز تاجروں نے چینیوں کو توپیں دکھلا کر "تمہاری جان اور تمہارا مال" والی بات کی تھی۔ اِسلئے انیسویں صدی کی جنگِ افیم انگلستان کے نام پر بدترین سیاہ دھبہ ہے۔

ماں کے سپوت

بھارت ماتا کے پاؤں میں غلامی کی زنجیریں تو اُن ہونہار سپوتوں کے ہاتھوں کی ڈالی ہوئی ہیں۔ جنہوں نے وفاداری کے جوش میں آکر چاول تو اُبال کر غیر ملکی دشمنوں کو کھلائے۔ اور خود ان چاولوں کی پیچھ پر ہی گذارہ کیا۔

شہیدوں کے سرتاج

اے بہادروں اور شہیدوں کے سرتاج رانا پرتاپ جبتک دنیا میں حب الوطنی۔ ایثار اور قربانی کی قدر رہے گی۔ تبتک نہ صرف غلام ہندوستان بلکہ تمام دنیا تیرے پوتر نام پر پھول چڑھاتی رہے گی۔

تو اگر امریکہ میں پیدا ہوتا۔ تو وہاں تیری پرستش واشنگٹن اور لنکن سے کسی طرح کم نہ ہوتی۔ اگر تو انگلستان میں ہوتا۔ تو ولنگٹن اور نلسن کو تیرے سامنے سر جھکانا پڑتا۔ سکاٹ لینڈ میں ویلس اور رابرٹ بروس تیرے ساتھی ہو سکتے۔

فرانس میں جون آف آرک تیری ٹکر کی مانی جاتی۔ اور اٹلی میزینی کے مقابلہ میں تجھے رکھتا ہم غلام ہندوستانی تیری پوجا کسطرح کریں۔ تیرے قدموں پر نچھاور کرنے کیلئے ہمارے پاس دو بوند آنسوؤں کے سوا رکھا ہی کیا ہے؟

رنجدہ بات

انقلاب فرانس میں سب سے زیادہ رنجدہ بات یہ نہیں تھی کہ ملکہ فرانس کا سر قلم کر دیا گیا بلکہ علاقہ ونیڈی کے بیوقوف اور بھولے کسان، بادشاہ اور جاگیرداروں کی خاطر اپنا خون بہاتے ہوئے انقلاب کو روکنے کی کوشش کر رہے تھے۔

(آسکر وائیلڈ)

گھر اور باھر

یہ کس قدر حیرت اور افسوس کی بات ہے کہ جو فرانس اپنے گھر میں آزادی مساوات اور برادری کا سہ رنگا جھنڈا لے کر انقلاب عظیم بپا کر کے، غلامی ظلم اور ظالموں کا خاتمہ کرتا ہے۔ وہی فرانس۔ مڈغاسکر، مراکو۔ شام۔ انام۔ ٹانکس۔ اور گائنا وغیرہ جا کر کروڑوں بندگان خدا کے پاؤں میں غلامی کی زنجیریں ڈالکر عظیم الشان فرنچ ایمپائر کھڑی کر دیتا ہے۔

درسِ شجاعت

ایک ماں عہدِ گذشتہ کی سُنا کر داستاں — دے رہی ہے پیار سے بچے کو اپنے لوریاں
گرچہ سونے کیلئے تیار کرنا ہے اُسے — لیکن اُسکی روح کو بیدار کرنا ہے اُسے
کہہ رہی ہے نام لیوا ہے تو ان اجداد کا — جسم پتھر کا جو رکھتے تھے جگر فولاد کا
جنکا ہلکا سانس تھا چلتے ہوئے خنجر کی دھار — جانِ مادر ! اُن جوانمردوں کی تو ہے یادگار
میری جاں تو نے بھی ہونا نسلِ انسانی میں فرد — آ بتاؤں تجھکو کن اوصاف سے کامل ہو مرد
مرد وہ ہے جو بدل ڈالے نظامِ کائنات — سُست رو ہو جائے جسکے خوف سے نبضِ حیات
جسکے ابرو کے اشارے سے بدلجائے زمیں — موت کا پیغام ہو جسکی نگاہ خشم گیں
جسکے سینے میں نہ ہو بیم و بلا کا کچھ گذر — سو سکے جو حشر کے میداں میں لمبی تان کر
موت سے آنکھیں ملا کر مُسکرا سکتا جو ہو — شیر مادر کا سمجھتا ہو جو آبِ تیغ کو
فکرِ بیش وکم میں جو بے سود جاں کھوتا نہیں — جسکی فطرت پر حوادث کا اثر ہوتا نہیں
روبرو بادِ مخالف کے قدم رُکتا نہ ہو — جسکا سر کٹتا تو ہو لیکن کبھی جھکتا نہ ہو

تجھ میں یہ اوصاف پیدا ہوں اگر اے ارجمند
فخر سے پھر کر سکونگی میں بھی اپنا سر بلند

(دگو پال متل)

نئے اور پُرانے حکمرانوں میں فرق

آجکل کے بادشاہوں، حکمرانوں اور انکے افسروں کے رنگ و ڈھنگ دیکھکر بے اختیار یہی منہ سے نکلتا ہے۔ کہ کیا مٹی کے معمولی پیالوں میں پانی پینے والے اور ادنیٰ اچٹائیوں پر رات بسر کرنے والے مہاراجہ بکرما جیت اور راتوں کو بھیس بدل کر رعایا کی حالت کا جائزہ لینے والے خلیفہ ہارون الرشید کی باتیں دلچسپ اور زبردست گپیں ہیں؟

غلامانہ ذہنیّت

جب امریکہ میں غلاموں کی آزادی کا اعلان کیا گیا۔ تو غلام زار زار روتے تھے۔ کہ انکی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی تھی۔ کہ وہ اس آزادی کو کس طرح استعمال کرینگے۔ سچ ہے۔ غلاظت اور گندگی میں مدّتوں رہنے کی وجہ سے مہتروں اور بھنگیوں کی قوت شامہ (سونگھنے کی حس) بالکل زائل ہوجاتی ہے۔ اور وہ غلاظت میں رہنے کے عادی بنجاتے ہیں۔

تاریخ فیصلہ

زندگی کتنی ہی شاندار اور عظیم کیوں نہ ہو۔ لیکن وہ تاریخی فیصلے کیلئے ہمیشہ موت کی منتظر رہتی ہے۔

(ڈکٹر ہیوگو)

خوفناک پیشنگوئی!

انقلاب فرانس کے بانی "رُوسو" کی مشہور عالم کتاب "سوشیل کنٹرکٹ" کے متعلق انگلستان کے عالم مہاتما کارلائل نے فرمایا تھا:۔

"کہ آج جو لوگ اس کتاب کے خیالات کی ہنسی اُڑاتے ہیں۔ انکے بیٹوں اور اگر بیٹوں کے نہیں تو پوتوں کے چمڑے کی جلدیں اس کتاب پر چڑھینگی"

کتاب کی اشاعت کے لگ بھگ چالیس سال بعد کارلائل کی وہ خوفناک پیشینگوئی حرف بہ حرف صحیح اور سچی ثابت ہوئی۔ (مؤرخ)

دو انقلاب

انقلاب فرانس نے تو عوام کی پیٹھ پر سے ایک بوجھ اتار کر دوسرا دھر دیا تھا لیکن انقلاب روس نے عوام کا بوجھ ہمیشہ کیلئے اتار کر پھینکدیا۔ (مورخ)

سکندرِ اعظم اور ڈاکو

سکندرِ اعظم (ڈاکو سے مخاطب ہوتے ہوئے) کیا تمہیں ڈاکو کا پیشہ اختیار کرتے ہوئے شرم محسوس نہیں ہوتی؟

ڈاکو:۔ حضور شرم کس بات کی، آپ اور میں تو ہم پیشہ ہیں۔

سکندرِ اعظم:۔ وہ کیسے؟

ڈاکو:۔ سنئے! میں جو کام چھوٹے پیمانے پر کرتا ہوں۔ آپ اسے وسیع پیمانے پر سرانجام دیتے ہیں۔ میرے ساتھیوں کی تعداد گنتی کی ہوتی ہے۔ اسلئے ہمیں ڈاکوؤں کا خطاب ملتا ہے ، اور آپ کے ہمراہی ٹڈی دل ہیں۔ اسلئے شاہی فوج کہلاتی ہے۔ میرے کام کو ڈاکہ زنی، اور آپ کے کام کو فتوحات کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ میں ایک آدھ گاؤں یا شہر کو لوٹتا ہوں۔ لیکن آپ کی تاخت و تاراج اور لوٹ کھسوٹ کا نشانہ تو سینکڑوں سلطنتیں بن چکی ہیں۔ اور بننے والی ہیں اسلئے آپ بڑے ڈاکو ہیں۔ اور میں چھوٹا ڈاکو ۔

دلچسپ

تاریخ عالم میں سب سے دلچسپ بات یہ نظر آتی ہے۔ کہ دنیا کی ہر ایک قوم اپنے آپ کو خدا کی برگزیدہ اور مہذب سمجھتی ہے اور دوسری اقوام کو وحشی اور پس ماندہ خیال کرتی ہے ۔ (جواہر لال)

غلام خانے

اف! یہ تمہارے سکول اور کالج کیا ہیں؟ غلام بنانے کی پیٹنٹ مشینیں، میرا بس چلے۔ تو سب اونچے اونچے کالجوں کو ڈھا کر جو کو کھیت

بنوادوں اور ہل جتاکر گیہوں۔ جوار اور چھنے بودوں جس سے تمہارے کنگال دیش واسیوں کے پیٹ تو بھریں .. .. .. " وہاں یہی پڑھتے ہوناں۔ کہ رانا پرتاپ سڑی اور ضدی تھا۔ سیواجی پہاڑی ڈاکو تھا۔ آریہ لوگ جنگلی اور وحشی تھے۔ ہندو حکمرانی کرنا نہیں جانتے تھے .. .. .. تمہارے ساتھ اگر گورو گوبند سنگھ کے لڑکوں نے تعلیم حاصل کی ہوتی۔ تو وہ دیواروں میں زندہ چنوائے جانے کی بیوقوفی ہرگز نہ کرتے۔ آزادی کی قربانگاہ پر جسنے اپنی جان دی۔ وہ سکول اور کالج کا پڑھا ہوا نہیں تھا۔ قربانی تو اَن پڑھ گنوار ہی کیا کرتے ہیں "

(دیوگی ہری)

پروپیگنڈا کی طاقت

گذشتہ جنگ عظیم میں جرمنی کو اسلئے شکست نصیب نہیں ہوئی۔ کہ اسکی فوجی قوت غنیم کے مقابلے میں کمزور یا گھٹیا تھی۔ جرمنی غنیم کی توپوں۔ بموں اور گولیوں کی بوچھاڑ سے نہیں بلکہ اسکے زبر دست پروپیگنڈہ کی طاقت سے ہار گیا۔

ایمانداری کی مناسب جگہ

ایمرسن :- (ہنری ڈیوڈ تھورو کو جیل کی کوٹھری میں دیکھکر) تم یہاں کیسے؟

تھوریو :- اور تم جیل سے باہر کیسے؟ جب ملک میں چاروں طرف خلق العنانی ظلم اور اندھیر گردی کا دور دورہ ہو۔ تو ہر شریف اور ایماندار کی مناسب جگہ تو جیلخانہ ہی ہوا کرتی ہے۔

ذہنی انقلاب کا طریقہ

پانچ پانچ سو، ہزار ہزار صفحوں کی موٹی کتابوں کو پڑھنے اور خریدنے کی طاقت کس میں ہے ؟ انکو سمجھنے کیلئے طاقت اور صبر بھی تو غضب کا چاہیئے اغریب سے غریب انسانوں کی جھونپڑیوں تک رسائی حاصل کرنے والے تو پیسے پیسے والے ٹریکیٹ، رسالے ہی ہوتے ہیں جس سے ذہنیتوں میں انقلاب برپا ہو جاتا ہے۔ (والٹیئر)

آخری قدم

جب اہلِ روما نے کارتھیج شہر کا محاصرہ کرلیا۔ اور شہریوں کو اپنے بچاؤ کی کوئی صورت نظر نہ آئی۔ تو انہوں نے اپنے مندروں کی مورتیاں اور گھنٹے پگھلاکر انکی تلواریں ڈھال لیں۔ عورتوں نے اپنے سروں کے خوبصورت بال کاٹ ڈالے تاکہ ان سے جہازوں کے چلانے کیلئے رسّے بنائے جا سکیں۔

ہائے اُس زود پشیماں کا پشیماں ہونا!

اگر اس تاتاری شہنشاہ ابی سینیا کو حضرتِ داغ کا مندرجہ ذیل شعر معلوم ہوتا۔ تو وہ ڈاکوؤں کی انجمن (لیگ اقوام) کے روبرو اپنی مظلومیت کی فریاد دینے کو ہرگز نہ جاتا۔ اور نہ ہی اس سے کسی قسم کے انصاف کی توقع رکھنے کی غلطی کرتا ؎

وہی قاتل، وہی شاہد، وہی منصف ٹھہرے
اقربا میرے کریں خون کا دعوے کس پر؟

انسانوں کا شکار

شیر، چیتے وغیرہ درندوں کا شکار تو انسان کھیلا ہی کرتے ہیں۔ مگر انسانوں کی طرف سے انسانوں کے شکار کی داستان اگر پڑھنی ہو۔ تو میکسکو اور پیرو کی فتح کی تاریخ کا مطالعہ کیجئے ۔

بہترین یادگاریں

مصر کے بادشاہ عظیم الشان مینار بنا کر اپنی یادگار چھوڑ گئے۔ شاہجہان کی یادگار روضہ تاج محل ہے۔ لیکن رام، کرشن، بدھ اور عیسےٰ ہزاروں لاکھوں سے لوگوں کے دلوں میں نہ مٹنے والی یادگاریں قائم کر گئے ۔

سرمایہ داروں کی لن ترانیاں

عوام تو کتے ہیں۔ میں اُنکے سامنے روپیہ پھینکونگا۔ اور جہاں میرا جی چاہیے گا۔ انہیں لے جاؤنگا۔ (نپولین)

ماضی و حال

عالم کا دل، مزدور کا چہرہ اور سپاہی کا لباس رکھنے والا کون ہے؟

جواب:۔ سقراط نہیں نہیں، لینن اور سٹالن۔

تواریخ کا سبق

ہندوستان کی گذشتہ ایک ہزار سال کی تواریخ اس امر کی گواہ ہے۔ کہ زندگی کی جدّ وجہد اور قومی آزادی کو برقرار رکھنے کیلئے نہ تو اعلےٰ تہذیب کام دے سکتی ہے۔ نہ ہی مقدس دھرم اور فلاسفی۔ اور نہ ہی دولت و علم صرف سنگٹھن، تنظیم یا جتھے بندی ہی کی بدولت مٹھی بھر اشخاص کروڑوں انسانوں کے چھکّے چھڑا سکتے اور انہیں غلام بنا سکتے ہیں۔ (مورخ)

غلط فہمی کا ازالہ

روس کی تاریخ کا مطالعہ کرلینے کے بعد لوگ غلط فہمی سے اس نتیجے پر پہنچتے ہیں۔ کہ زارِ روس کی حکومت طالسطائے پر اسلئے ہاتھ نہیں ڈالتی

تھی۔ کہ حکومت کو ٹالسٹائی کی بین الاقوامی شہرت اور ہر دلعزیزی سے
تھا۔ اور وہ نہیں چاہتی تھی۔ کہ سختگیرانہ کاروائی کر کے دنیا بھر کے اہل قلم اور روشن
دماغ اصحاب کے جذبات کو مجروح کرے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ میں پوچھتا
ہوں۔ کہ کیا دنیا کے اہل دماغ اور فلاسفر روس کے لاکھوں نوجوانوں کی سائبیریا
میں جلاوطنی و کالے پانی اور ہزاروں محبانِ وطن کو پھانسی کے تختے پر لٹکتا دیکھکر
حکومتِ روس سے خوش تھے؟

اصل حقیقت یہ ہے۔ کہ حکومت روس طالسطائے کو اپنے مطلب کا آدمی
سمجھتی تھی۔ اور جانتی تھی کہ طالسطائے کی امن پسندانہ اور عدم تشدد کی پالیسی
حکومت کے ہاتھ کو زیادہ مضبوط کرتی ہے۔ اور طالسطائے جیسی ہستیاں انقلاب
کی راہ میں ایک زبردست رکاوٹ ہیں۔ (تاریخ وال)

ایک ٹیڑھے سوال کا جواب

قدیم یونان نے ماہرِ اقتصادیات کی بجائے کیوں بڑے بڑے شہرہ آفاق اور
قابلِ رشک فلاسفر پیدا کیئے۔ اسلئے کہ یونانیوں کو مادی ضروریات کی خاطر ہاتھ
پاؤں ہلانے اور کسی قسم کی محنت کرنے کی ضرورت ہی نہ پڑتی تھی۔ کیونکہ وہ
جسمانی محنت کے کام کو گھٹیا اور ذلیل سمجھتے تھے۔ اور صرف غلام ہی وہ

سوامی کا اُپدیش

ایک کروڑپتی زمیندار سوامی دیانند کے پاس گیا۔ اور کہنے لگا۔ مہاراج۔ مجھے کچھ اپدیش کیجئے۔ سوامی جی نے اس سے دریافت کیا۔ کہ تم کیا کام کرتے ہو؟ زمیندار بولا مجھے کام کی کیا ضرورت ہے۔ کیونکہ میرے پاس ایشور کا دیا سب کچھ ہے۔ سوامی جی نے سنجیدگی سے فرمایا۔ اچھا تم آج سے ڈاکے ڈالا کرو۔ گویا تم تموگن (سستی اور نکماپن) کی سیڑھی سے پہلے رجوگن (کام اور حرکت) کی سیڑھی پر پہنچو۔ پھر خودبخود تیسری سیڑھی یعنی ستوگن (نیکی) پر پہنچ جاؤ گے۔

دولت پیدا کرنیکا طریقہ

اگر زمانہ حال کے نامور مصنف ہنری فورڈ کی یہ بات درست تسلیم کرلیجائے کہ دولت صرف سخت محنت۔ ایمانداری اور صدق دلی وغیرہ کی بدولت کمائی جا سکتی ہے۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ دنیا کے کروڑوں انسانوں میں مذکورہ بالا صفات موجود ہوتے ہیں پھر بھی وہ کیوں کنگال ہیں۔ اصل میں لکھوکھا روپیہ تو غریب اور بیکس مزدوروں کے پسینے کی کمائی کو دبا لینے ہی سے پیدا کیا جا سکتا

باب دوسرا

سوشلزم

یا

نیا جُگ

انصاف کا راج

یہودی مسیحا کے، عیسائی عیسےٰ کے، بودھ مت والے بودھی ستو کے۔ ہندو کلنکی اوتار کے اور مسلمان امام مہدی کے انتظار میں آنکھیں لگائے ہوئے ہیں۔ لیکن تمام دنیا انصاف کے راج کی انتظار میں ہے۔

(پال رچرڈ)

اہم سوال

آج دُنیا کے سامنے یہ سوال درپیش ہے۔ کہ کون سا طریق سوسائٹی کیلئے مفید ہوگا۔ آیا (۱) سوسائٹی میں کوئی شخص غریب ہی نہ رہنے دیا جائے۔ یا (۲) سوسائٹی کا ایک بہت ہی بڑا حصّہ غریب رہ کر چند سرمایہ دار امیروں کی میز کے جو ٹھے ٹکڑوں اُنکے دان خیرات اور زکواۃ پر پلتا رہے۔

(سوشلسٹ)

خوفناک صداقت

تمام جائدادیں چوری اور ڈاکہ زنی کا نتیجہ ہیں۔ یہ ضروری نہیں۔ کہ ڈاکہ خود جائداد کے مالک نے ڈالا ہو۔ یہ کام اسکے باپ دادا پڑدادا یا دس بیس پشتوں تک کے آباؤ اجداد کا بھی ہو سکتا ہے۔

(پیرا وڈہن)

ایک عجیب و غریب تمثیل

انسانی سوسائٹی یا حیوانوں کا جھُنڈ

مجھے تو تمام انسانی سوسائٹی حیوانوں کے اس جھنڈ کے مانند نظر آتی ہے۔ جس میں بیل گائے اور بچھڑے سبھی ہیں اور جو مضبوط لوہے کی تاروں سے گھرے ہوئے باڑے کے اندر بند ہیں۔ اور باڑے کے باہر ہری ہری گھاس کی چراگاہیں اور بہت سی کھانے پینے کی چیزیں موجود ہیں۔ لیکن اس باڑے کے اندر ان جانوروں کے کھانے کو کافی گھاس نہیں ہے۔ لیکن جو کچھ بھی ہے۔ اسکے حاصل کرنے کیلئے وہ جانور اپنے نوکدار اور تیز سینگوں سے ایک دوسرے کو بڑی بیرحمی سے مار رہے ہیں اور اپنے پاؤں تلے کچل رہے ہیں۔ ان کے مالک نے جو ایک سمجھدار اور ذہین آدمی تھا۔ انکی ان حرکات کو دیکھکر پورے غور و خوض کے بعد انکے لئے کشادہ اور ہوادار گئوشالائیں جن میں جانوروں کو رات گذارنا آسان ہو جائے۔ اور اسنے انکے سینگوں کے سرے مڑھوا دیئے۔ تاکہ وہ اپنی جان بچانے کی کوشش میں ایک دوسرے کو بے رحمی سے ہلاک یا زخمی نہ کر سکیں۔ اس نے باڑے کا ایک حصہ بوڑھے بیلوں اور گائیوں کیلئے علیحدہ کر دیا۔ تاکہ اپنی زندگی کے آخری دنوں میں انہیں پیٹ بھرنے کیلئے

لئے زیادہ محنت نہ کرنی پڑے اور وہ زندہ رہنے کیلئے کافی گھاس حاصل کر سکیں۔ ادھر بچے جو دوسرے جانوروں سے ستائے جا رہے تھے۔ اور بھوک کی وجہ سے بڑے ہو کر کام دینے کے قابل نہ ہو سکتے تھے۔ انکا یہ انتظام کیا۔ کہ انہیں روز مرہ سویرے پینے کو تھوڑا سا دودھ دے دیا جاتا۔ جس سے کہ وہ زندہ رہ سکیں۔ جانوروں کے مالک نے ان کی حالت سدھارنے میں کوئی کمی نہ کی لیکن جب میں نے اُس سے پوچھا۔ کہ آپ کو اتنی دردِ سر مول لینے سے کیا فائدہ، آپ اس جنگلے کو ہٹا کر ان جانوروں کو باہر جانے دیجئے۔ تاکہ یہ حسبِ دلخواہ گھاس چر سکیں۔ اور آزادی سے اِدھر اُدھر گھوم سکیں۔ تو اُس نے سنجیدگی سے جواب دیا کہ "اگر میں ایسا کروں۔ تو انکا دودھ میں ہرگز نہیں دھو سکتا ہوں"

(کاؤنٹ ٹالسٹائے)

مرض کا علاج

ڈاکٹر:- بڑھیا تمہارے بیٹے کو تپدق کی خطرناک بیماری ہے۔ اسے مکھن، انڈے، شوربا، پھل اور سبزیاں کھلاؤ۔ اور جتنی جلدی ہو سکے۔ اسکو کسی صحت افزا مقام یا پہاڑ پر لے جاؤ۔

بڑھیا:- ڈاکٹر صاحب اگر مجھ میں آپ کی ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق

ہوتی۔ تو میرے لختِ جگر کو تپدق کا عارضہ نہ ہوتا۔ اور نہ ہی اسے آپ کے پاس آنے کی ضرورت پڑتی۔ (رپبرٹ کروپاٹکن)

اہم ضرورت

دنیا کو تپدق کے علاج کے ہسپتالوں کی اتنی ضرورت نہیں جتنی کہ تپدق کو نیست و نابود کر دینے والی عمدہ غذا۔ صاف ہوا اور مفید دوزش گاہوں کی۔

(سوشلسٹ)

مزدور کی نیلامی

ایک ٹھیکیدار کو اپنے کارخانے کیلئے ایک مزدور کی ضرورت ہے تین مزدور حاضر ہوتے ہیں:

ٹھیکیدار مزدوروں سے مخاطب ہوکر:۔ تم کیا مزدوری لوگے؟

پہلا مزدور:۔ ایک روپیہ روزانہ کیونکہ میرے گھر میں بیوی بچے ہیں۔

ٹھیکیدار:۔ اور تمہاری مزدوری؟

دوسرا مزدور:۔ حضور چودہ آنے میری صرف بیوی ہے کوئی بچہ نہیں۔

ٹھیکیدار (تیسرے سے) جی تم کیا لوگے؟

تیسرا مزدور:۔ جناب بارہ آنے کیونکہ میں نے ابھی شادی نہیں کی

ٹھیکیدار:- اچھا کام تم کو ہی دیا جاتا ہے اور دل میں کہتا ہے،، کہ اب باقی جو مزدور ہیں وہ کیا کریں گے؟ صبر اور خاموشی اختیار کرینگے بیکار رہ کر بھوکوں مرینگے لیکن اگر انہوں نے چوری یا ڈاکہ زنی شروع کی، تو کوئی حرج نہیں، ہمارے پاس پولیس اور عدالتیں ہیں۔ اور اگر وہ قتل و خونریزی پر آمادہ ہوئے تو ہمارے پاس قانون اور جلاد ہیں،،

چند دنوں کے بعد تیسرے مزدور کی خوش قسمتی کا بھی خاتمہ ہو جاتا ہے۔ جب کوئی فاقہ کشی سے تنگ آیا ہوا مزدور چھ سات آنے کو اپنی خدمات ٹھیکیدار کو پیش کر دیتا ہے،، (لوئیس بیلاپانک)

قدیم حقوق

یہ ثابت کرنا بڑا مشکل ہے۔ کہ جائدادوں اور جاگیروں کے موجودہ حقوق کس بنا پر جائز ہیں۔ سب سے پہلی دستاویز تو تلوار کی نوک سے تحریر کی گئی تھی اور سپاہیوں نے اُسے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا۔ اور قسمت کے عوض تلوار، خنجر اور بھالے کی چوٹیں ادا کر کے انپر انسانی خون کی مہریں ثبت کی گئی تھیں۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ زمانہ ہی ناجائز کو جائز بنا دیتا ہے۔ وہ مہربانی کر کے میرے اس سوال کا تسلی بخش جواب دیں۔ کہ ایک گناہ کو نیکی بننے کیلئے کتنا عرصہ درکار ہوتا ہے۔ اور کس شرح سالانہ

سے ایک ناجائز سودا جائز بنجاتا ہے ۔ (ہربرٹ سپنسر)

صاف اعلان

کمیونسٹ اپنے خیالات اور عقائد کو چھپانے کی ضرورت نہیں سمجھتے - وہ ڈنکے کی چوٹ صاف الفاظ میں اعلان کرتے ہیں۔ کہ انکا مقصد تمام موجودہ سوشل نظام کو خیالات کی طاقت کے زور سے پلٹ دینے ہی سے حل ہو سکتا ہے۔ حکمران جماعتوں کو کمیونسٹ انقلاب کے نام سے ہی کانپ اُٹھنا چاہئیے۔ قلاش اور کنگال لوگوں کا تو اسمیں سراسر فائدہ ہی فائدہ ہے۔ اگر اُنکی گرہ سے کچھ جائے گا تو انکی غلامی کی زنجیریں۔

دُنیا کے مزدور متحد ہو جاؤ۔

(کمیونسٹ اعلان از کارل مارکس)

کون بہتر؟

مجھے تو مزدوروں کا لہو چوسنے والے سرمایہ داروں کی نسبت مردم خور وحشیوں اور راکھشوں میں ہزار گنا زیادہ انسانیت۔ مروت اور رحم دلی کے آثار نظر آتے ہیں کیونکہ وہ تو ایک ہی دفعہ انسان کو چیر پھاڑ کر کھا لیتے ہیں - لیکن سرمایہ دار تو مزدوروں کا زندگی بھر خون چوستے رہتے۔ اور انکی نسلوں کی نسلیں

تباہ کرڈالتے ہیں۔ اور مزہ یہ ہے کہ کسی کو معلوم بھی نہیں ہونے دیتے ۔

(سوشلسٹ)۔

مزدور اُٹھ

اُٹھ اے مزدور تو ہوش میں آ، اور قطرے سے دریا بن جا۔
زنجیریں توڑ غلامی کی، ہاں! نوکر سے آقا بن جا۔

لازمی نتیجہ

اگر ایک آدمی اپنے حصے کی روٹی پیدا کرنے سے جی چُراتا ہے۔ تو اسکا لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ کوئی دوسرا آدمی بھوکوں مرے گا۔ (چینی فلاسفر)

بھیڑ کی اُون

"بھیڑ کی اُون کتر لو خُدا سردی کی شدت کم کردے گا" پادری نے فتوےٰ دیا۔ "بھیڑ کو گرم رکھنے کے لئے میں باڑے کا دروازہ بند کردونگا اُون کاٹ کو" پر اہلکاری مہاتما بولے۔ "بھیڑوں کی اُون ہمیشہ کتری جاتی ہے" تاجر نے کہا "اون کو جتنا کترو گے، وہ اتنی ہی پھر اُگے گی" زمیندار بولا "کم از کم اتنی اُون تو بھیڑ کے جسم پر چھوڑ دینی چاہیئے۔ جس سے وہ بیچاری زندہ رہ سکے اور سردی سے مر نہ جائے" منافعہ کے حصہ دار نے کہا "اُون کو اس احتیاط سے کترنا چاہیے

کہ "بھیڑ کی کھال نہ چھلنے پائے" قانون ساز نے فرمایا "لیکن میں تو اُون کا کترنا ہی بند کرانا چاہتا ہوں" انقلاب پسند نے گرج کر کہا۔ سب نے مل کر انقلاب پسند کو دھکے دے کر باہر نکال دیا۔ اور بھیڑ کی اون کتر کر آپس میں بانٹ لی۔

(انصاف کی پکار)

امیر اور غریب

امیروں کی نازک اندام عورتوں کے چہروں کے پاؤڈر تیار کرنے میں جتنا آٹا صرف ہوتا ہے۔ اُتنے آٹے سے ہزاروں غریبوں کا پیٹ بھر سکتا ہے۔

(رومن رولینڈ)

سوسائٹی کی تقسیم

انسانی سوسائٹی دو حصوں میں منقسم ہے (۱) بھیڑیں (۲) اور اُنکی اُون تراشنے والے ہمیں ہمیشہ اُون تراشنے والوں کے گروہ میں شامل ہونا چاہیئے۔

(بشپ ٹیلی رینڈ)

دردِ مشترک

سُنتے ہیں طوفان میں ڈوبا ہُوا تھا اک درخت
جسکی اک چوٹی پر ڈر سے بیٹھے تھے دو آشفتہ بخت

کتب خانہ جامعہ عثمانیہ

ایک اُن میں سانپ تھا، اور ایک سہما نوجواں
دو ضدوں کا ایک بھیگی شاخ پر تھا آشیاں
سچ ہے دردِ مشترک میں ہے وہ نُدرتِ اتحاد
عشق میں جس سے بدل جاتے ہیں آئینِ عناد
لیکن اے غافل مسلمانو، مدبّر ہندوؤ
ہند کے سیلاب میں اِک شاخ پر تم بھی تو ہو

(جوش ملیح آبادی)

اہمیت کا مقابلہ

اگر کسی رات کو اچانک کوئی ایسی وبا یا پلیگ پھیلے۔ جسکے سبب سے سوتے ہی سوتے دنیا بھر کے بادشاہ، راجے، مہاراجے، رئیس۔ جاگیردار سیٹھ ساہوکار، وکیل، بیرسٹر وغیرہ مرجائیں۔ تو دوسری صبح کو نظامِ عالم میں ذرّہ بھر فرق نہ پڑے گا۔ لیکن اگر اسی قسم کی وبا، کے شکار کسان۔ جولاہے۔ لوہار۔ بڑھئی۔ دھوبی درزی۔ معمار۔ تیلی۔ نائی چمار بھنگی۔ گوالے۔ گڈریئے۔ کوچوان۔ قلی۔ مزدور گاڑیبان اور موٹر ڈرائیور ہوجائیں۔ تو یہ دُنیا کسی کام کی نہ رہے۔ اور بہت بڑا دوزخ بن جائے۔

(مہر دیال)

ایک ضروری مسئلہ

موجودہ دُنیا کے سامنے سب سے اہم سوال یہ ہے۔ کہ دو انسان کسطرح زندگی بسر کریں۔ ایک دوسرے کے دوست ہمدرد اور ساتھی بنکر (سوشلسٹ آدرش) یا مالک اور غلام (سرمایہ دارانہ طریق کی حیثیت سے ؛

(سوشلسٹ)

خوبصورت خواب

جب تک ایک انسان دوسرے انسان کی پیٹھ پر سُوار ہے۔ دنیا میں امن وامان محض ایک خوبصورت خواب ہی رہے گا ؛

(جارج ہیرن)

مزدُور کی زندگی

مزدُور دوسروں کیلئے عالیشان محل تیار کرتا ہے۔ مگر خود رہتا ہے ٹوٹی پھوٹی غلیظ اندھیری نمناک جھونپڑیوں میں۔ وہ دوسروں کیلئے ہوائی جہاز اور موٹریں تیار کرتا ہے۔ مگر آپ پیدل سڑکوں پر دھکے کھاتا ہے ؛

وہ عیاش اور نکمے لوگوں کیلئے گیس اور بجلی کے لیمپ بناتا ہے۔ مگر اُسے معمولی مٹی کے دیئے کی روشنی بھی نصیب نہیں ہوتی۔ وہ اپنے مالک کے

لئے ریشم، اطلس اور کمخواب کے خوشنما نفیس کپڑے تیار کرتا ہے۔ مگر اُسے اپنے تن ڈھانکنے کو موٹا گاڑھا یا ٹاٹ بھی مُیسّر نہیں ہوتا۔ گندے اور پھٹے ہوئے چیتھڑوں سے ہی اپنا گذارہ کرتا ہے۔

وہ دنیا بھر کا پیٹ بھرنے کو اناج پیدا کرتا ہے۔ مگر خود اپنے پیٹ کا دوزخ بھرنے کیلئے بھکاریوں کی صف میں کھڑا ہو کر باسی روٹی کا ٹکڑا کھاتا ہے۔

وہ کانوں سے سونا چاندی اور سمندر کی تہ سے موتی نکالتا ہے۔ مگر خود دمڑی دمڑی کا محتاج ہے۔ وہ خون پانی ایک کر کے کانوں سے کروڑوں من کوئلہ نکالتا ہے۔ مگر آپ جاڑوں کی خوفناک سردیوں میں ٹھٹھر ٹھٹھر کر مر جاتا ہے۔

وہ کارخانے بناتا ہے۔ اور بعد میں انہیں کے اندر قیدیوں کی طرح کام کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اسکی تمام زندگی مالکوں کے رحم پر موقوف وہ جس وقت چاہیں۔ اسے بلا قصور دھکّے مار کر کارخانے سے باہر نکال سکتے۔ اور بھوکوں مرنے پر مجبور کر سکتے ہیں۔

سرمایہ و محنت

بندۂ مزدور کو جا کر مرا پیغام دے
خضر کا پیغام کیا ہے یہ پیامِ کائنات

اے کہ تجھکو کھا گیا سرمایہ دارِ حیلہ گر
شاخِ آہو پر رہی صدیوں تلک تیری برات

دستِ دولت آفریں کو مزد یوں ملتی رہی
اہلِ ثروت جیسے دیتے ہیں غریبوں کو زکوٰۃ

نسل، قومیت، کلیسا، سلطنت، تہذیب، رنگ
خواجگی نے خوب چن چن کر بنائے مسکرات

کٹ مرا ناداں خیالی دیوتاؤں کیلئے
شکر کی لذت میں تو لٹوا گیا نقدِ حیات

مکر کی چالوں سے بازی لے گیا سرمایہ دار
انتہائے سادگی سے کھا گیا مزدور مات

اُٹھ کے اب بزمِ جہاں کا اور ہی انداز ہے

مشرق و مغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے (اقبال)

برکت کی اُمید

کیا امیروں اور سرمایہ داروں کے چندے اور عطیہ سے اپنے انسٹی ٹیوشن چلانے والے جانتے ہیں۔ کہ دراصل وہ روپیہ کہاں سے آتا ہے؟ امیر لوگ شراب بیچکر، توپ گولہ بارود کی تجارت کر کے، غریب مزدوروں اور کسانوں کا لہو چوس کر گھی میں چربی، کھانڈ میں آٹا۔ اور آٹے میں ریت میں ملا کر روپیہ کماتے ہیں۔ کیا اس قسم کی کمائی میں بھی برکت کی اُمید ہو سکتی ہے؟

شوسٹ

غریبوں کی حیثیت

میں ایک دن جنگل میں اکیلا اخروٹ توڑ رہا تھا۔ کہ اچانک اس جنگل کے آفیسر نے جھاڑیوں میں سے سر نکال کر مجھسے پوچھا" کہ تم یہاں کیا کر رہے ہو" میں نے جواب دیا" اخروٹ توڑ رہا ہوں" وہ بولا کیا؟ اخروٹ توڑ رہے ہو؟ یہ کہنے کی جرأت تمہیں کیسے ہوئی" میں نے کہا۔ بتلائیے صاحب اگر کوئی بندر یا گلہری ایسا کرتی۔ تو کیا آپ اُس سے بھی ایسا ہی سوال کرتے؟ کیا آپ مجھے جانوروں سے بھی زیادہ حقیر اور ذلیل سمجھتے ہیں؟ کیا میرا حق اُن سے بھی کم ہے؛ حاصل کلام مجھے اسطرح منع کرنے والے آپ ہونے کون ہیں"؟

اُسنے ترش رو ہو کر کہا" یہ سب کچھ میں تمہیں اسوقت بتاؤنگا جب میں تمہیں مداخلت بیجا کے جرم میں گرفتار کرلونگا"۔

میں نے متین صورت بنا کر جواب دیا۔ مہربانی کرکے ذرا یہ تو بتلائیے۔ کہ یہاں جہاں کسی انسان نے نہ تو درخت لگائے۔ اور نہ ہی زمین جوتی اور بوئی میرا آنا مداخلتِ بیجا کیسے کہلا سکتا ہے؟ اور یہ اخروٹ تو قدرت کا عطیہ اور عوام کی جائداد ہیں۔ انہیں کھانے کا حق انسان اور حیوان دونوں کے لئے برابر ہے"

وہ مغرورانہ انداز سے بولا

"میں تم سے کہتا ہوں کہ یہ جنگل پبلک کی جائداد نہیں ہے اسکے مالک تو پورٹ لینڈ کے نواب ہیں"

میں نے کہا بہت اچھا حضور نواب صاحب جگ جگ جئیں۔ لیکن قدرت تو انہیں بھی اتنا جانتی ہے۔ جتنا کہ مجھے، قدرت کے دربار کا تو یہ اصول ہے کہ پہلے آئیے پہلے کھاؤ"

آفیسر کے دماغ کا پارہ ۱۱۰ ڈگری سے بھی اوپر چڑھ گیا۔ اور وہ کچھ بولنے ہی لگا تھا کہ میں نے گرج کر کہا۔ کہ جس ملک میں مجھے ایک اخروٹ توڑنے کا بھی اختیار نہیں۔ اگر کل کوئی دشمن اسپر چڑھائی کردے۔ اور اسکی حفاظت کیلئے مجھے بھی تلوار اٹھانے کا حکم ملے۔ تو میں اپنے ہتھیار یہ کہتا ہوا زمین پر پھینکدونگا کہ اسکے لئے پورٹ لینڈ کا نواب ہی جا کر لڑے۔ جو کہ اس ملک کے مالک ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے۔ (سپنس روسی)

حقیقی مرض

دیرانگز اور اسکے ساتھیوں نے یہ بات پوری طرح سمجھ لی تھی۔ کہ ڈاکٹر اور حکیم سنگر اپنے دیش واسیوں کی کوئی خدمت نہیں کر سکتے۔ کیونکہ جو انسان

کی اصلی اور حقیقی امراض تو انکا افلاس اور گھٹیا معیارِ زندگی ہیں۔ جبتک انہیں کھانے کو اچھی خوراک پہننے کو عمدہ اور مناسب کپڑے۔ رہنے کو کشادہ اور ہوادار مکانات اور سب سے زیادہ انسان کو انسان بنانے والی اعلیٰ تعلیم نہیں ملتی۔ تبتک انکی بیماریاں دور نہیں ہو سکتیں۔ لہٰذا دوائیں۔ گولیوں اور سفوف سے بیماریوں کا علاج کرنا سراسر بے فائدہ اور تضیع اوقات ہے۔ (تاریخ روس)

نہ کی بات

جب میں ہسپتالوں میں امیر گھرانے کی عورتوں کو غریب مریضوں کے سرہانے بیٹھکر اظہار ہمدردی کرتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ تو میرے دل میں خیال آتا ہے۔ کہ کیا ان بھلی اور سادہ لوح عورتوں نے کبھی یہ سوچنے کی زحمت بھی گوارا کی ہے۔ کہ یہ بدنصیب لوگ ان خوفناک امراض کا شکار کسطرح ہو گئے؟ اور اسکی تہ میں کیا بات ہے؟

پہلا دشمن

بنی نوع انسان کا سب سے پہلا دشمن وہ نالائق شخص تھا۔ جس نے ایک قطعۂ زمین کے اردگرد باڑ کھڑی کر کے لوگوں کو عیاری سے پھسلا لیا۔ کہ یہ قطعہ میری ذاتی ملکیت ہے۔ اور اب آئندہ کاشت کرنے کا حق میرے سوا کسی اور کو نہیں

تہذیب کا محل

تہذیب کا محل ہمیشہ غلامی کی بنیادوں پر کھڑا کیا گیا ہے۔ خواہ وہ غلام انسان ہوں یا مشینیں۔ (آسکر وائیلڈ)

سب سے بڑا گناہ

غریبوں کی کمائی کو مکاری اور عیاری سے ہڑپ کر لینا اتنا بڑا گناہ نہیں۔ جتنا کہ انکے دماغ کا چراغ بجھا دینا۔ (بانڈرف)

دوزخ کا نظارہ

یہ کتنا بڑا بھاری ظلم ہے۔ کہ گندی، تاریک، بدبودار اور نم آلود جھونپڑیوں میں رہنے والے بدنصیب مزدوروں کے سامنے پادری اور مولوی خوفناک دوزخ کا نقشہ پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ ان مفلس اور کنگال لوگوں کی بستیاں ہی دوزخ کے اصلی نمونہ ہیں۔ (دستوفسکی)

غلطی کا اعادہ

یونان اور روما کی قدیم اور شاندار تہذیب کا محل اسلئے دھڑام سے گر کر چکنا چور ہو گیا۔ کہ اسکی بنیاد انسانی غلامی پر رکھی گئی تھی۔ لیکن لطف کی بات یہ ہے۔ کہ موجودہ تہذیب کے معمار پھر اسی غلطی کا اعادہ کر رہے ہیں۔ یعنی اپنا

محل کروڑوں بیکس اور بے بس بندگان خدا کے پسینے کی کمائی پر تعمیر کر رہے ہیں ؛

(سوشلسٹ)

زر اور انسان

زر اور جائداد کی ناجائز اور غلط تقسیم نے انسانی زندگی پر بہت ہی بڑا اور مضر اثر ڈالا ہے ۔ جنکے پاس ضرورت سے کم زر ہے ۔ وہ انسانیت کے درجے سے نیچے گر جاتے ہیں ۔ خوشامد ۔ چاپلوسی وغیرہ خرابیاں انکی خصوصیتیں بن جاتی ہیں ۔ اور جنکے پاس ضرورت سے زیادہ زر جمع ہو جاتا ہے ۔ وہ بھی انسانیت سے گر جاتے ہیں ۔ کیونکہ انہیں غرور ۔ نخوت اور عیش و عشرت کے نقائص پیدا ہو جاتے ہیں ۔ میرے خیال میں نہ تو کنگال ہی پورے انسان ہیں ۔ اور نہ ہی سرمایہ دار ؛

(سوشلسٹ)

بہشت بر زمین

جسدن انسانوں نے مساوات کی دیوی کو جلاوطنی سے واپس بلالیا ۔

اسی دن بہشت بھی آسمان سے زمین پر اُتر آئے گا ۔ ؛

بچھو کا ڈنک

جائداد یا مال و دولت تو امیر آدمیوں کے پاس بچھو کے ڈنک کی طرح ہے

بچھو کا ڈنگ نکلتے ہی وہ بھی دیگر کیڑوں کی طرح زمین پر رینگتا پھرے گا۔

فرمانِ خُدا (فرشتوں سے)

اُٹھو! میری دُنیا کے غریبوں کو جگا دو
کاخِ امراء کے در و دیوار ہلا دو

گرماؤ غلاموں کا لہُو، سوزِ یقیں سے
کنجشکِ فرو مایہ کو شاہیں سے لڑا دو

سلطانئ جمہور کا آتا ہے زمانہ
جو نقشِ کہن تم کو نظر آئے مٹا دو

جس کھیت سے دہقاں کو میسّر نہیں روزی
اُس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو

کیوں خالق و مخلوق میں حائل رہیں پردے
پیرانِ کلیسا کو کلیسا سے اُٹھا دو

حق را بسجود ے صنماں را بہ طواف ے
بہتر ہے چراغِ حرم و دیر بجھا دو

میں ناخوش و بیزار ہوں مرمر کی سلوں سے

میرے لئے مٹی کا حرم اور بنا دو (اقبال)

سوشلزم کے مخالف کی دلیل

کلکتہ کے مارواڑی سیٹھ سوشلزم کی مخالفت میں یہ زبردست دلیل دے رہے تھے کہ میں سوشلزم کی مخالفت اسلئے کر رہا ہوں کہ سوشلسٹوں کے راج میں جب کوئی نادار اور غریب ہی نہ رہے گا۔ تو میں دان کس کو دیا کرونگا اور جب دان ہی نہ دیا گیا۔ تو پھر میرے لئے سورگ کے تمام دروازے

بند ہو جائینگے ۔

عمدہ کثرت

شام کو فٹ بال۔ ہاکی ٹینس۔ گھوڑ دوڑ اور پولو وغیرہ کو اپنی تندرستی اور زندگی کے لئے لازمی تصور کرنے والے دیہاتوں میں جاکر ان بدنصیب کسانوں کا ہاتھ کیوں نہیں بٹاتے۔ جنکے جسم کی ہڈیاں سخت محنت کے باعث چور چور ہو رہی ہیں ۔ (طالسطائے)

شیطانی انصاف

آجکل محنت شاقہ اور گندے کام کرنے والوں کو سب سے کم مزدوری ملتی ہے۔ اور آسان کام کرنے والوں کو خاصی اجرت دیجاتی ہے۔ مگر سب سے زیادہ انہیں کو ملتا ہے۔ جو کچھ بھی کام نہیں کرتے ۔ (برنارڈ شاہ)

تباہی کا راستہ

غریب اور کنگال کیلئے صبر اختیار کرنا۔ اور شانتی سے بیٹھ رہنا خودکشی کے مترادف ہے۔ غریب ہوکر جو بے چین، جھگڑالو۔ اور اپنے حقوق کی خاطر جدوجہد کرنے والا نہیں ہے۔ اور وہ ابدالآباد تک چاہ ضلالت میں پڑ اپنے نصیب کو روتا رہے گا۔ (آسکر وائلڈ)

ٹیڑھی کھیر

قانون مساوات کی یہ بات تو ہر ایک کی سمجھ میں آسکتی ہے۔ کہ قانون کی نظروں میں سب انسان برابر ہونے چاہئیں مذہبی اور روحانی مساوات بھی لوگوں کے دلوں میں گھر کر جاتی ہے۔ کہ خدا کی نظروں میں کوئی انسان چھوٹا یا بڑا نہیں اور خدا کا کلام تمام بنی نوع انسان کیلئے یکساں ہے۔ امیر و غریب کی اس میں کوئی تخصیص نہیں۔ سوشل مساوات بھی علیٰ ہذا القیاس لوگوں کی سمجھ سے باہر نہیں۔ صرف اقتصادی یا مالی مساوات ہی ایک ایسی ٹیڑھی کھیر ہے جو عوام کے دماغوں میں نہیں گھستی۔ تحریک سوشلزم کا سب سے بڑا مقصد دنیا میں مالی مساوات قائم کرنا ہے۔

(سوشلسٹ)

سب سے بڑا الزام

سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف انسانوں میں منافرت پھیلانا آئے دن جنگ اور خونریزی کرانا وغیرہ وغیرہ کئی الزامات ہیں۔ لیکن سب سے بڑا الزام اسکے خلاف یہ ہے۔ کہ اس میں تنظیم یا ڈھنگ (PLAN) کی وجہ سے بڑی فضول خرچی اور گڑبڑ رہتی ہے۔

(سوشلسٹ)

گورکھ دھندا

کیا یہ دُنیا کا عجیب گورکھ دھندا نہیں کہ سال بھر کی سخت محنت کرنے اور گرمی سردی، برسات وغیرہ کی سختیاں برداشت کرنے کے باوجود ایک کسان تو مشکل سے اپنے پیٹ بھی نہ کما سکے۔ جس سے وہ اپنا اور اپنے بال بچوں کا پوری طرح پیٹ بھر سکے۔ مگر ایک وکیل عدالت میں صرف آدھ گھنٹے کی بحث سے دو، چار ہزار روپیہ کما لے۔ (مسولینی)

لازمی حصے

فوج، پولیس، عدالتیں، جیلخانے، جلاد، حرام کاری کے اڈے، جہالت، توہمات، بھوک، پادری وغیرہ سرمایہ دارانہ نظام کے لازمی حصے ہیں۔

مؤثر طریقہ

زمانہ قدیم میں امیروں نے غریبوں کی بغاوت روکنے کا یہ طریقہ ایجاد کیا تھا کہ غریبوں کے پسینے کی کمائی کا ایک تھوڑا سا حصہ انہیں دان خیرات اور زکات کی صورت میں انہیں واپس دے دیا کرتے تھے۔

محنت کا ثمر

جو شخص کوئی چیز اپنی محنت اور پسینے کی کمائی سے پیدا کرتا ہے۔ اُسے

یہ بتلانے کیلئے کہ اس چیز پر اسکا پورا حق ہے۔ آسمان سے کسی فرشتے یا نبی کے اُترنے کی ضرورت نہیں ؛ (رابرٹ انگرسول)

محل کی بنیادیں

اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو ہماری موجودہ تہذیب اور اسکے تمام انسٹی ٹیوشن پالیمنٹ اور کونسلیں۔ یونیورسٹیاں اور کالج۔ بنک اور کارخانے۔ گرجے اور مندر حیوانوں سے بھی بدتر زندگی بسر کرنے والے مزدوروں اور کسانوں کی کمزور پیٹھ کے تختے پر ہیں جس دن ان بدنصیبوں نے اپنی پیٹھ سیدھی کرنے کی کوشش کی۔ تو تہذیب کا سارا عالیشان محل ریت کی دیوار کیطرح دھڑام سے گر پڑے گا ؛

ڈکٹیٹر کا فتوے

اگر میں دنیا کا ڈکٹیٹر بن جاؤں۔ اور میرا بس چلے۔ تو میں ایسا قانون بنادوں کہ اُن تمام اشخاص کو جنکی سالانہ آمدنی ۳۶۵ پونڈ یعنی روزانہ آمدنی ایک پونڈ سے کم ہو۔ انہیں موت کی گھاٹ اتار دیا جائے ؛ (برنارڈ شاہ)

دنیا کا سب سے بڑا پاپ

دنیا کا سب سے بڑا اور بدترین پاپ افلاس ہے۔ زناکاری قتل۔ غبن ڈاکہ زنی چوری وغیرہ وغیرہ تمام گناہ افلاس کے مقابلے میں مجسم نیکیاں ہیں ؛
(برنارڈ شاہ)

سوشل مسئلہ کا حل

بھائی جان سوشل مسائل کے متعلق ہرگز پریشان نہ ہونا کیونکہ غریبوں کا مسئلہ انکی غریبی اور امیری کا مسئلہ انکی بیکار زندگی ہے۔ (برنارڈ شاہ)

لعنت بھی اور برکت بھی

مشینری (کل کارخانے) جبتک کسی شخص کی ذاتی ملکیت ہے۔ ایک لعنت ہے۔ مگر اسکے ساتھ ہی اگر وہ سوسائٹی کی مشترکہ ملکیت بن جائے۔ تو وہ عوام کے لئے برکت ثابت ہوسکتی ہے۔ (سوشلسٹ)

دان کا اثر

دولتمندوں اور سرمایہ داروں کے دان اور چندے سے چلنے والی سوسائٹیاں ہمیشہ دولتمندوں کی طاقت اور موجودہ سرمایہ دارانہ نظام کو قائم رکھنے میں مددگار ثابت ہوتی ہیں۔ وہ غریبوں کو صبر و شانتی کا اپدیش دے کر انقلابی جذبات کو ٹھنڈا کرتی رہتی ہے تاکہ سرمایہ دار بلاخوف و خطر انکا لہو چوستے رہیں۔

(برنارڈ شا)

پیٹھ پر سوار

الف لیلا کے سمندری بوڑھے کی طرح برسر اقتدار اور صاحب زر سرمایہ دار

غریبوں پر بے طرح سوار ہیں۔ وہ غریبوں کو زندہ رکھنے کیلئے قدرے خوراک بھی مہیا کرتے ہیں اور کچھ نہ کچھ تعلیم بھی دیتے ہیں۔ اور انہیں قدرتی نظاروں کی خوبصورتی سے لطف اندوز ہونے کا ڈھنگ بھی بتلاتے ہیں۔ دلکش راگ بھی سناتے ہیں اور ہر قسم کی پند و نصائح سے انہیں خوف بھی دلاتے ہیں غرضیکہ ان کی خاطر سب کچھ کرتے ہیں مگر اُن کی پیٹھ پر سے اترنے کا نام نہیں لیتے۔

(طالسطائے)

پڑوسی کی جیب

موجودہ نظام میں اپنے پڑوسی کی جیب خالی کئے بغیر کوئی شخص اپنی جیب نہیں بھر سکتا۔

مزدور کی زندگی

نہ راحت طلب ہیں، نہ مہلت طلب وہ لگے رہتے ہیں کام میں روز و شب وہ
نہیں لیتے دم ایک دم بے سبب وہ بہت جاگ لیتے ہیں سوتے ہیں تب وہ
وہ تھکتے ہیں۔ اور چین پاتی ہے دُنیا
کماتے ہیں وہ اور کھاتی ہے دُنیا
کھپاتے ہیں کوشش میں تاب و تواں کو گھلاتے ہیں محنت میں جسم اور جاں کو،

سمجھتے نہیں ہمیں جاں اپنی جاں کو   وہ مر مر کے رکھتے ہیں زندہ جہاں کو

بس اس طرح جینا عبادت ہے ان کی

اور اس دھن میں مرنا شہادت ہے انکی   (حالی)

سوشلزم کے پرچار کی رکاوٹیں

سوشلزم کا پرچار اور سوشلسٹ طرز کی حکومت قائم کرنے کے خواب دیکھنے والوں کو خبردار ہونا چاہیئے کہ انہیں مندرجہ ذیل خیالات کی زبردست لہروں کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔

(۱) روکھی سوکھی کھائے کے ٹھنڈا پانی پی۔   نہ دیکھ پرائی چوپڑی نہ ترسا جی۔

(۲) اگر روزی بدانش برفزودے   زناداں تنگ تر روزی نہ بودے

بہ ناداں آنچناں روزی رساند   کہ دانا اندراں حیراں بماند

(۳) کرمن کی گت نیاری لے اودھو   مورکھ، مورکھ راج کرت ہیں۔

پنڈت پھرت بھکاری

(۴) رام بھروسہ دھار کر۔ ہو کھاٹ پر سو   ان ہونی ہووے نہیں ہونی ہو سو ہو

(۵) سوئی کے ناکے میں سے اونٹ کا گذرنا آسان ہے مگر کسی امیر آدمی کا بہشت کی بادشاہت میں داخل ہونا مشکل ہے۔

(۱) خدا اپنے پیارے اور برگزیدہ بندوں کو ہی غریبی اور مفلسی عطا کرتا ہے۔ دولت تو خدا کی عبادت اور ریاضت میں زبردست رکاوٹ ہے۔

(۲) اگر خدا تمام دنیا کو امیر بنا دے۔ تو پھر اسے کوئی یاد بھی نہ کرے۔

(۳) کرشن سداماں کی دوستی جیسی داستانیں۔

تلخ حقیقت کا اظہار

مال و دولت کو تمام مصیبتوں اور دکھوں کی جڑ اور دوزخ کا ایندھن بتلانے والے پارسا آج آنکھیں کھول کر دیکھ لیں۔ کہ انسانوں کی صحت، خوراک۔ لباس مکان، اخلاق۔ دھرم۔ ایمان ضمیر وغیرہ کا انحصار پیسے پر ہے یا نہیں؟

فرق ملاحظہ ہو

سرمایہ دارانہ نظام میں تو مزدور کی حیثیت قیدی اور غلام سے بھی بدتر ہے اُسے پیٹ اور بھوک کیخاطر ڈنڈے کے زور سے کام کرنا پڑتا ہے۔ سوشلسٹ نظام کے قائم ہوتے ہی مزدور اپنے کام میں حقیقی دلچسپی کا اظہار کرے گا۔ کیونکہ اسوقت اسکی محنت ایک خونخوار آقا کی جیب بھرنے کیلئے بلکہ اپنی اور کُل بنی نوع انسان کی بہبودی کی خاطر ہو گی۔

ضرورت سے زیادہ

کیا مندرجہ ذیل امور اور واقعات کی وجہ "ضرورت سے زیادہ" پیداوار (OVER PRODUCTION) ہے جسکی تھا ری نی رٹتے ہوئے۔ سرمایہ داروں کے ایجنٹوں اور نام نہاد ماہرین اقتصادیات کے لب خشک نہیں ہوتے؟

لفظ "ضرورت سے زیادہ" میں کس کی ضرورت ملحوظ خاطر رہتی ہے۔ بنی نوع انسان کی مجموعی ضرورت یا مٹھی بھر سرمایہ داروں کی ذاتی "ضرورت اور ہوس حلب منفعت؟

(۱) برازیل میں تین کروڑ قہوہ کی بوری سمندر میں ڈبو کر تلف کر دی گئیں۔

(۲) آسٹریلیا اور اضلاع متحدہ امریکہ میں کروڑوں من گیہوں بطور ایندھن جلا دیا گیا۔

(۳) امریکہ میں کسانوں کو حکم دیا گیا۔ کہ گندم اور کپاس وغیرہ کی ۲۵ فیصدی کاشت کم کر دیں اور تیار فصلوں کا ⅓ حصہ ضائع کر دیں۔

(۴) بمباڑی میں کروڑوں ریشم کے کیڑے جلا دیئے گئے۔

(۵) امریکہ میں پھلوں کی ہزاروں گاڑیاں کوڑے کرکٹ کے ڈھیر میں پھینکدی گئیں

(۶) امریکہ میں دودھ کے ہزاروں مٹکے اور مچھلی سے بھری ہوئی بے شمار کشتیاں

سمندر کی نذر کر دی گئیں۔

(۷) ہزاروں مکمل اور نئی تیار شدہ موٹر کاروں کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے پھینک دیا گیا۔

(۸) چقندر کی فصل کو عمداً تباہ کر دیا گیا۔ تاکہ کھانڈ زیادہ مقدار میں تیار نہ ہو سکے۔

(۹) سماٹرا، جاوا اور ڈچ ایسٹ انڈیز میں کالی مرچ اور گرم مصالحے کی لاکھوں بوریاں سمندر میں ڈبو دی گئیں۔

یہ سب کچھ ان ملکوں میں اسوقت کیا گیا۔ جبکہ لاکھوں اکروڑوں باشندوں کو انکی اشد ترین ضرورت تھی۔ اور وہ ان چیزوں کیلئے ترس رہے تھے۔

(سوشلسٹ)

اقبالِ جرم

کیا آپ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ ہم سرمایہ دار فقط حیوانی طاقت کے بل بوتے پر حکومت کر رہے ہیں؟ اگر آپ کا یہ خیال ہے۔ کہ ہم اپنی فوج۔ چھاؤنیوں۔ توپخانہ اور ہوائی جہازوں کے ذریعے راج کر رہے ہیں۔ تو آپ سراسر غلطی پر ہیں۔ ہماری طاقت کی بنیاد اور ہمارا آخری مؤثر ہتھیار چاہے حیوانی طاقت ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن ہمارا غلبہ تو مندرجہ ذیل ذرائع پر عمل درآمد کرنے کے باعث ہے۔

(۱) عوام کی تعلیم۔ جہانتک ممکن ہو سکتا ہے۔ ہم عوام کو جاہل رکھنے کی کوشش کرتے جہاں ہم تعلیم کا پرچار کرتے ہیں۔ وہاں الٹی سیدھی باتیں ہم عوام کو سکھلاتے ہیں۔ تاکہ ہمارے جماعتی مفاد کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچے۔ اعلیٰ تعلیم کو تو ہم نے اتنا مشکل اور گراں کر دیا ہے کہ عوام کی رسائی وہاں تک ہو ہی نہیں سکتی۔

(۲) مذہب۔ ہم تمام مذہبی سوسائٹیوں اور مذہبی رہنماؤں کو مالی امداد دے کر خرید لیتے ہیں۔ تاکہ وہ ہمارے خلاف بغاوت کا پرچار نہ کر سکیں۔ اور حقیقت ہیں وہ ایسا کر کے اپنی ہستی قائم نہیں رکھ سکتے ہیں۔ مذہبی پرچارک اس وجہ سے بھی ہمارے لئے مفید ثابت ہوتے ہیں۔ کہ وہ اپنی بھیڑوں کی توجہ موجودہ دنیا کے ٹھوس مسائل۔ سیاسیات۔ جمہوریت۔ رعایا کے حقوق۔ محصولات۔ قانون۔ تعلیم۔ صحت و صفائی۔ وغیرہ سے ہٹا کر خیالی دنیا کے بہشت و دوزخ۔ سزا و جزا۔ گناہ و ثواب۔ خدا و روح وغیرہ مسائل کی طرف لگائے رکھتے ہیں۔ اور ضرورت کے وقت ہماری توپوں کی خوراک یعنی سپاہیوں کی بھرتی کرا لینے میں بھی ہماری امداد کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی ہماری خونریزیوں۔ قتل عام اور دیگر ریاکاری کے کاموں میں ہماری مخالفت کرنے کی بجائے الٹا ہمیں آشیرواد دیتے ہیں۔

(۳) پریس۔ اخبارات۔ خبر رساں ایجنسیاں۔ سینما اور ریڈیو چونکہ ہمارے پیسے

پر چلتے ہیں۔ اسلئے وہ ہماری انگلیوں کے اشارے پر ناچتے ہیں۔ اور صرف اس سچائی کی اشاعت کرتے ہیں۔ جو ہمارے مفاد کے عین مطابق ہو۔ عوام کے انقلاب اور حقوق کی جدوجہد کو فساد، بغاوت، قانون شکنی، نقص امن وغیرہ کا نام دیتے ہیں۔

اپنے آپ کو پہچانو

خدا جانے قدمائے یونان کے سب سے بڑے فلاسفر کا یہ کیا مقصد تھا۔ کہ جب اس نے لوگوں کو "اپنے آپ کو پہچانو" کا درس دیا تھا مگر میرے خیال میں ہر شخص کے لئے لازمی ہے کہ وہ سوچے کہ "انسانی سوسائٹی کی بناوٹ کیا ہے؟" اور اس بناوٹ میں اسکا اپنا حصہ کیا ہے؟ اور "بناوٹ کا ذمہ دار کون ہے؟ اور اسمیں بہتری کے امکانات کیا ہیں۔ وغیرہ وغیرہ ان ضروری مسائل پر غور کرنے سے وہ اپنے آپ کو پہچان سکے گا۔

سوشلزم کا مدعا

سوشلسٹ اور مزدوروں کی تحریک میں وہ وقت آرہا ہے۔ بلکہ آچکا ہے جبکہ مزدوروں کا نصب العین انکی مزدوری میں اضافہ یا کام کے گھنٹوں کی یا دیگر چھوٹی چھوٹی باتیں نہ ہونگی۔ اور نہ ہی مزدور اب سرمایہ دارانہ نظام کے

ماتحت بہتر مزدوری یا منافعہ کا حصّہ یا دیگر مراعات پر قانع رہ سکتے ہیں ۔ اب تو مزدور اس بات پر تلے ہوئے ہیں کہ منافع ۔ مزدوری ۔ سرمایہ داری ۔ اور پرائیویٹ سرمایہ داری کا بالکل خاتمہ کر دیں ۔

بہتر سیاسی انسٹی ٹیوشن یعنی پارلیمنٹ اور کونسلوں کے انتخابات ۔ مزدوروں کے ووٹ ۔ جمہوریت سرمایہ اور محنت کے باہمی تنازعات کے فیصلہ کرنے ثالثی بورڈ وان ۔ مراعات وغیرہ تو سرمایہ داروں کے عطیات ہیں ۔ ان عطیات سے مزدور مطمئن نہیں ہو سکتے ۔

سرمایہ دار اور مزدوروں کے درمیان کبھی صلح نہیں ہو سکتی ۔ صرف جماعتوں کے خاتمہ سے ہی بنی نوع انسان کی نجات ہو گی ۔ دنیا کے مزدوروں کا صرف ایک ہی مطالبہ ہے ۔ اور وہ یہ کہ ان کی محنت کی پوری کمائی اُنکے حوالے کر دیجائے نیچے گرے ہوئے شخص اور اسکی پیٹھ پر چڑھے ہوئے شخص کے درمیان کبھی صلح نہیں ہو سکتی ۔ (جارج ڈی ہیرن)

آج اور کل

آج چھوٹے چھوٹے بچے یہ بتلاتے ہوئے شرمندگی محسوس کرتے ہیں کہ انکے والدین کسان ۔ جولاہے ۔ درزی ۔ دھوبی ۔ بڑھئی ۔ لوہار وغیرہ ہیں کیونکہ

یہ پیشے مفید ہونے کے باوجود سوسائٹی کی نظروں میں حقیر اور گھٹیا سمجھے جاتے ہیں مگر وہ وقت جلد آنے والا ہے۔ کہ یہی بچے ان پیشوں کا ذکر فخر و عزت سے کیا کرینگے۔ اور شرم سے گردنیں صرف انہیں بچوں کی جھکا کرینگی۔ جنکے باپ۔ نواب جاگیردار۔ سیٹھ۔ مہاجن۔ وکیل۔ بیرسٹر وغیرہ ہونگے مگر لطف تو یہ ہے۔ کہ ایسا زمانہ آتے ہی۔ کوئی نواب۔ رئیس جاگیردار وغیرہ ہی نہیں رہے گا۔

بدترین سیاہ دھبّہ

کیا موجودہ تہذیب کے ماتھے پر بدترین سیاہ دھبہ نہیں۔ کہ سائنس کی اسقدر حیرت انگیز ترقی اور زبردست ایجادات اور انسانی زندگی کی ضروریات کے سامان کی فراوانی کے باوجود دنیا میں اسقدر افلاس۔ تنگدستی جہالت اور جرائم موجود ہیں۔

ہوا کا رُخ

آج انسانی مساوات کے اصول کو کوئی کیسا ہی کیوں نہ تسلیم کرے مگر اس امر سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ سقراط افلاطون اور ارسطو جیسے مشہور عالم خواہ مخواہ غلامی جیسی لعنت کو قدرتی امر تسلیم کر گئے ہیں۔ انکی کتابوں میں صاف لکھا ہے کہ قدرت نے دو قسم کے انسان پیدا کئے ہیں۔ آزاد شہری اور غلام (مؤرخ)

نیا جُگ

قدرت نہ تو کسی کو بادشاہ بنا کر پیدا کرتی ہے۔ اور نہ ہی غلام۔ قدرت نے کسی کو نہ جاگیردار بنایا ہے اور نہ ہی مزارع وہ تو فقط ننگے انسان ہی پیدا کرتی ہے۔

خیرات کا ڈھونگ

صنعتی بے چینی کا ایک سب سے بڑا سبب یہ ہے۔ کہ سرمایہ دار انصاف کی بجائے خیرات دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہر بڑا کارخانہ اور کارپوریشن بڑے طمطراق سے اعلان کرتا ہے۔ کہ وہ شنگار یونیورسٹی کو تین کروڑ چین کے قحط زدگان کیلئے چار کروڑ۔ بلجیم کے مصیبت زدگان کیلئے پچاس لاکھ ملیریا یعنی موسمی بخار کی بیخ کنی کرنے کیلئے بیس لاکھ روپیہ۔ نیویارک کی بیواؤں کی پنشن کیلئے اٹھارہ لاکھ۔ لوئیسانہ کے پودوں کی حفاظت کیلئے۔ چار لاکھ ڈالر وغیرہ وغیرہ دان دیتا ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ یہ روپیہ کہاں سے آتا ہے؟ سنئیے! یہ روپیہ غریب مزدوروں کے گاڑھے پسینے کی کمائی ہے جو کارخانوں کے مالکوں نے عیاری اور چالاکی سے دبایا ہوا ہے۔

حقیقی سماج سدھار

لوگوں نے غلط فہمی سے سماج سدھار یا سوشل ریفارم کا مطلب فقط اچھوت ادھار بچپن کی شادی۔ ذات پات کی دیواروں کو گرانا۔ وغیرہ وغیرہ چھوٹی چھوٹی باتیں سمجھ رکھا ہے۔ حقیقی سماج سدھار تو سوسائٹی کے غلط اور تباہ کن نظام کو پلٹنا ہے۔

عجیب گورکھ دھندا

یہ عجیب گورکھ دھندا ہے۔ جو ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ جب سے ہم نے سوشلزم کا پرچار شروع کیا ہے۔ تب سے تمام مذاہب کے پرچارک بھی یہی باتیں رٹنے لگ گئے ہیں۔ کہ ہمارے مذاہب کے بانی بھی سوشلسٹ تھے۔ جب عیسائیوں کے مجوزہ خدا حضرت عیسےٰ اور اسلام کے بانی حضرت محمد صلعم۔ سکھوں کے گرو بابا نانک اور آریوں کے پیشوا سوامی دیانند بھی سوشلسٹ اور سوشلزم کے حامی تھے۔ تو پھر سوشلزم کے ہوا سے خوفزدہ ہونے کے کیا معنی؟

غلط اور صحیح راستے

اسائیس کا سنت (ST FRANCIS OF ASSISI) جب کسی بھوکے غریب کو دیکھتا تو اس کا دل ہمدردی سے پگھل جاتا اور وہ زار زار رونے لگتا اور

اوّل محنت کے بقایا ۱۴۲ یوم جو کہ فی الواقعی محنت میں صرف کیئے جاتے ہیں۔
کہاں رفوچکر ہو جاتے ہیں۔ اور قوم کی بقایا ۸۰ فیصدی محنت کس کوئیں میں چلی
جاتی ہے؟ دوم کیا وجہ ہے۔ کہ سخت محنت کرنے کے باوجود بھی ملک کی اکثریت
کی حالت نہایت ہی ذلیل اور قابلِ رحم ہے۔ حالانکہ ملک کی تمام ضروریات
کیلئے صرف ۲۰ فی صدی محنت ہی کافی ہے"

بُوڑھا مزدور

سردی روز بڑھتی جاتی تھی۔ لوگ کہتے تھے۔ کہ ایسی خوفناک سردی
انہوں نے اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھی۔ ایک دن علی الصبح ایک بُوڑھے
مزدور نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا۔ اور اندر آکر کہنے لگا۔ کہ"میں بھوک سے مر رہا ہوں
مجھے کام چاہیئے۔ میں لکڑیاں کاٹ سکتا ہوں۔ باغ میں کام کر سکتا ہوں۔ گذشتہ چھ
ماہ سے مجھے کوئی کام نہیں ملا۔ قدرت اور خدا کو میری مطلق پرواہ نہیں۔ گرمیوں
میں تو کبھی نہ کبھی کام مل ہی جاتا تھا۔ مگر سردی کیا آئی۔ عذاب آگیا۔ میرے لئے
سر چھپانے کی بھی کوئی جگہ نہیں" جب میں نے اس سے کہا۔ کہ"تم اپاہج آشرم
میں داخل کیوں نہیں ہو جاتے؟ تو اُس نے جواب دیا۔ کہ اگر" میں وہاں چلا جاؤں
تو آشرم والے مجھے بدمعاشوں کے ساتھ رہنے کو مجبور کرینگے۔ مجھے خطرہ

ہے کہ وہ میرے کپڑے بھی چرالینگے۔ اس سے تو میں کھلے میدان میں سردی سے مرنے کو ہزار درجے ترجیح دیتا ہوں۔ گو اس کے کپڑے پھٹے ہوئے تھے مگر اس کی بول چال میں ایک نرالی شان تھی۔ جو ہر خود دار شخص کے چہرے سے ٹپکتی ہے۔ وہ بچارا۔ افلاس۔ قدرت۔ حالات اور بڑھاپے کے خلاف جدّوجہد کر رہا تھا لیکن سوسائٹی کا دباؤ اور قانون وضابطہ اسے مجبور کر رہے تھے کہ وہ اپنی آزادی اور خودداری کو خیرباد کہدے۔

(رچرڈ جافریس)

سوال وجواب

سوال:۔ فلاسفی کسے کہتے ہیں؟

جواب:۔ سچائی کی تلاش۔

سوال:۔ پھر فلاسفی سرمایہ داروں کی دوست کیوں اور کسطرح بنائی ہے؟

جواب:۔ سرمایہ دار فلاسفروں کو تنخواہیں دیتے ہیں۔ تاکہ وہ انہیں حقیقتوں کا اظہار کریں جو سرمایہ داروں کی نظر میں مناسب ہوں۔

سوال:۔ فرض کرو کہ تلاش میں کچھ ٹھوس سچائیاں نکل آئیں؟

جواب:۔ انہیں جھوٹ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اور فلاسفروں کو

نکلا معاشرہ نہیں ہوتا ہے۔

سوال :۔ ہسٹری (تاریخ) کیا ہے؟

جواب :۔ ماضی کی کہانی جسے حکمرانوں کے مفادکے سانچے میں ڈھال کر پیش کیا جائے۔

سوال :۔ اگر ہسٹری اس معیار پر پوری نہ اترے؟

جواب :۔ اس وقت وہ محض گپ اور افسانہ کہلاتی ہے۔

سوال :۔ کون سے فنون قابلِ ستائش ہیں؟

جواب :۔ جو زرداروں کی عزت میں چار چاند لگائیں۔

(آگسٹ سٹرنڈبرگ)

اصلی چور

دوسرے چوروں کی بجائے ۔ اصلی چور کو کیوں نہیں پکڑا جاتا؟ میں نے اصلی چور کا پنڈ ڈھونڈھ نکالا ہے ۔ جس نے خدا اور انسان دونوں کو اپنی لوٹ گھسوٹ کا نشانہ بنا رکھا ہے ۔ میں ابھی بتلاتا ہوں ۔ کہ وہ کون ہے۔ چور وہ ہے ۔ جو اپنے ہاتھوں کی محنت سے روٹی نہ کمائے ۔ بلکہ دوسروں کی محنت کی کمائی پر ڈاکہ ڈالے ۔ اسے پکڑلو ۔ عدالت میں پیش کرو ۔ تمام

چوریاں، ڈاکے، قتل، غبن اور جعلسازیاں اسی وجہ سے ہوتی ہیں۔ کہ انسان کی نظروں میں خدا کا سب سے بڑا قانون کہ "تم اپنے پسینے کی کمائی سے اپنی روٹی کماؤ" اوجھل ہوگیا ہے۔ امیروں کی سب سے بڑی کوشش یہ ہوتی ہے کہ انہیں ہاتھ سے کوئی کام نہ کرنا پڑے۔ اسکا اثر غریبوں پر بھی پڑتا ہے۔ اور وہ بھی یہ کہنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ کہ جب اور لوگ دوسروں کی محنت کی کمائی پر گذارہ کرتے ہیں۔ تو ہم بھی کیوں نہ کریں۔ پھر وہ بھی لوٹ مار، چوری، ڈاکہ زنی اور دھوکے بازی کرنے لگ جاتے ہیں۔ محنت سے جی چرانے والوں کے نرم نرم ہاتھوں سے دنیا کو جسقدر نقصان پہنچا ہے۔ اسکی تلافی دنیا بھر کے مزدوروں کے سخت ہاتھ نہیں کر سکتے۔ جب امیر عوام کے سامنے کاہلی اور سستی کی مثال پیش کرتے ہیں۔ تو اسکا قدرتی نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ غریب محنت کش بھی محنت سے ہاتھ کھینچ لیتے ہیں۔

امیروں کی شرمناک زندگی غریبوں کے سامنے بدترین مثال اور قابلِ نفرت جرم ہے۔ چونکہ امراء زیادہ تعلیم یافتہ ہیں۔ کیا اس وجہ سے انکا یہ حق ہو جاتا ہے کہ وہ غریب بھائیوں کی روٹی چھین لیں تعلیم یافتہ اور عقلمند ہونے کے باعث امیروں پر تو یہ فرض عاید ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے کمزور اور ان پڑھ ہمسایوں کی مدد کریں

امیروں کی آرام طلبی کی وجہ سے غریبوں کو نہ صرف اپنی بلکہ انکی جگہ بھی محنت کرنی پڑتی ہے۔ جسکے سبب انہیں تعلیم حاصل کرنے کیلئے کوئی وقت نہیں ملتا۔ گویا کاہل امیر نہ صرف غریب محنتیوں کی روٹی ہی چھینتے ہیں۔ بلکہ انہیں عقل اور دماغ سے محروم کرنے کے جرم کا ارتکاب بھی کرتے ہیں ؏

(بانڈرف)

کون سچا؟

ہمارے سوشلسٹ بھائی تو کہتے ہیں۔ کہ افلاس کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے مگر فلاسفر بتلاتے ہیں۔ کہ افلاس قدرت اور خدا کا قانون ہے۔ بتلائیے ہم کس کا یقین کریں ؏

آواگون کا مسئلہ

مزدور:۔ میرے شاعر دوست۔ چونکہ تم نے تمام عمر حسن و عشق کی داستانوں، حور و غلماں کے افسانوں، جام و ساغر کی باتوں میں بسر کی ہے۔ اور مہوشوں کی خوبصورتی اور دلربائیوں کے جگرسوز نغمے تمہارے وردِ زباں رہتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ تمہارے دل کی حسرتیں اور ارمان ابھی پورے نہیں ہوئے۔ اسلئے قدرتی طور پر تمہاری خواہش اس

دُنیا میں دوبارہ جنم لیکر آنے کی ہے۔ تاکہ تم دنیا کی مسرتوں اور خوشیوں سے از سر نو لطف اندوز ہو سکو۔ میرے جیسے انسان کی زندگی کو زندگی کہنا ہی حماقت ہے۔ میری زندگی کا ایک ایک لمحہ بڑی مشکل سے کٹتا ہے بھلا ایسی ناقابلِ برداشت اور تلخ زندگی کا اعادہ کون کرے گا۔ یہ آواگون کا مسئلہ تمہیں ہی مبارک ہو۔ ہمیں تو یہ بھرے ہوئے پیٹ اور حسرت پرست حضرات کی اختراع معلوم ہوتی ہے۔

خطرناک اختراع

انسانی دماغ سے جسقدر اصول۔ قوانین اور فلسفیوں نکلی ہیں۔ انمیں سب سے زیادہ پیچیدہ خوفناک اور تباہ کن فلسفی کرموں کی ہے۔ جو غریبوں کو اپنی ذلیل زندگی پر صابر و شاکر رہنے اور امیروں کے نازو نخرے اور عیش پرستانہ زندگی کو برداشت کرنے کی تلقین کرتی ہے۔ سوشلزم ایسی تمام فلسفیوں کی سخت دشمن ہے۔

(سوشلسٹ)

باب تیسرا

آدھی دُنیا یا عالمِ نسواں

مردوں کا انصاف

خاوند :- (دل میں) تفریح طبع، عیش و عشرت اور رنگ رلیاں وغیرہ کہاں ملتی ہیں؟ مالدار آدمی کے گھر میں۔ مگر میری بدنصیبی دیکھئے کہ ایشور نے مجھے سامانِ راحت دینے کے باوجود ایک ایسی عورت کا خاوند بنایا ہے۔ جو اس خوشی کو خوشی ہی نہیں سمجھتی!

بیوی :- کیوں پران ناتھ کیا سوچ رہے ہو؟

خاوند :- میں یہ سوچ رہا ہوں کہ آج سے تم مرد ہو جاؤ اور میں عورت ۔

بیوی :- اجی عورت بنکر کیا کرو گے۔ عورت کی زندگی بھی کوئی زندگی ہے

خاوند :- اس سے اچھی زندگی اور کونسی ہو گی۔ کہ گھر تو مرد بنائے۔ اور گھر کی مالکہ عورت کہلائے۔ اور اگر کسی وقت خاوند کو غصہ آئے اور وہ ذرا دھمکائے۔ تو اسدن گھر میں طوفان برپا ہو اور فاقہ کشی (زجلا ایکا وشی) کی نوبت آجائے۔

بیوی :- اور یہ بھی کیوں نہیں کہتے۔ کہ خود تو جہاں چاہو۔ گاڑیوں اور موٹروں میں گھومتے پھرو۔ باغوں، پارکوں کی سیر اور کھیل تماشوں میں دل بہلاتے رہو۔ لیکن ہمیں گھر کی چار دیواری

میں قید کر کے یہ بھی معلوم نہ ہونے دو کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے۔

خاوند:۔ ارے! گھر میں رہنا تو عورت کا فرض ہے۔

بیوی:۔ عورت کے کتنے فرائض ہیں؟

خاوند:۔ بے شمار

بیوی:۔ مثلاً

خاوند:۔ بچوں کی پرورش کرنا۔

بیوی:۔ اور؟

خاوند:۔ مرد جو چیز باہر سے لائے اسے سنبھال کر رکھنا۔

بیوی:۔ اور؟

خاوند:۔ کپڑے دھونا۔ چوکا دینا۔ برتن مانجھنا۔ مکان صاف رکھنا وغیرہ وغیرہ

بیوی:۔ اور؟

خاوند:۔ بھوک لگنے سے پہلے ہی پتی دیو کیلئے کھانا تیار کرنا

بیوی:۔ اور؟

خاوند:۔ خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر قدم نہ نکالنا۔

بیوی:۔ اور؟

خاوند:۔ اور کیا بتلاؤں تمہاری "اور" تو ختم ہونے میں نہیں آتی۔ لو سنو
خاوند کے سوائے کسی دوسرے مرد پر نظر تک نہ ڈالنا۔

بیوی:۔ بس ختم! بیوی کے یہی فرائض ہیں؟

خاوند:۔ یہی کیوں؟ اور بھی بہت سے ہیں مگر بڑے اور ضروری یہی ہیں

بیوی:۔ اچھا یہ تو بتلائیے۔ کہ عورتوں کے یہ فرائض کس نے مقرر کئے؟

خاوند:۔ دھرم شاستروں نے۔

بیوی:۔ اور یہ دھرم شاستر کس نے بنائے؟

خاوند:۔ دھرم کے پنڈتوں اور آچاریوں نے

بیوی:۔ آخر وہ پنڈت کون تھے؟ مرد تھے یا عورت؟

خاوند:۔ مرد

عورت:۔ تو پھر یہ کیوں نہیں کہتے۔ کہ عورتوں کے فرائض مردوں کی
دماغ کی ایجاد ہیں جتنی باتیں بنائی ہیں سب اپنے ہی آرام
اپنے ہی کام اور اپنے ہی مطلب اپنے ہی حسب کی

خاوند:۔ اچھا اگر تم دھرم شاستر بنانیوالی ہوتیں تو کیا کرتیں؟

بیوی:۔ ہم کیا کرتیں؟ سب سے پہلے تو دنیا کے پیدا کرنے والے کو پیدا

کرنے والی بنائیں ،

خاوند :۔ یعنی ؟

بیوی :۔ الیشور کو خالق کی بجائے خالقہ کا لقب دیں ،

خاوند :۔ پھر ؟

عورت :۔ عورتوں کو آزاد بنا کر مردوں کو گھر کی چار دیواری میں قید رکھیں۔ اُن سے خوب چکی پسوائیں چرخہ چلوائیں ،

خاوند :۔ بس اتنا ہی ؟

بیوی :۔ اتنا ہی کیوں ؟ مردوں سے کہیں۔ خبردار جو گھر سے قدم باہر نکالا اگر ایسا کرو گے سزا پاؤ گے۔ اور انسانی سوسائٹی سے علیحدہ کرکے کسی چڑیا خانہ میں بند کر دیئے جاؤ گے ،

خاوند :۔ خانہ داری کے کاموں میں تو قدرت نے صرف عورتوں کو ہی پیدا کیا ہے ،

بیوی :۔ جھوٹ ، سراسر بکواس۔ کیا مرد کھانا نہیں پکا سکتے۔ کپڑے نہیں دھو سکتے ؟ جھاڑو نہیں دے سکتے ؟ ثبوت کیلئے دنیا بھر کے ہوٹل۔ لانڈریاں اور میونسپلٹیوں کے محکمے موجود ہیں۔ جہاں

مرد یہ سب کام خوش اسلوبی سے سرانجام دے رہے ہیں۔ اپنی خودغرضی اور عیاری کو قدرت کی آڑ میں نہ چھپاؤ۔ مردوں نے عیاری سے وکیل، ڈاکٹر، انجنیئر، جج، پروفیسر وغیرہ بنکر خود تو آسان اور مفید مطلب کاموں پر قبضہ جما لیا اور عورتوں کو گھٹیا اور ذلیل کاموں پر مجبور کر کے انہیں غلام بنا ڈالا۔

خاوند:۔ تو اب عورتیں چاہتی کیا ہیں۔

بیوی:۔ اقتصادی آزادی، کام و پیشے کی آزادی اور اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے پورے موقعے۔ کیونکہ عورتوں کو بھی قانون سازی۔ سول سروس۔ محکمہ عدل و انصاف محکمۂ تعلیم۔ ڈاکٹری انجنیری۔ جہاز رانی۔ ہوابازی اور محکمہ فوج کے تمام شعبوں وغیرہ وغیرہ میں حصہ لینا کا اتنا ہی حق ملنا چاہیئے۔ جتنا کہ مردوں کو حاصل ہے یعنی مساوی حقوق۔

حقیقی آزادی

جب تک عورت کو باورچی خانہ کی غلامی سے آزاد نہیں کرایا جاتا، تب تک اسکی آزادی نامکمل ہے۔

(لینن)

جنسی انصاف

بائبل کے مطابق مرد (آدم) کو خدا نے اپنی شکل میں بنایا۔ "جب آدم مزے سے گہری نیند میں سویا ہوا تھا۔ اس کی پسلی سے عورت حوا کو پیدا کیا۔ گویا قدرت نے جنسی لحاظ رکھتے ہوئے پیدائش میں مرد کے مقابلہ میں عورت کی اہمیت کم دی۔ حوا کو تو آدم کی بے ہوشی کے وقت پیدا کیا۔ تاکہ مرد کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے۔ مگر عورت کو بچے جننے کی ہلاکت آفریں اذیت میں مبتلا کر دیا۔ جنسی انصاف اسی کو کہتے ہیں۔

(بارہ باغی عورتیں)

عجیب پہیلی

یہ ایک نہایت ہی عجیب مگر افسوسناک حقیقت ہے۔ کہ کیتھولک ملکوں میں جہاں مریم کو دیوی کا درجہ دیا گیا ہے۔ اور اسکی پرستش کی جاتی ہے۔ عورتوں کی مالی حالت نہایت ہی ناگفتہ بہ اور قابلِ رحم ہے۔ وہ غلامی کی زنجیروں میں اس طرح جکڑی ہوئی ہیں لیکن پروٹسٹنٹ ملکوں میں عورتوں کی پوزیشن مقابلتاً بہت بہتر اور تسلی بخش ہے۔ حالانکہ وہاں مردِ خدا کی پوجا کی جاتی ہے۔

(مورخ)

جنسی مساوات

جرمنی کے نازی راج میں فقط ایک ہی انسٹی ٹیوشن ایسا ہے۔ جو مرد اور عورت میں کسی قسم کی تمیز روا نہیں رکھتا اور وہ دہشت زندگی ہے۔ یعنی وہاں عورتوں کو بھی مردوں کی طرح مساوی طور پر موت کی سزا دی جاتی ہے۔

(مورخ)

سب سے پہلا غلام

غلامی کی سب سے پہلی زنجیر عورت کے پاؤں میں ڈالی گئی۔ اور وہ کے رواج کو جاری ہونے سے مدتوں پہلے غلام بن چکی تھی۔

غلاموں کے غلام

بدنصیب عورت غلاموں کی بھی غلام ہے

عورت کا آدرش

میری خواہش ہے۔ کہ مادر وطن جرمنی کی عورتیں بہادر، شجاع، جانباز اور خوبصورت شہریوں کو جنم دینے والی مائیں ہوں، نہ کہ دفتروں میں قلم گھسنے والے کلرک۔

(ہر ہٹلر)

عورت کی عظمت

ناری نندا مت کرو، ناری نر کی کھان
ناری سے ہی اپجے، دھرو پرہلاد سمان

اہم سوال

ایک مرد کو کئی عورتوں سے شادی کی اجازت دینے والے پنڈت اور مولوی ایک عورت کیلئے کتنے خاوندوں کا فتویٰ دیتے ہیں؟ (جدید عورت)

جدوجہد کا ڈھنگ

موجودہ نظام میں مکمل اقتصادی مساوات کی کوشش کرنا فضول ہے۔ کیونکہ آجکل عورتوں کی آزادی اور انکے حقوق کو سب سے بڑا خطرہ فیسی ازم سے ہے فیسسٹ ممالک (اٹلی، جرمنی وغیرہ) عورتوں کو بچے پیدا کرنے کی مشین اور توپوں کی خوراک یعنی سپاہی پیدا کرنے کا ذریعہ سے زیادہ وقعت دینے کو تیار نہیں ...... جبتک انسانی سوسائٹی کے نظام میں انقلاب انگیز تبدیلیاں نہیں ہوتیں تبتک عورتوں کیلئے علیحدہ نسوانی حقوق کی جدوجہد کرتے رہنا بے معنی اور فضول ہے۔

مارگریٹ گولڈ سمتھ

شدید بے انصافی

دُنیا بھر کے شاعروں مصنفوں مصوّروں اور دیگر اہلِ فن نے عورت کے ساتھ شدید بے انصافی اور ناقابلِ معافی جرم کیا ہے۔ یعنی اُسے بطورِ تمادنِ انسانی تہذیب کی محافظ بنانے کے اسے مرد کی معشوقہ اور کھلونا بنایا ہے۔ اور اسی میں اپنی تمام کوششیں صرف کر دی ہیں۔

ایک ہی چیز

مجھے تو شاہی بیگمات کے حرم اور گھوڑیوں کے طویلوں میں مطلق کوئی فرق نظر نہیں آیا۔ (ولی چلا)

لیڈی یا گھوڑی

خاندانی لیڈی کی حالت بھی آجکل کسی رئیس کی گھوڑی سے کسی صورت میں بہتر نہیں۔ دونوں کو عمدہ عمدہ جڑاؤ گہنے۔ سازو سامان اور خدمت کیلئے نوکر چاکر مہیا کئے جاتے ہیں۔ لیکن اتنی خاطر داری کے باوجود دونوں مالک کی نظروں میں کوئی اہمیت نہیں رکھتیں۔ کیونکہ گھوڑی تو خیر گھوڑی ہے۔ مگر لیڈی کو بھی گھر کے کسی اہم معاملے میں مطلق کوئی دخل نہیں ہوتا۔

(ایڈورڈ کارپنٹر)

دائمی غلامی کا علاج

جب تک عورتوں کو اقتصادی آزادی نہیں مل جاتی۔ تب تک وہ ہمیشہ ہی مردوں کی دست نگر اور غلام بنی رہے گی ۔ (سوشلسٹ)

مساوی حقوق

ہم تو مساوی حقوق لے کر جلسہ گاہوں، جلوسوں۔ ریل گاڑیوں۔ ٹراموں اور بسوں میں دھکے کھانے اور جگہ کی قلت کے سبب کسی کونے میں دبک کر کھڑا رہنے کو ہزار گنا پسند کرینگی۔ بہ نسبت موجودہ پوزیشن کے جب کہ ہماری سوشل پوزیشن تو مردوں سے کہیں گھٹیا اور کمتر ہے۔ مگر ہمیں فریب دینے کیلئے ہر جگہ خاص مراعات دینے کی کوشش کیجاتی ہے ۔ (جدید عورت)

عظیم ترین مشن

دُنیا سے جنگ اور خونریزی کے سلسلے کو ختم کرنے کیلئے مردوں کی تمام کوششیں بیکار اور رائگاں ثابت ہوئی ہیں۔ اب مردوں کو جنم دینے والی ماناؤں کو چاہئیے کہ وہ اس میدان میں کود کر جنگ کی لعنت کا ہمیشہ کیلئے خاتمہ کر دیں اگر عورتیں اس اہم ترین کام کو اپنے ہاتھ میں لے کر اس امر کا اعلان کر دیں کہ وہ توپوں کے ایندھن اور زہریلی گیسوں کے شکار ہونے کیلئے بچوں کی پرورش

نہیں کرتیں۔ تو بڑے سے بڑے اور مغرور سے مغرور امپیریلسٹ سرمایہ داروں کو جنگ جیسا خطرناک کھیل کھیلنے کی جرأت نہ ہو سکے ۔

حیرت کیوں؟

جس سوسائٹی میں پسینے کی کمائی یعنی جسمانی محنت سے ٹوکری اٹھا کر ایک عورت صرف ۵ آنے / ۷ آنے روز کما سکتی ہو۔ اور دماغی محنت سے کسی اسکول کی استانی بنکر دو تین روپیہ روز اور بازارِ حُسن میں اپنی عصمت بیچکر دس بیس روپیہ روزانہ حاصل کر سکتی ہو۔ وہاں اگر عورتوں کی ایک خاصی تعداد حرام کاری کی زندگی خوشی خوشی اختیار کرے۔ تو اس میں تعجّب کی کونسی بات ہے

(ماہرِ اقتصادیات)

گُناہ کی ماہیت یا قوی یا ضعیف

جس چیز سے دُنیا میں انسان کو چھٹکارا نہ ہو۔ جو اس قدر عام ہو۔ کہ سو فیصدی اسمیں مبتلا ہوں۔ اسکو گناہ کیوں کہو؟ بات یہ ہے۔ کہ دنیا میں گناہ کوئی چیز ہے نہ ثواب، ساری انسانی زندگی کی بنیاد دو چیزوں پر ہے۔ قوی اور ضعیف۔ قوی ثواب ہے، ضعیف گناہ ہے۔ قوت یکسر خیر ہے۔ اور ضعف یکسر شر صرف دو ہی قانون ہیں۔ دو ہی مذہب ہیں۔ دو ہی مسلک ہیں۔

دو ہی قومیں ہیں۔ انسانیت کے دو ہی اصول ہیں۔ ترازو کے دو ہی پلڑے ہیں۔ قوی اور ضعیف۔ ان دو لفظوں میں دُنیا کی ساری زندگی کی تفصیل مرکوز ہے۔ جو شراب قوی پیئے وہ حلال ہے۔ جو ضعیف پیئے۔ وہ مطلق حرام و ناجائز زنا ایک قوی کرے۔ وہ محض ایک فطری فعل ہے۔ اور ضعیف اگر قوی کے بنائے ہوئے قانون کے خلاف عورت کے پاس جائے۔ وہ زانی بدکار، قوی جب اپنے محل میں دو ہزار عورتیں اور لونڈیاں بھر رکھے۔ تو وہ سب رانیاں اور بیگمات ہیں لیکن اگر ضعیف ایک سے زیادہ عورت کو پہلو میں بٹھائے تو وہ گنہگار عیاش اور بدچلن،

تم کہو گے بغیر اسکے انسانی تمدن کا شیرازہ کیونکر قائم رکھا جا سکتا ہے، میں کہتی ہوں۔ کہ بغیر اس تمدن کے کیا دنیا آباد نہ تھی۔ خوش نہ تھی۔ مطمئن نہ تھی قوی اور ضعیف کا مقابلہ اگر محض جسمانی طاقت تک محدود رہے۔ تو وہ عین تقاضائے فطرت ہے لیکن جب سوسائٹی کے ہر طبقہ میں ہر دو انسانوں کے درمیان یہ مقابلہ ہر لمحہ اور ہر گھڑی جاری رہے۔ اور اس کی بنیاد بھی قوائے جسمانی کا تفوق نہ ہو۔ بلکہ چالاکی، عیاری، مکاری۔ تفوق کی بنیاد قرار پائے۔ تو یہ دُنیا جہنم سے کسطرح کم ہے!

(لیلیٰ کے خطوط)

عورت کی تاریخی پوزیشن

جھانسی کی رانی لکشمی بائی - اہلیا بائی - چاند بی بی - درگا دتی - نور جہاں الزبتھ - وکٹوریہ - روسا لکسمبرگ - ویرا فگنر - انقلاب روس کی دادی کیتھرائن میڈم کیسری - میڈم سن یات سین - دروپدی - سیتا - زیب النساء وغیرہ ہزاروں عورتوں کے حالات زندگی کا بغور مطالعہ کیا جائے - تو قدرتی طور پر بھی نتیجہ نکلتا ہے - کہ اگر عورتوں کو مناسب موقعے دیئے جائیں - تو وہ بھی کامیاب حکمران جرنیل - ڈاکٹر - وکیل - سیاستداں - سائنسداں وغیرہ سب کچھ بن سکتی ہیں ۔

حریف کے منہ سے اعتراف

اگر ہمارے مخالفوں کی فوج میں جھانسی کی رانی لکشمی بائی جیسے دو چار جرنیل اور ہوتے - تو ہندوستان میں انگریزی سلطنت کے قدم کبھی جمنے نہ پاتے

(انگریزی مورخ)

مساوات

اگر آپ کے نظام میں عورتوں کو بھی مردوں کی طرح پھانسی پر لٹکنے کا حق حاصل ہے - تو انہیں آپ کی پارلیمنٹ کی ممبری کا بھی ویسا ہی حق حاصل ہونا

چاہیئے ۔ (مارگیرٹ روز)

کام کے ساتھی

سوویٹ روس کی جمہوریت میں عورتیں اپنے لئے اس بات کو بدترین ذلّت اور گراوٹ سمجھتی ہیں۔ کہ وہ اپنی زندگی کا مقصد اپنی جسمانی زیبائش اور بناؤ سنگار کو بنائیں۔ تاکہ وہ مردوں کے دلوں کو لبھا کر آسانی سے اپنے قابو میں کر سکیں۔ وہ تو دنیا کے اہم ترین مسائل۔ دولت کی پیداوار اور تقسیم۔ بچوں کی تعلیم و تربیت۔ حفاظتِ وطن۔ قانون سازی۔ طب وغیرہ وغیرہ انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں مردوں کے پہلو بہ پہلو کام کرنے کے پورے موقعے چاہتی ہیں ۔

بے ڈھنگا جوڑ

کوٹ۔ پتلون۔ ہیٹ اور نکٹائی لگائے ہوئے مرد کے ساتھ ایک برقعہ پوش رچلتا پھرتا خیمہ) عورت کا چلنا بیسویں اور ساتویں صدی کا بے ڈھنگا سا جوڑا معلوم ہوتا ہے ۔ (منطقی)

خوفناک پیشینگوئی

عورتوں کی جو بات تم کو ناپسند ہو۔ تم لوگ بے تکلف کہہ دیتے ہو کہ

یہ گناہ ہے یہ جرم ہے۔ لیکن اگر ہم تمہارے کسی گناہ یا جرم کیطرف اشارہ بھی کرتے ہیں۔ تو تم ہماری آنکھیں پھوڑنے پر آمادہ ہو جاتے ہو۔ جو سب سے زیادہ مظلوم ہیں۔ وہی خُدا نے چاہا۔ باغیوں کی صف میں کھڑی ہو کر اور اپنے نیزوں کی نوک تمہارے سینوں پر رکھکر تُم سے کہیں گی! "لاؤ جو کچھ تم نے گذشتہ صدیوں سے ہم سے چھینا ہے۔ اس خون کے ایک ایک قطرے کا دا دو۔ جو تمنے بہایا ہے۔ مٹے ہوئے ارمانوں۔ لوٹی ہوئی امیدوں۔ زخمی دلوں بگڑے ہوئے نصیبوں کی قیمت ادا کرو۔ ایک ایک زخم گن لو۔ جو تم نے لگایا تھا۔ ہر زخم کے بدلے میں تمہاری بدکردار روح کو ٹکٹکی سے باندھکر ہزار ہزار چابک لگائے جائینگے"۔

اس دن خدا کے انصاف کے ترازو کے پلڑے برابر ہو جائینگے۔ انتقام کا یہ خواب میری طرح ہزاروں انسان دیکھ رہے ہیں۔ تمہارا ظلم بڑھتا جائے گا۔ اور ہمارا جذبۂ انتقام بھی قوی تر ہوتا جائے گا۔ ہماری تعداد بھی بڑھتی جائے گی۔ تاآنکہ ایک دن قوی اور ضعیف آپس میں جگہ بدل لینگے۔ ان بے سروپا تخیلات پر حقارت کی ہنسی ہنسو۔ ہنسے جاؤ۔ ہنس ہنس کر عورت کے کمزور وجود کو ٹھکرانے جاؤ۔ یہی ہنسی ایک دن موت کا پھندا بنکر تمہارے گلے کی

رگوں کو کچل ڈالے گی ۔" (قاضی عبدالغفار)

عورت اور مذہب

کیا تم جانتے ہو، کہ دنیا میں مردوں کی بنسبت عورتوں کا رجحان مذہب اور چرچ کیطرف کیوں زیادہ ہوتا ہے؟ شاید تم کہو گے۔ کہ قدرت نے عورتوں کو مردوں کے مقابلہ میں زیادہ نرم دلی۔ ہمدردی، بھگتی اور عقیدت عطا کی ہے مگر یہ بالکل غلط ہے حقیقت یہ ہے۔ کہ عورت کو گھر کی چار دیواری میں بند کر کے اس کی زندگی اور سرگرمیوں کو محض روٹی پکانے۔ کپڑے دھونے، بچے پیدا کرنے اور بچوں کی پرورش اور تیمارداری وغیرہ تک محدود کر دیا گیا ہے۔ مرد تو گھر سے باہر رہ کر کسی نہ کسی طرح اپنی سوشل زندگی کا سامان مہیا کر لیتا ہے۔ مگر عورت اپنی سماجک زندگی (SOCIAL OR CLUB LIFE) کی اس کمی کو گرجوں گوردواروں، مندروں، خانقاہوں میں جا کر پورا کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ تعلیم کی بھی عورتوں میں کمی ہوتی ہے۔ جہاں تعلیم یافتہ مرد اپنی تفریح طبع کا سامان، مطالعہ کتب، اخبار بینی سینما۔ ریڈیو لیکچرز اور کانفرنسوں وغیرہ سے مہیا کرتا ہے۔ وہاں ان پڑھ عورتوں کو ایسی تمام ضروریات گرجے کے احاطہ میں پوری ہوتی ہیں۔ ان عبادت گاہوں میں آئندہ دنیا کی نجات کے ساتھ

ساتھ موجودہ دنیاوی جھگڑوں بکھیڑوں اور محنت کشی سے کچھ وقت کیلئے چھٹکارا مل جاتا ہے۔ گویا گرجہ اسکی سب بے مزہ اور پژمردہ زندگی میں تازگی پیدا کرنے کا کام کرتا ہے۔ (ماوس ہینڈرسن)

بیوہ کون؟

جب کسی عورت کا دل بیوہ نہیں ہو جاتا۔ اُسے بیوہ کہنا۔ اور اسپر کسی قسم کی پابندی عائد کرنا شدید ظلم اور سراسر ناانصافی ہے۔ (گاندھی)

حقیقی پردہ

جب تک کوئی عورت دل کا پردہ نہ رکھتے۔ اس کے ظاہری پردے اور برقعے سے کیا فائدہ؟ (گوتم بدھ)

معقول تجویز

اگر پردہ کی رسم کو جاری رکھنا بالکل ضروری ہو۔ تو میری تجویز ہے۔ کہ آئندہ عورتوں کی بجائے مردوں کو پردے کی قید میں رکھا جائے۔ کیونکہ اوّل تو عرصہ دراز تک پردہ میں رہ کر عورتیں اپنی باری بھگت چکی ہیں۔ دوسرے آجکل کی طرح پھر بھی یکطرفہ پردہ ہی رہے گا۔

(کرانتی کمار)

گڑبڑ کیوں؟

آجتک، دنیا کی نصف آبادی یعنی عورتوں کو دُنیا کے تمام اہم مسائل حکمرانی تعلیم وصنعت وحرفت، جنگ وصلح، آبادی اور برتھ کنٹرول وغیرہ سے بالکل الگ تھلگ رکھا گیا ہے۔ جسکا نتیجہ موجودہ گڑبڑ اور اندھیر گردی ہے۔

(مسز پنکھرسٹ)

گھر کی گڑیا۔

نورا:۔ جب تک میں کمسن تھی۔ اپنے باپ کے گھر میں تھی۔ مجھے ہر معاملے میں اس کی رائے سُننی اور ماننی پڑتی تھی۔ اگر کبھی میری رائے اُن سے مختلف ہوتی۔ تو مجھے مجبوراً اُسے چھپانا پڑتا۔ کیونکہ یہ انہیں پسند نہ تھا۔ وہ مجھے اپنی گڑیا کہہ کر پکارتا تھا۔ پھر میں تمہارے گھر آگئی۔

ہیلمر:۔ اری! شادی کی بات کو کیوں اسطرح بیزاری سے ظاہر کر رہی ہو؟

نورا:۔ میں باپ کے گھر سے آکر تمہارے ہاتھوں میں پڑ گئی۔ یہاں سب کچھ تمہاری مرضی سے ہوتا ہے یہاں مجھے اپنی عقل اور

رائے کو تمہاری رائے کے سانچے میں ڈھالنا پڑا۔ مجھے ہر وقت تمہارے اشاروں پر کٹھ پتلی کیطرح ناچنا پڑتا ہے......... میرے باپ اور تم نے مل کر میری زندگی برباد کر دی ۔

ہیلمر۔ نورا! عقل سے کام لو۔ کیسی ناشکر گذاری کا اظہار کر رہی ہو! کیا تمہیں یہاں خوشی حاصل نہیں؟

نورا۔ خوشی کہاں! ہاں فقط دل بہلاوا ضرور ہو جاتا ہے۔ وہاں باپ کی گڑیا تھی۔ یہاں آ کر تمہاری گڑیا بن گئی۔ اب ہمارا گذارہ اس گھر میں نہیں ہونے کا۔ اسلئے خدا حافظ ۔

ہیلمر۔ میں تجھے اس کی اجازت نہیں دے سکتا ۔

نورا۔ اسوقت آپکی اجازت یا رکاوٹ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

ہیلمر۔ تو تم اپنا گھر اپنا خاوند اور اپنے بچے چھوڑ کر چلی جاؤ گی؟ بھلا دنیا کیا کہے گی؟

نورا۔ میں دنیا کی مطلق پرواہ نہیں کرتی۔ اپنا فرض پورا کر رہی ہوں ۔

ہیلمر۔ کیا تم اپنے متبرک ترین فرض یعنی خاوند کی اطاعت سے منہ موڑ لو گی؟

لوزا :- میری سمجھ میں دیگر فرائض بالکل ایسے ہی زیادہ متبرک ہیں ۔

ہیلمر :- ناممکن! وہ کون سے فرائض ہیں؟

لوزا :- میری اپنی ذات کے فرائض ۔

ہیلمر :- سب سے پہلے تم بیوی اور ماں ہو ۔

لوزا :- میں ایسا نہیں سمجھتی ۔ میری رائے ہے کہ میں سب سے پہلے انسان ہوں ۔ جیسے کہ تم ہو یا کم از کم اب انسان بننے کی کوشش کروں گی (البین)

جائز سوال

آج تک ہزاروں نہیں ۔ بلکہ لاکھوں عورتیں اپنے خاوند کے ساتھ ستی ہو چکی ہیں مگر کیا تاریخ بتلا سکتی ہے ۔ کہ کتنے مردوں نے اسی قسم کے جذبات محبت سے سرشار ہو کر اپنی بیوی کی چتا میں زندہ کود کر جان دے دی ہے ۔

کسان عورت

کسان عورت کیا ہے؟ سوائے کوڑے کرکٹ کے ڈھیر کے اور کچھ نہیں ۔ بالکل اتنی ہی گندی ہے ۔ جتنے کہ غلاظت میں زندگی بسر کرنے والے کیڑے

ایک کسان عورت نے نہ کبھی کچھ دیکھا ہے۔ اور نہ ہی اُسنے کبھی کچھ سُنا ہے مرد تو شراب خانے جاکر جیلخانے میں دن گذار کر یا فوج میں بھرتی ہوکر بھی کچھ نہ کچھ سیکھ ہی لیتا ہے۔ مگر بچاری کسان عورت کہاں جاکر کچھ سیکھے؟ اس کا فقط ایک ہی اُستاد ہے۔ اور وہ ہے شراب کے نشہ میں اسکا بدمست جاہل خاوند جو اپنے گھوڑے کی لگام کا کوڑا بناکر وقتاً فوقتاً اس کی مرمت کیا کرتا ہے بس یہی اسکی تعلیم کا واحد ذریعہ ہے۔

(طالسطائے)

دُنیا کے رنگ ڈھنگ

چوتھا باب

قاضی الحاجات کی قوّت

اگر تم قاضی الحاجات۔ قادرِ مطلق۔ روپیہ کی طاقت کو تسلیم نہیں کرتے۔ تو تم بڑے بیوقوف ہو۔ کیونکہ جو کام زبردست توپوں سے نہیں ہو سکتا۔ وہ روپیہ کر سکتا ہے۔ تمام علوم و فنون صنعت و حرفت۔ دھرم و ایمان۔ انصاف عدالت روپیہ کے آگے پانی بھرتے ہیں۔ جو لوگ لکشمی کی قدر نہیں کرتے۔ لکشمی اُن سے دُور بھاگتی اور در در بھیک منگواتی ہے۔ (پریم چند)

سب سے بڑی غلطی

سرمایہ داروں کو صرف دولت کمانے سے مطلب ہے۔ انہیں اس بات کی مطلق پرواہ نہیں کہ پیسہ سگریٹ اور شراب کی تجارت سے حاصل ہوتا ہے۔ یا آٹا دال بیچکر یا انجیل اور دھرم شاستر کی کتابیں فروخت کرنے سے۔

زر کی قوّتِ خرید

زر سے اناج، کھانا۔ کپڑے، مکان، کتابیں، اُونٹ، گھوڑے وغیرہ وغیرہ مادی اشیاء کی خرید و فروخت کی بات تو سمجھ میں آسکتی ہے مگر زر سے انسانوں کے ضمیر، قوموں کی آزادی۔ خدا پرستوں کا ایمان اور بہشت کا پروانۂ راہداری وغیرہ کیسے خریدے جا سکتے ہیں۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی (انقلاب پسند)

ٹیکسوں کی وبا

ہوا، پانی اور روشنی جیسی قدرتی عطیات پر تو سرمایہ داروں نے ٹیکس لگا ہی رکھے تھے۔ اب وقت آنے والا ہے۔ کہ وہ ہماری آنکھوں۔ کانوں، اور زبان پر بھی ٹیکس عاید کر دینگے۔ ہماری اور ہمارے بچوں کی آنکھوں پر پٹّی باندھ دی جائے گی۔ کانوں کے پردے بند کر دیئے جائینگے۔ اور ہم زبان سے بھی کچھ بول نہ سکیں گے ہم وہی کچھ دیکھ، سُن یا بول سکینگے۔ جو ہمارے آقاؤں کی مرضی ہوگی۔ اسکے بعد وہ ہمارے دماغ پر ٹیکس لگا دینگے۔ تاکہ ہمارے خواب ہمارے جذبات ہماری ہنسی ہمارا رونا۔ ہماری مسکراہٹ ہماری حسرتیں۔ ہمارے ارمان۔ ہماری خواہشات وغیرہ سب دب جائیں ○

(ہرندر دھنو پادھیائے)

امیروں کی ہمدردی

زلزلہ سے کوئٹہ تباہ ہو یا صوبہ بہار، طغیانی اور کثرت باراں سے اڑلیسہ برباد ہو یا لکھنؤ، امیر آدمی تو ناچ مجرے اور راگ ورنگ کی محفلیں منعقد کر کے مصیبت زدگان کی ہمدردی اور امداد کرنا جانتے ہیں ○

(ایک دل جلا)

خاندانی غرور

کیا مزے کی بات ہے۔ کہ ستر اسی پشتوں سے ہتھیاروں کی صورت تک نہ دیکھنے کے باوجود یہی لوگ کھتری اور راجپوت ہونے کا دعوے کرتے ہیں۔ (پریم چند)

سرب شکتیمان

میں روپیہ ہوں۔ میں قادر مطلق ہوں۔ مجھ سے بردان لیکر تم پاپ کرو۔ تم دیوتاؤں کیطرح پوجے جاؤگے۔ مجھ سے اشیرباد لے کر ایک ٹڈو نہیں، سات خون کر ڈالو صاف بچ جاؤگے۔ سلطنت کو سلطنت سے بھڑا دو۔ انسانوں کی بڑھتی ہوئی کھیتی کو بے رحمی سے کٹوا ڈالو۔ عورتوں کی عصمت کو ٹکے سیر دن میں دس مرتبہ خریدو اور بیچ ڈالو۔ دنیا کو بیواؤں یتیموں۔ بوڑھوں۔ اور اپاہجوں کی آہوں سے بھردو۔ زلزلے بپا کردو۔ قیامت ڈھادو۔ الغرض جو چاہو، سو کرو۔ مگر مجھ سے بردان لے کر (ڈاگر)

فضول خرچی

بادشاہوں۔ راجوں۔ مہاراجوں اور نوابوں کے جھوٹے وقار کی خاطر ہر سال لاکھوں روپیہ انکی توپوں کی سلامی پر بارود کی شکل میں اڑا دیئے جاتے

ہیں۔ قربان اس عقل پر۔ (وکٹر ہیوگو)

قدرت کی نیرنگیاں

واہ ری قدرت کی نیرنگیاں! جس کارل مارکس کا نام سُنکر آج بڑے بڑے مغرور شہنشاہوں اور سرمایہ داروں کا پتہ پانی ہوتا ہے۔ اور جس کی سوشلزم کی فلاسفی نے دنیا بھر کے سرمایہ داروں کی نیند حرام کر رکھی ہے۔ اُس ہستی کو حالات زمانہ نے ایک مرتبہ معمولی سی کلرکی کے لئے ایک دفتر کا دروازہ کھٹکھٹانے پر مجبور کر دیا تھا۔ اور وہاں اسے نوکری محض اس وجہ سے نہ مل سکی تھی۔ کہ اس کی تحریر اور کتابت بہت گھٹیا درجے کی تھی۔ (مؤرخ)

زر دار کی پُوجا

آجکل دُنیا پیسے والوں کی پُوجا کرتی ہے۔ صرف آجکل ہی کیوں؟ ہمیشہ ہی دھن دولت والوں کو فوقیت حاصل رہی ہے۔ راجے۔ مہاراجے۔ جاگیر نواب سیٹھ۔ وکیل اور بیرسٹروں کو ہی دنیا نے اپنا لیڈر تسلیم کیا ہے۔ انہیں کے جلوس نکالے جاتے ہیں۔ انہیں کی گاڑیاں کھینچی جاتی ہیں۔ انہیں پر پھولوں کی بارش کی ہوتی ہے۔ انکے ناموں پر نعرے لگتے ہیں۔ بُت اور یادگاریں بنتی ہیں۔ مگر یہ کوئی نہیں دیکھتا کہ انکا پیسہ آتا کیسے اور کہاں سے ہے؟ جو بدقسمتی نالائق

یا ڈرپوک ہیں۔ وہ آتما ضمیر اور سداچار کی دہائی دے دے کر اپنے آنسو پونچھ لیتے ہیں۔ ورنہ دنیا میں آتما اور سداچار کو پوچھتا ہی کون ہے؟ (پریم چند)

کچھ فرق نہیں!

مطلق العنان روس کو چھوڑ کر جب میں جمہوری راج یعنی اضلاع متحدہ امریکہ پہنچی۔ تو میں نے دیکھا۔ کہ وہاں بھی سرمایہ دار حضرات غریب بیکس مزدوروں کا خون چوس رہے ہیں جس سے میں نے نتیجہ نکالا کہ ظلم، ظلم ہے۔ خواہ وہ جمہوریت کا ہو یا مطلق العنان زار شاہی کا۔ (ایما گولڈمین)

عام رواج

زمانہ قدیم کے بزرگوں کی تعریف کے پل باندھنا۔ اور اُن کی آزادی کے آدرشوں کو نہ ماننا، آجکل ایک عام رواج اور فیشن ہو گیا ہے۔
(میکسو یبنی)

مہذب حکومتیں

"میں تمہارا منہ نوچ لونگا" "میں تمہارا سر پھوڑ دونگا" "میں تمہیں لاٹھی سے پیٹونگا"۔ "میں تمہارے سینے میں تلوار گھونپ دونگا"۔ "میں تمہیں گولی مار دونگا" وغیرہ وغیرہ باتیں کہنے والے شریر لڑکوں کی طرح موجودہ زمانے کی مہذب حکومتیں

بھی ایک دوسرے کیساتھ لڑائی جھگڑے کیا کرتی ہیں۔ (ارسطاطالیس)

عجیب اتفاق

کیسی عجیب بات ہے۔ کہ بچّوں کی تعلیم و تربیت کے متعلق دُنیا بھر کے والدین کی رہنمائی کیلئے ایک بے نظیر کتاب لکھنے والے روسو کے اپنے بچوں کی تربیت ایک یتیم خانے میں ہوئی تھی۔ (مسٹری)

آسان نسخہ

ایک مرتبہ جُوا بازی۔ سٹہ۔ بردہ فروشی یا عورتوں کی ناجائز تجارت سے کروڑپتی بن جاؤ، دنیا ہمیشہ تمہارے پاؤں چومتی رہے گی۔ اور اسکے ساتھ ہی سدا برت قائم کرکے۔ دھرمسالہ۔ سکول۔ کالج۔ شوالہ یا مسجد بنوا کر دھرماتما اور لیڈر بنجانا بھی بڑا ہی آسان ہے۔ (پریم چند)

فتح کی برکت

امریکہ کے نجات دہندہ جارج واشنگٹن کو فتحیاب ہو کر ہی قومی ہیرو بننے کا شرف حاصل ہوا۔ ورنہ اگر وہ انگریزوں سے شکست کھا جاتا۔ تو اُسکا نام بھی غداروں کی فہرست میں لکھا جاتا۔ اور مؤرخ امریکہ کی جنگِ آزادی کو غدر کے نام سے پکارتے۔ (منطقی)

قدر دانی

اس وقت تک دُنیا نے اپنے محسنوں کی قدر عجیب وغریب طریقے پر کی ہے۔ سُقراط کو زہر پلا کر۔ عیسے کو سُولی لٹکا کر اور مہاتما گاندہی کو جیل میں ڈالکر

اشرف المخلوقات

خونخوار شیر دوسرے شیر کو کبھی نہیں کھاتا۔ باز اور شکرہ بھی اپنے ہمجنسوں پر حملہ کرنے سے احتراز کرتا ہے

مگر یہ شرف حضرتِ انسان کو ہی حاصل ہے۔ کہ وہ اشرف المخلوقات ہونے کے باوجود اپنے بھائی کا خون بہانے سے دریغ نہیں کرتا۔ (جافرسن)

عمل کون کرے؟

ہم نے کبھی کسی دولتمند یا سرمایہ دار کو حضرت عیسے کے پہاڑ والے وعظ کے ان الفاظ پر عمل کرتے نہیں دیکھا کہ "اِس دنیا میں جمع کی ہوئی دولت کو چور چرا لے جا سکتے ہیں۔ اس کو زنگ کھا جاتا ہے۔ اس لئے تم اپنے لئے آسمان کی بادشاہت کی دولت جمع کرو" "حق گو"

رشوت کی قسمیں

رشوت ستانوں کی ڈکشنری میں صرف نقد روپیہ ہی قبول کرنا رشوت

خوری کہلاتا ہے۔ آسام کی قیمتی اشیاء، کشمیر کے شال دوشالے ۔ برما کے جوتے ۔ اور پھلوں کے ٹوکرے وغیرہ تو تحفے تحائف، نذرانہ، بھینٹ یا ڈالی میں شمار کئے جاتے ہیں ؎ (دِل جلا)

عجیب کرتوت

ہمیں تو ایسے لوگوں کے افعال پر انتہائی غصہ اور رنج ہوتا ہے جو اپنی عمر کا اکثر حصّہ تو لوگوں کو اپاہج بنانے میں صرف کر دیتے ہیں۔ لیکن آخری عمر میں مرنے سے پہلے ان کیلئے اپاہج آشرم کھول دیتے ہیں۔ حالانکہ یتیم خانے کھولنے کی نسبت یتیم بننے سے روکنا بہت ہی مبارک کام ہے ؎ (سوشلسٹ)

فرق ملاحظہ ہو۔

پرانے زمانے میں جو کام محمود غزنوی، چنگیز، تیمور ۔ نادر شاہ وغیرہ "وحشی" تلوار، نیزے ۔ بھالے خنجر اور تیر و کمان وغیرہ سے نہ کر سکے ۔ وہی کام آج "مہذب" انسانوں کے ہاتھوں قانون تجارت ۔ سکہ و تبادلہ محصولات درآمد برآمد (Tariffs) سٹہ بازی ۔ اسلحہ سازی وغیرہ وغیرہ کے ذریعے نہایت مزے اور اطمینان کے ساتھ کامیابی سے ہو رہا ہے ؎ (دِل جلا)

ڈاکو اور حکومتیں

ڈاکو عموماً امیروں کو ہی لوٹتے ہیں لیکن حکومتیں عام طور پر غریبوں کو اپنی لوٹ کھسوٹ کا نشانہ بنایا کرتی ہیں۔

ڈاکو اپنا کام کرتے ہوئے اپنی زندگی کو خطرے میں ڈالدیتے ہیں مگر حکومتوں کو کسی قسم کے خطروں کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ وہ اپنا کام عیاری۔ چالاکی اور مکر و فریب سے چلاتی ہیں۔

ڈاکو اپنے گروہ میں شامل ہونے کے واسطے کسی کو مجبور نہیں کرتے، لیکن حکومتیں عموماً اپنے سپاہی جبراً بھرتی کرتی ہیں۔

ڈاکو دیدہ و دانستہ کسی کے اخلاق کو برباد نہیں کرتے مگر حکومتیں اپنی مطلب برآری کیلئے جھوٹے مذہب، حب الوطنی اور تعلیم وغیرہ کے گمراہ کن پراپیگنڈہ سے لوگوں کی پشت در پشت نسلوں کو اخلاقی طور پر نہایت برباد کر ڈالتی ہیں۔ (طالسطائے)

عیارانہ چال

کرہ ارض کے گول ہونے کے باوجود بھی عیار لوگوں نے اپنا الو سیدھا کرنے کیلئے مشرق و مغرب میں تمیز پیدا کر کے انسانوں میں پھوٹ اور

تفریق ڈلوادی (منطقی)

کام کا اندازہ

سوسائٹی کے سُدھار کا کام کرتے ہوئے تو تم کو بیس سال ہو گئے مگر مجھے بتلاؤ تو سہی کہ اتنے عرصے میں تم نے دشمن کتنے بنائے ہیں؟ کیونکہ میں تمہارے کام کا اندازہ اور اہمیت تمہارے دشمنوں اور مخالفین کی تعداد سے لگاؤنگا۔

سُورج اور چاند کی بناوٹ

ایک سائنس دان :۔ سُورج اور چاند تو سونے کے بنے ہوئے ہیں۔

دوسرا :۔ بالکل غلط اگر وہ سونے اور چاندی کے بنے ہوئے ہوتے تو ابتک ان پر بھی مغرب کے حریص امپریلیسٹوں کا قبضہ ہوتا

معقول وجہ

کہتے ہیں۔ کہ سلطنت برطانیہ پر کبھی سورج غروب نہیں ہوتا۔ جانتے ہو اس کی کیا وجہ ہے؟ سُورج اسلئے غروب نہیں ہوتا۔ کیونکہ اُسے ڈر ہے کہ جب وہاں دِن دہاڑے اسقدر اندھیر گردی مچی ہوئی ہے۔ تو رات کے اندھیرے میں خدا جانے کیا نہ ہو جائے۔ (منطقی)

دائمی غربت

بھائی جان اگر تم اس وقت غریب ہو۔ تو یاد رکھو۔ کہ تم ہمیشہ ہی غریب رہو گے۔ کیونکہ آجکل دولت کو صرف امیروں کے ہی پاس جاتی ہے۔

(لاطینی شاعر مارشل)

دانے اور چھلکے

حضرت آدم کے عہدِ مبارک سے جب قانون بننے شروع ہوئے ہیں تو قانون کا کام چھلکوں کی حفاظت اور دانوں کو دُور پھینکنا رہا ہے۔

(آسکر وائلڈ)

کنگال سرمایہ دار

پنڈت جی :۔ اجی آپ جیسے کئی سوشلسٹ دیکھے ہیں۔ جو خود تو کروڑوں کی جائداد کے مالک ہیں۔ اور دوسروں میں سوشلزم کا پرچار کرتے ہیں۔

سوشلسٹ :۔ پنڈت جی مجھے خوشی ہے۔ کہ میں امیر اور کروڑپتی ہونے کے باوجود بھی اپنی جائداد کو خطرے میں ڈالنے والی فلاسفی کا پرچار کرتا ہوں۔ لیکن آپ کنگال ہوتے ہوئے بھی سرمایہ

داری کی تعریف کے پُل باندھکر اُسکی جڑوں کو مضبوط کر رہے ہیں ،

جاہلوں کا ملک

جاہلوں کے ملک میں لوگ مہاپرشوں کو اوتار۔ نبی اور مہاتما بنا دیتے ہیں اور انکی پرستش کرتے ہیں لیکن اُنکے احکام پر عمل نہیں کرتے ،

جُرم اور انصاف

جب انسان شیر کو مارنے کی نیت سے جنگل کو جاتا ہے۔ تو اسے شکار کھیلنا کہتے ہیں لیکن جب شیر انسان کو مارنے کیلئے حملہ کرتا ہے۔ تو اسے درندگی کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ جُرم اور انصاف میں صرف اتنا ہی فرق ہے ،

(برنارڈ شاہ)

سونا اور لکڑی

قدیم زمانے کے گرجوں میں پیالے تو لکڑی کے ہوتے تھے۔ اور پادری سونے کے مگر آجکل یہ حالت ہے۔ کہ پیالے تو سونے کے بنگئے ہیں۔ اور پادری لکڑی کے ،

(ساونرولہ)

قانونی مساوات

قانون کی شاندار مساوات تو دیکھئے۔ کہ وہ امیر اور غریب دونوں کو

سڑکوں پر بھیک مانگنے رات کو پلوں کے نیچے سونے اور روٹی چرانے سے منع کرتا ہے ۔ (اناطول فرانس)

چھوٹے چور اور بڑے ڈاکو

چھوٹے چور تو ہتھکڑیوں اور بیڑیوں میں جکڑے ہوئے جیلخانوں میں پڑے سڑ رہے ہیں ۔ مگر بڑے ڈاکو سونے چاندی اور ہیرے جواہرات سے مرصع ہو کر کھلے بندوں اکڑ اکڑ کر گھومتے پھرتے ہیں ۔

(ردمن سنسر کیٹو)

وقار کا خوف

بادشاہ ۔ شہزادے ۔ امیر ۔ امراء ۔ جاگیردار وغیرہ سارے کپڑے پہن کر عوام کے ساتھ کھلے بندوں میل ملاقات رکھنے سے اسلئے ڈرتے اور گریز کرتے ہیں ۔ کہ ایسا کرنے سے وہ بھی معمولی انسان سمجھے جائیں گے ۔ کیونکہ اُن کا تمام رعب داب اور عزت و وقار اسی وقت تک قائم ہے جبتک کہ عوام انہیں غیر معمولی ہستی تصور کرتے رہیں ۔ (مانڑدال)

عجیب معمہ

حیرت ہے کہ طاقتور اور منظم حکومتیں بھی کمزور اور غیر منظم مگر چھاپی

تان کر مقابلہ کرنے والی جانباز برادری کے سامنے ہمیشہ لرزہ براندام رہتی ہیں ۔

(فلاسفر)

امرت اور زہر

اگر وائرلس (بے تار برقی) اور ریڈیو کے ذریعے سات سمندر پار کے دلکش گانے اور عالمانہ لکچر سُنائے جا سکتے ہیں ۔ تو اس کے ذریعے غلام ملکوں کے "باغیوں" کو گولی سے اُڑا دینے اور مارشل لاء جاری کرنے کا حکم بھی تو دیا جا سکتا ہے ۔ (سائنس کی دودھاری تلوار)

ضیافت یا مرگ

بیوقوف اور جاہل اشخاص ہر وقت ہر جگہ دریافت کرتے رہتے ہیں ۔ کہ "جنگ کب شروع ہوگا" گویا بے روزگاروں کو روٹی کا وسیلہ فقط تلوار کی دھار اور گولی کا نشانہ ہی بنا رہ گیا ہے ۔ یا اعلانِ جنگ کسی ضیافت کے دعوت نامہ کا نام رہ گیا ہے ۔

ہماری حالت

انہیں کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات اُنکی

انہیں کی محفل سنوارتا ہوں چراغ میرا ہے رات اُنکی

فقط میرا ہاتھ چل رہا ہے، انہیں کا مطلب نکل رہا ہے
اُنہیں کا مضموں انہیں کا کاغذ قلم انہیں کا دوات اُنکی (اکبرؔ)

ڈاکٹر کی بیوی

پچھلے جنگی بخار (انفلوئنزا) کی بدولت تو میرے شوہر نے میری منشا کے مطابق سونے کے زیورات کے ڈھیر میرے سامنے رکھ دئیے۔ اب کے اگر پھر کوئی وبا، پلیگ، ہیضہ یا چیچک پھوٹ نکلی۔ تو پو بارا ہیں۔ پھر تو ہم کوٹھی بھی بنوا لینگے۔ اور موٹر بھی خرید لیں گے؎

سُدھاروں کا لٹھ

جناب عالی! آپ بغیر سوچے سمجھے کیوں سدھاروں کا لٹھ لئے پھرتے ہیں۔ کیا ایک مجرم کی بدولت سینکڑوں پیادے، وکیل مجسٹریٹ، داروغہ جیل اور پولیس وغیرہ کی روٹی نہیں چل رہی؛ جرائم کو بند کر کے آپ اس قدر بیکاری کیوں پھیلانا چاہتے ہیں؟ (منطقی)

کم سن بچوں کی کمائی

دنیا کی تمام مخلوق چرندے۔ پرندے اور درندے اپنے کم عمر بچوں کو محبت سے پالتے ہیں۔ اور انہیں کسی قسم کی محنت اور مشقت کرنے نہیں دیتے

لیکن یہ اشرف المخلوقات کہلانے والے حضرت انسان ہی کو ہی حاصل ہے کہ وہ چھوٹے اور کمسن بچوں کی کمائی پر اپنا گذارہ کرے۔

شیطان اور فرشتے

آجکل میدان جنگ میں توپوں اور مشین گنوں کے ساتھ ساتھ زخمی سپاہیوں کی مرہم پٹی کرنے والی ریڈ کراس کی ایمبولنس (امدادی گاڑیاں) (Red Cross Ambulance Cars) بھی رہتی ہیں۔ جبتک کوئی سپاہی چنگا بھلا اور تندرست ہوتا ہے۔ تبتک تو اسے گولیوں کا نشانہ بنانے اور موت کے گھاٹ اتارنے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی جاتی لیکن جونہی وہ زخمی ہوتا ہے۔ اُسے انسانی ہمدردی کا مستحق سمجھکر گاڑی میں لٹا دیا جاتا ہے۔ سچ ہے۔ کہ شیطان اور فرشتے اگر ایک دوسرے کے قریب ہیں رہتے ہیں۔ تو میدان جنگ میں۔

پروانۂ راہداری کی مشکلات

آج اس تہذیب و تمدّن کے زمانے میں اگر حضرت عیسٰی دوبارہ جنم لیکر یورپ یا امریکہ کے عیسائی ممالک میں جانا چاہیں۔ اوّل تو ایشیائی ہونے کے باعث انکے لئے پروانہ راہداری حاصل کرنے میں سینکڑوں مشکلات حائل ہونگی

دوسرے انکی تعلیم کو باغیانہ اور خطرناک قرار دے دیا جائے گا۔

یاروں کی عیّاری

جسم انسانی کی رنگت تو آب وہوا اور سرد و گرم علاقوں میں رہنے سہنے سے تعلق رکھتی ہے لیکن یار لوگوں کی عیّاری دیکھئے انہوں نے سفید رنگ کو ہی تمام دُنیا کی تہذیب، اخلاق علمیت۔ لیاقت اور جوانمردی وغیرہ صفات کا اجارہ دار بنا کر یورپ اور امریکہ کی گوری اقوام کو تمام دنیا کو غلام بنانے کا ٹھیکہ دے دیا۔

بدنصیب دُنیا

اِس بدنصیب دُنیا میں کروڑوں انسانوں کی روٹی اور روزی کا انحصار سوشل برائیوں اور بدعتوں پر رہتا ہے۔ کیونکہ شراب خواری کی لعنت پر لاکھوں خاندان پل رہے ہیں۔ جرائم کی بدولت سینکڑوں ہزاروں محکمے چل رہے ہیں اور پادری پنڈتوں کا روزگار بھی گنہگار ہی مہیّا کرتے ہیں۔

پُرانے زمانے کی آزادی

پُرانے زمانے کی کتابوں کے مطالعہ سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ اُن ایّام میں آسمان پر فرشتوں یا دیوی دیوتاؤں کے اور زمین پر راجوں مہاراجوں بادشاہوں، شہزادے، شہزادیوں اور امراء وزراء کے سوا اور کوئی بستا ہی نہ تھا۔

جسمانی اور اخلاقی بیمار

جب جسم انسانی کا مریض زیادہ نرمی اور ہمدردی کے سلوک کا مستحق سمجھا جاتا ہے۔ تو پھر اخلاقی بیماری میں مبتلا ہونے والے مجرم مریض کے ساتھ اِس قدر سختی کا برتاؤ کرنا کہاں کی دانشمندی ہے۔

جہالت کا ٹیکس

لاہور ریلوے اسٹیشن پر ایک دفعہ ایک انپڑھ جاٹ نے اپنا ریلوے ٹکٹ مجھے دکھلاتے ہوئے پوچھا "بابو جی اس پر کیا کرایہ درج ہے"؟ میں نے کہا "دو روپیہ چوداں آنے" جاٹ حیرت اور غصے سے بولا کہ "مجھے تو بے ایمان ریلوے بابو نے لوٹ لیا ہے۔ اُس نے تو مجھ سے ساڑھے تین روپیہ لئے ہیں"۔ میں نے ہنس کر کہا "بھولے بھائی اس میں غصہ کرنے کی کوئی بات نہیں۔ دو روپیہ چوداں آنے تو ریل کا کرایہ ہے۔ جو سب کو ادا کرنا پڑتا ہے۔ دس آنے جو تم نے زائد دیئے ہیں وہ جہالت کا ٹیکس ہے جو تمہارے جیسے انپڑھ لوگوں کی جیبوں سے ہر وقت نکلتا رہتا ہے۔ اور نکلتا رہے گا۔

مذہب کا جادو

پانچواں باب

سرمایہ اور مذہب

توپوں کا مالک سرمایہ دار :- میں ملکتی فوج کو خرید سکتا ہوں "

ملکتی فوج کا افسر :- یہ ناممکن ہے "

سرمایہ دار :- کیا تم نہیں دیکھتے کہ تمام مذہبی سوسائیٹاں اپنے آپ کو امیروں اور زر داروں کے پاس فروخت کرکے ہی زندہ رہتی ہیں "

افسر :- مگر ملکتی فوج نہیں۔ یہ غریبوں کی جماعت ہے "

سرمایہ دار :- بالکل درست۔ یہی تو اس کے خریدے جانے کی سب سے بڑی وجہ ہے "

افسر :- کیا آپ کو معلوم ہیں۔ کہ ملکتی فوج غریبوں کی خاطر کیا کیا کرتی ہے؟

سرمایہ دار :- ہاں میں جانتا ہوں کہ وہ بھی انکے دانت اکھاڑ ڈالتی ہے (تاکہ وہ سرمایہ داروں کو نہ کاٹ سکیں) اور یہی ہماری خواہش ہے "

افسر :- یہ بکواس ہے۔ وہ انہیں نشہ بازی اور مسکرات سے چھٹکارا دلاتی ہے "

سرمایہ دار :- یہ تو اور بھی اچھا ہے۔ کیونکہ نشہ باز مزدوروں کے پورا

کام نہ کر سکنے کی وجہ سے ہمیں نقصان پہنچتا ہے اور ہمارے منافع میں گھاٹا رہتا ہے۔

افسر:- ہم تو انہیں ایمان دار بناتے ہیں۔

سرمایہ دار:- ایماندار مزدور تو ہمیں خوب فائدہ پہنچاتے ہیں۔ ان سے ہمیں اپنی جائداد کے نقصان یا تباہی کا ذرہ بھر خطرہ نہیں ہوتا۔

افسر:- ہم انہیں اپنے گھر اور بیوی بچوں سے محبت کرنا سکھلاتے ہیں۔

سرمایہ دار:- واہ یہ تو ہمارے لئے اور بھی مفید ہے۔ کیونکہ بیوی بچوں والے مزدور تکلیفوں اور سختیوں کے باوجود ہمارے کارخانے کو چھوڑنے کا حوصلہ نہیں کر سکتے۔

افسر:- ہم ان کے دلوں میں صبر و سکون کے جذبات پیدا کرتے ہیں۔

سرمایہ دار:- یہی جذبات تو مزدوروں کے انقلاب کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ثابت ہوتے ہیں۔

افسر:- ہم انہیں خود غرضی سے بالاتر رہنے کی تلقین کرتے ہیں۔

سرمایہ دار:- تبھی تو وہ اپنے مفاد سے لاپرواہیں۔ ہزار ہزار شکریہ۔

افسر:- ہم مزدوروں کی توجہ فانی دنیا سے ہٹا کر آسمانی اور روحانی باتوں کی طرف لگاتے ہیں۔

سرمایہ دار:- ٹریڈ یونین سوشلزم اور جتھہ بندی کی طرف نہیں۔ شاباش۔

(برنارڈ شا)

مغرب کا مذہب

یورپ اور امریکہ کے تمام بڑے بڑے گرجے اور مذہبی انسٹی ٹیوشن سرمایہ داروں کے ہاتھوں میں ہیں۔ اور اُن ہی کے عطیات پر چلتے ہیں۔ پادریوں کو یہی لوگ تنخواہ دیتے ہیں۔ انکے مختلف فنڈوں اور مالی ضروریات کو بھی پورا کرتے ہیں۔ انکے آرام و آسائش کیلئے بھی سامان بہم پہنچاتے ہیں۔ عام خیراتی سنتھاؤں کیلئے بھی روپیہ انہیں سرمایہ داروں کی جیبوں سے آتا ہے۔ مگر یہ سب کچھ عیسائیت کے نام پر کیا جاتا ہے۔ کیونکہ مروّجہ عیسائیت صاحب جائداد اور ملکیت پرستوں کے حق میں بہت مفید ثابت ہوتی ہے۔ اور ملکیت پرستی کی بہت مددگار ہے۔ یہ تمام خیرات۔ دان اور دھرم پرچار صرف اس غرض سے کیا جاتا ہے۔ کہ موجودہ نظام قائم رہے۔ اور جو فوائد اس نظام سے سرمایہ داروں اور امپریلسٹ جماعت کو پہنچ رہے ہیں۔ وہ جاری رہیں۔

(لالہ لاجپت رائے)

حقیقی زندگی

میری رائے میں جو دھرم ہمیں دنیا سے دُور بھاگنے کی تعلیم دے۔ وہ کبھی سچا نہیں ہو سکتا۔ جو زندگی ہمیں ملی ہے۔ وہ زندہ رہنے کیلئے ہے۔ نہ مرنے اور نہ جلنے مرنے سے نجات پانے کیلئے زندگی کو لمبا بنانا زندگی کو خوبصورت اور وسیع بنانا۔ زندگی کو روشن بنانا۔ زندگی کو فیاضی اور نیکی سے

بھر دینا۔ زندگی کو پریم مے بنا دینا۔ زندگی کو نشو و نما دینا۔ اس زندگی سے بہتر زندگی کیطرف ترقی کرنا ہمیشہ زندہ رہنے کی خواہش کرنا۔ اور اس کوشش میں ہمیشہ خوش رہنا۔ یہی زندگی کا مقصد اور یہی زندگی کا سورگ (بہشت) ہے ،، (لاجپت رائے)

شرارت کی جڑ

میں دونوں مطلق العنان حکمرانوں کو گدی سے اتارنا چاہتا ہوں۔ آسمان سے خدا کو اور زمین سے بادشاہ کو (ایکونن)

دھرم کا فائدہ

بادشاہ اور حکمرانوں کو ہمیشہ ہی دھرماتما اور پارسا بنے رہنے کا ڈھنگ اختیار کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اس سے اُنکی رعایا انکی تمام زیادتیوں اور غلطیوں کو نہ صرف نظر انداز ہی کرے گی۔ بلکہ انہیں دیوتا تصور کرکے انکی کسی قسم کی مخالفت کرنا بھی بڑا بھاری گناہ سمجھے گی ،، (میکیاویلی)

گناہِ عظیم

اِس سے بڑھکر گناہ اور خود غرضی کیا ہو سکتی ہے۔ کہ تمہارے کروڑوں ہم وطن تو جہالت افلاس بیماری غلامی تعصّب۔ توہمات کی دلدل میں پڑے سڑ رہے ہیں۔ اور تم لوگ اپنی مکتی نجات۔ روحانی سُرور اور نروان کی خاطر یوگ۔ سادھن سمادھی اور عبادت میں مست رہو۔ جب تمہاری آنکھوں

کے سامنے آگ لگ رہی ہو۔ تو اِس آگ کو بجھانا ہی تمہارا سب سے پہلا فرض اور سب سے بڑی عبادت ہے۔ (ہردیال)

فساد کی جڑ

دُنیا کے تمام مذاہب کی سچائیاں تو مشترکہ اور ایک ہی ہیں مگران کی بیہودگیاں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اور تمام لڑائی جھگڑے بُغض و عناد کی جڑ یہی بیہودگیاں ہی ہوتی ہیں۔ (حق گو)

باسی روٹی

نوجوانو تمہیں نئی روشنی اور دورِ جدید کے خیالات سے متاثر ہو کر دُنیا کے دوسرے آزاد اور مہذّب ملکوں کے پہلو بہ پہلو ترقّی کی راہ پر چلنا چاہیے کوئیں کا مینڈک بنکر اس باسی روٹی کو نہ چباتے رہو۔ جو آپ کے بزرگوں نے ہزارہا سال ہوئے پکائی تھی۔ اور نہ ہی تم اسے کھاتے ہوئے جھوٹے فخر سے اس بات کی قسم کھاؤ۔ کہ یہ بہت ہی لذیذ ہے۔ تمہارا دیش خرابیوں اور بدعتوں سے نڈھال ہو رہا ہے۔ سوشیالوجی (سماج شاستر) تواریخ اور سائنس کے مطالعہ پر توجہ دو۔ ملک کی ساری طاقت اِن مسائل کے حل کرنے کی طرف لگا دو۔ کیونکہ اس کی اشد ضرورت ہے بجائے شاستروں کی تحقیقات کے سائنس۔ اقتصادیات اور راج نیتی کو سمجھو۔ خیالی اور فرضی باتوں کے پیچھے مت بھٹکو۔ (ہردیال)

روٹی اور پتھر

لوگ روٹی مانگ رہے ہیں۔ تم انہیں آسمان کی بادشاہت۔ روحانی زندگی آتم گیان اور حوروں کی اُمید وغیرہ کی طفل تسلیاں دینے کی کوشش کرتے ہو جب تم عوام کی توجہ انکی "مادی ضروریات" سے ہٹا لیتے ہو۔ تو تم جانتے ہو کہ تم بھوکے انسانوں کو روٹی کی بجائے پتھر دینے کے بڑے بھاری جرم کا ارتکاب کرتے ہو" انسان فقط روٹی سے زندہ نہیں رہتا۔ یہ کسی بھرے ہوئے پیٹ والے سرمایہ دار کا مقولہ معلوم ہوتا ہے " (دِل جلا)

عقل کے اندھے

عقل کے اندھوں نے سڑک پر لگے ہوئے میل کے پتھروں کو ہی اپنا منزلِ مقصود سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ ان پتھروں کا کام مسافروں کی رہنمائی کرنا اور سفر کو آسان بنانا ہے۔ اسی طرح جو مذہبی کتابیں اور مذہبی رہنما انسانوں کو زندگی کی منزلِ مقصود کا راستہ دکھلانے کیلئے پیدا ہوئے تھے۔ وہ بے وقوفوں کے لئے پرستش کا سامان اور نجات حاصل کرنے کا ذریعہ بن گئے " (دِل جلا)

نیلام کی بولی

بس ایمان تو نیلام والوں کا ہی سودا ہے "

وہیں پر تین ہوتا ہے۔ جہاں چاندی کا جوتا ہے "

حقیقی دھرم

مذہب اور دھرم پرچار کرنے کی چیزیں نہیں ہیں۔ انکا تعلق تو انسان کی عملی زندگی سے ہے۔ (گاندھی)

تعلیم کی مخالفت

دُنیا کی تاریخ بتلاتی ہے۔ کہ ہر زمانہ اور ہر ملک میں پوپ۔ پادری۔ پنڈت۔ ملّا لئے عوام میں تعلیم کے پرچار اور سکولوں کی کثرت کی اسلئے مخالفت کرتے رہے ہے۔ کہ تعلیم عام ہونے کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں انکی عقیدت اور شردھا میں کمی واقعہ ہو جائے گی۔ (سوشلسٹ)

چرچ کی خدمات

تم مجھ سے دریافت کرتے ہو کہ چرچ اور مذہب کس طرح غلامی اور محکومی کی زنجیروں کو مضبوط کرتے ہیں؟ لو سنو! ہمارے ملک (روس) میں جب کبھی انقلاب پسند محبان وطن عوام میں آزادی کی کوئی تحریک چلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو پادری اور مذہب کے ٹھیکیدار اُسے دھرم کیخلاف بتلاتے ہوئے گناہ کے نام سے پکارتے ہیں۔ اور ہر سیاسی تحریک کے عروج اور جوش و خروش کے وقت کوئی نہ کوئی مذہبی تیوہار۔ کسی سنت یا فقیر کی سالگرہ یا برسی منانے یا کسی مذہبی میلے کا بکھیڑا شروع کر دیتے ہیں۔ ہر سال کہیں نہ کہیں کسی کراماتی فقیر یا کسی نئے حیرت انگیز پتھر کی خبر مشہور کیجاتی ہے۔ تاکہ عوام کی

توجہ ادھر مبذول ہو جائے۔ جن کراماتوں اور بے سروپا لغو بیہودہ باتوں میں نہ تو زار کو اور نہ ہی پوپ پادریوں اور تعلیم یافتہ طبقہ کو رتی بھر وشواس ہوتا ہے۔ اسی میں روس کے مظلوم تباہ حال اور بدنصیب غلام کسان فوراً یقین کر لیتے ہیں چونکہ انکو تو نہ پیٹ بھر روٹی ہی ملتی ہے۔ اور نہ ہی تن ڈھانکنے کو کپڑا۔ اور صدیوں سے اسی طرح رئیس امیر و وزیر پولیس۔ سرکاری اور پادری اُنکا لہو چوستے آئے ہیں ۱۰ سلئے ان بے چاروں کو اگر کہیں آنسو بہانے کا موقعہ ملتا ہے۔ تو انہیں سنتوں کے مقبروں اور سمادھوں پر۔ لٹیرو۔ ڈاکوؤ کچھ تو شرم کرو۔ ان مکروہ ہتھکنڈوں سے باز آؤ۔ بھولے بھالے کسانوں اور سادہ لوح عوام کی آنکھوں پر اپنی خودغرضی اور لوٹ کھسوٹ کی خاطر خواہ مخواہ جہالت کی پٹی مت باندھو۔ ورنہ یاد رکھو، تمہارا بھی وہی حشر ہوگا۔ جو گھوڑے کی آنکھوں پر پٹی باندھنے والے سوار کا ہوا تھا۔ یعنی اندھا گھوڑا اپنے ساتھ اپنے سوار کو بھی گہری خندق میں لے ڈوبا تھا۔

(روسی انقلاب پسند ہرزن)

سستا سودا

جب کسی شخص کو گیروے کپڑے پہن کر بغیر ہاتھ پاؤں ہلائے پلاؤ زردہ اور حلوہ پوری جیسا تر مال مل جائے۔ تو پھر تمہیں بتلاؤ کہ وہ ہل چلا کر یا لکڑی اُٹھا کر سوکھے ٹکڑے چبانے کی حماقت کیوں کرے۔ (دل جلا)

نپولین کا خیال

ایک دفعہ فرانس کے بادشاہ نپولین بوناپارٹ کے دل میں خیال آیا۔ کہ کیا وجہ ہے کہ میں اتنے بڑے عالیشان محل میں اکیلا رہتا ہوں۔ حالانکہ اِس محل کے باہر میرے لاکھوں ہموطنوں کے پاس سر چھپانے کو ٹوٹی پھوٹی جھونپڑی یا بالشت بھر زمین بھی نہیں۔ اور میں اپنے صبح کے ناشتے پر جتنی رقم خرچ کرتا ہوں۔ اس سے تو ہزاروں خاندانوں کا گذارہ ہو سکتا ہے۔ کیا یہ لوگ بالکل اندھے ہو گئے ہیں؟ یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے بھی ٹس سے مس نہیں ہوتے اور مجھے شاہانہ زندگی بسر کرنے کی اجازت دے رہے ہیں۔ بہت غور کرنے کے بعد اصلی وجہ سمجھ میں آ گئی۔ اور یہ کہ پادریوں اور دھرم کے پرچارکوں نے فلاکت زدہ بھوکے حیوانوں کی سی زندگی بسر کرنے والے میرے لاکھوں ہموطنوں کو آئندہ زندگی کے سورگ یا جنّت کے فرضی خیالات اور عیش و عشرت کی افیم کھلا کر مدہوش کر رکھّا ہے نپولین نے فیصلہ کر لیا کہ مذہبی پرچارکوں اور اداروں کی پوری پوری حوصلہ افزائی کرنی چاہئیے۔ کیونکہ چرچ وغیرہ تو حکومت کیلئے فوج۔ پولیس۔ اور خفیہ پولیس سے بھی زیادہ مفید اور ضروری محکمے ہیں ٭

خُدا کی محبت کیا ہے؟

اگر کوئی شخص کہتا ہے۔ کہ میں خُدا سے محبت کرتا ہوں۔ اور وہ اپنے

بھائی سے نفرت کرتا ہے۔ تو وہ جھوٹا اور مکّار ہے۔ کیونکہ جب وہ آنکھوں سے نظر آنے والے انسان سے بُرا سلوک کرتا ہے۔ تو نگاہوں سے اوجھل خدا سے کسطرح محبّت کر سکتا ہے؟ اصل میں انسان کی محبّت ہی خدا کی محبت ہے۔ (بائیبل)

زمین اور آسمان

مذہب اور روحانیت نوع انساں کے لئے اس واسطے خطرناک ہیں۔ کہ آسمان کی باتیں عموماً زمین پر اترتی رہتی ہیں۔ اور یہ مذہبی باتیں قانون میں دست اندازی شروع کر دیتی ہیں جس سے تھیالوجی، سیاسیات پر غالب آجاتی ہے یعنی ایک خدا اور وحدانیت کے خیال سے مطلق العنان بادشاہت کو جنم ملتا ہے۔ (کارل مارکس اور انجلز)

اصلی سبب

سوویٹ روس کے عالم اور محقق پورے غور و خوض کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں۔ کہ عوام گرجوں اور عبادت گاہوں میں اسلئے نہیں جاتے۔ کہ وہاں انہیں خدا مل جاتا ہے۔ بلکہ وہ وہاں اسلئے جاتے ہیں۔ کہ انہیں حسینوں کی دلکش ادائیں دیکھنے گرجوں کی عالیشان خوبصورت عمارتوں کی نقاشی اور مصوری کا مطالعہ کرنے اور نہایت ہی اعلےٰ درجے کی موسیقی (راگ) سننے کے خوشگوار مواقعے ملتے ہیں۔ وہ انہیں اپنے تنگ و تاریک اور بدصورت

غلیظ جھونپڑوں میں خواب میں بھی نصیب نہیں ہو سکتے۔ اسلئے سوویٹ حکومت کی اب یہ کوشش ہے کہ عوام کی خوشی کے ان تمام سامانوں کو مذہب کے کرۂ ہوائی سے بالکل پاک کر دیا جائے۔ (مارس ہنڈرسن)

ماضی کا بھوت۔

بھلے آدمی! زمانہ حال سے لاپرواہ ہو کر ہر وقت زمانہ ماضی کی باتیں کرنے اور بزرگوں کی گذشتہ عظمت کے گیت گانے میں کیوں اپنا وقت ضائع کر رہے ہو۔ ماضی کو واپس لانے کی طاقت تو قادر مطلق خدا کو بھی نہیں۔

(ہردیال)

حکومت کی خدمت

سینٹ پال نے سلطنت روما کی یہ نمایاں خدمت کی۔ کہ اس نے عوام میں حکمرانوں کی وفاداری کا زبردست پرچار کیا۔

ہستی اور غصہ

انسانی کاریگری صنعت و حرفت کے بہترین نمونے ہیروں۔ اور جواہرات سے مرصع دلہن کی طرح سجے ہوئے لاکھوں کروڑوں روپیہ کی لاگت کے گرجوں اور مندروں مسجدوں اور گوردواروں میں جب [illegible] پھٹے ہوئے کپڑے پہنے بھوکے [illegible] لوگوں کو عبادت [illegible]

[illegible] آتے [illegible]

جنس برآمد

عیسائیت تو تجارت برآمد کی جنس ہے۔ اپنے ملک میں اسکی کھپت کی کوئی گنجائش نہیں۔ (فرانسیسی مُدبّر)

لازم و ملزوم

جس ملک میں جتنی زیادہ جہالت لاعلمی اور دماغی تاریکی ہوگی۔ وہاں اُتنی ہی کثرت سے پیر، فقیر، مہنت، سادھو، مندر، مسجد، گرجے اور گوردوارے ہونگے۔ اور وہیں سب سے زیادہ افلاس وبائیں۔ توہمات، قحط سالی اور جرائم ہونگے، اگر ثبوت درکار ہو تو زمانہ وسطیٰ کے یورپ اور زمانہ حال کے ایشیائی ہسٹری کا مطالعہ کرو۔ (سوشلسٹ)

نامردوں کی اختراع

اس دُنیا کے انصاف کی کمی کو پورا کرنے کیلئے نامردوں اور پست ہمتوں نے بہشت اور دوزخ کی تھیوری کی اختراع کی۔ اپاہج اور نکمے ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھنے والوں کا سُورگ (بہشت) تو شاید آئندہ دنیا میں ہوگا۔ مگر جوانمرد اسی دنیا کو اپنے قوتِ (بازو) عمل اور تنظیم سے بہشت میں منتقل کر دیتے ہیں۔ ([illegible])

[illegible]

کیا چیونٹیوں کی آنکھیں [illegible]

کان ناک، جذبات، حسیات۔ اور خواہشات وغیرہ ویسے نہیں۔ جیسے کہ اعلےٰ ذات کہلانے والے برہمنوں اور کھتریوں کے؟ کیا دونوں کو ایک ہی سورج اور چاند سے روشنی نہیں ملتی؟ کیا دونوں ایک ہی قسم کی بیماریوں کے شکار نہیں ہوتے۔ اور ایک ہی قسم کے علاج سے تندرست نہیں ہو جاتے؟ اگر یہ صحیح ہے تو پھر یہ انسانی تفریق کیوں۔ آپ خود ہی انصاف کیجئے۔ کہ اگر آپ ہمیں گدگدائیں۔ تو کیا ہم نہیں ہنستے۔ اگر آپ ہمارے جسم میں سوئی چھبوئیں تو کیا ہمارا لہو نہیں نکلتا؟ اگر آپ ہمیں زہر کھلائیں۔ تو کیا ہم اسیطرح نہیں مر جاتے جسطرح کوئی برہمن اس پر بھی اگر آپ ہمیں اپنے مظالم کا تختۂ مشق بناتے رہیں تو کیا ہمارا جذبۂ انتقام نہ بھڑک اُٹھے گا۔

؎ ڈرو اس سے جو وقت ہے آنے والا (دکھیا اچھوت)

غلامی کی ابتدا

بنی نوع انسان کو خدا کی فرمانبرداری اور اطاعت کا سبق پڑھانے والے بزرگ خدا کے ٹھیکیداروں۔ بادشاہوں۔ جاگیرداروں وغیرہ کی حلقۂ بندگی میں گھسیٹ لے جاتے ہیں۔ میری رائے میں غلامی کی ابتدا خدا سے ہوتی ہے۔ والٹیر نے تو کہا تھا کہ "اگر خدا نہیں ہے۔ تو بھی اسے ایجاد کر لینا چاہیئے" مگر میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی خدا ہے۔ تو اسے تباہ کر دینا چاہیئے۔ آسمان پر خدا اور زمین پر بادشاہوں کی لعنت کا خاتمہ کئے بغیر انسان کچھ نہیں کر سکتا۔

(میخائیل بکونن)

ٹھوس اور ہوائی باتیں

موجودہ دنیا کی ٹھوس اور سنجیدہ باتوں سے منہ موڑ کر آئندہ دنیا کی ہوائی فرضی اور قیاسی باتوں میں متوجہ ہونا عقلمندی نہیں۔ یورپ اور امریکہ میں ایک ہزار شخصوں میں بمشکل ایک شخص نکلے گا جس کا دل موجودہ دنیا سے اچاٹ ہو اور اسے چند روزہ سمجھتا ہو۔ اور اپنا تمام وقت اداسی اور پژمردگی میں گذارتا ہو مگر خدا جانے میرے ہم وطن ہندوستانیوں کو کیا ہو گیا ہے کہ ہر چھوٹا بڑا اپنی زندگی سے بیزار نظر آتا ہے۔ کم از کم ویدک زمانہ کے آریہ لوگ تو اس قسم کے نہیں۔ انکی بشاش اور پُر از اُمید زندگی ان کی عالی حوصلگی اور بلند ارادگی پر آج بھی دُنیا رشک کرتی ہے

(لالہ لاجپت رائے)

مذہب کی بدولت

یورپ اور امریکہ نے عیسائیت کی بدولت تمام دنیا پر اپنا قبضہ جما لیا ہے۔ اسلئے ان کی نظروں میں عیسائیت کیوں نہ قابل [illegible] ہے

منظم مذہب

منظم مذہب یا (CHURCH) [illegible] (ORGANISED) [illegible] ایک دنیوی المسمّی ہیوشن بنجاتا ہے۔ بہر حد مذہب عیسائیت [illegible] اس

امر کی زندہ شہادت ہے۔

آتما اور ضمیر کی آواز پر عمل کرنے والے نیک اور پارسا بندے ان منظم جبر چوبی (اڈوں) سے ہمیشہ ہی علحدہ رہے ہیں۔ بقول بابا بلھے شاہ۔

دھرم سالاں دھڑوائی رہندے ٹھاکر دوارے ٹھگ

وچ مسیتاں رہن کستی۔ بلھیا عاشق رہن الگ (بلھے شاہ)

نام رکھدیا

نگینی ہوس کا وفا نام رکھدیا خود داریوں کا جور و جفا نام رکھدیا

فطرت میں آدمی کی ہے مبہم سا ایک خوف اس خوف کا کسی نے خدا نام رکھدیا

انسان کی جو بات سمجھ میں نہ آسکی انسان نے اسکا حق کی رضا نام رکھدیا

خود غرضیوں کے سائے میں پلتی ہے پرورش الفت کے حسن کا صدق و صفا نام رکھدیا

(گوپال متل)

زبردست شبہ

ظالم اور مطلق العنان بادشاہوں کے ناگفتہ بہ مظالم اور جور و جبر کے باوجود بھی جب دیوی دیوتے ہماری فریاد نہیں سنتے تو میں پھر اس نتیجے پر پہنچتا ہوں کہ یا تو دیوی دیوتے مر گئے ہیں۔ یا وہ کانوں سے بہرے ہو گئے ہیں۔ یا ہماری

فریاد سُن کر بھی انہیں ہماری امداد کرنے کی طاقت نہیں۔ اسلئے اُنسے فریاد یا شکایت کرنا اور دست بدعا ہونا بالکل بے فائدہ ہے ہمیشہ اپنے قوّت بازو پر بھروسہ رکھو۔ اور اپنے دکھوں اور تکلیفوں کو دُور کرنے کی آپ کوشش کرو۔

یُونانی ڈرامہ نویس یوری پی ڈائز

عوام الناس کی افیم

مذہب اور دھرم عوام الناس کی افیم ہے۔ کیونکہ جسطرح افیم کے نشہ سے انسان کے ہوش وحواس گم ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح مذہب بھی انسان کے خیالات کو اہم مسائل، معیار زندگی کو بلند کرنے، بچوں کی قبل از وقت موت ملک کی اقتصادی خوشحالی اور حفظانِ صحت وغیرہ سے ہٹا کر قیاسی اور فرضی باتوں بہشت و دوزخ، سزا و جزا وغیرہ کیطرف لگا دیتا ہے۔

اچھے اور بُرے مذہب کی پہچان

انجیلوٹ:۔ پادری صاحب اپنے بزرگوں کے قدیم دھرم کو کیسے ترک کر دوں۔

پادری:۔ تمہارے مذہبی کتابیں کتنی ہی اعلےٰ کیوں نہ ہوں اور انکی فلاسفی کتنی ہی لاثانی کیوں نہ ہو۔ مگر جس دھرم کے ماننے والے انسان کو ذلیل رکھیں

ہی نہ سمجھتے ہوں۔ ان سے کنارہ کشی کر لینا ہی عقلمندی ہے۔ دھرم اور قوم وہی اچھا ہے جسمیں انسان کو بھوکا اور ننگا نہ رہنا پڑے۔ اور جس میں کھانے پینے اور عیش و عشرت کا کافی سامان ملے۔

بہشت کا لالچ

آئندہ دنیا میں بہشت اور موجودہ دنیا میں عیش و عشرت کا لالچ دلاکر جاہل اور فاقہ کش انسانوں سے کیا کیا نہیں کروایا جا سکتا۔ کاش! یہ لوگ مرزا غالب کی طرح اس حقیقت کو سمجھتے تو پکار کر کہتے۔

ہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن
دل کے خوش کرنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

جسم اور روح

زمانہ وسطیٰ کے پادریوں کو ناستک اور دہریوں کی روح کو دوزخ کی جیتی سے بچانے کی اتنی فکر ہوتی تھی۔ کہ وہ اس کی خاطر انکے جسم کو زندہ آگ میں جلا دینے سے بھی دریغ نہ کرتے تھے۔

تیر بہدف

زمانہ وسطیٰ میں پادریوں کو جب کسی عورت پر جادوگرنی ہونے کا شبہ

ہوتا تھا۔ تو وہ رسی سے اس کے ہاتھ پاؤں باندھکر اُسے کسی تالاب یا ندی میں پھینک دیتے تھے۔ اگر وہ تیرنے لگتی۔ تو اسے جادوگرنی سمجھکر پانی سے نکال لیتے۔ اور زندہ آگ میں جلا دیتے تھے۔ اور اگر وہ پانی میں ڈوب جاتی۔ تو اُسے بے گناہ سمجھا جاتا تھا۔ زنار بخیداں

آخرت پر یقین

ایکدفعہ غریبوں کو آئندہ دنیا اور بہشت و دوزخ کا یقین دلا دو۔ تو پھر تم اُنکے ساتھ جو چاہو سلوک کرو تم اُن کو لُوٹ لو اور انپر طرح طرح کی سختیاں اور ظلم وستم روا رکھو۔ حتٰے کہ انکی کھال تک کھینچ لو۔ وہ سب کچھ آئندہ دنیا کی توقع پر برداشت کر لینگے۔

منطق کی کسوٹی

کوئی مذہب یا انسٹی ٹیوشن اسلئے سچا نہیں ہو سکتا۔ کہ اسپر قدامت کی مہر لگی ہوئی ہے یا وہ اسلئے قابلِ قبول نہیں ہونا چاہیے۔ کہ اسکے پیرؤں کی تعداد کروڑوں تک ہے۔ یا اسے فلاں ہستی نے چلایا ہے۔ عقل اور منطق کی کسوٹی پر جو مذہب کھرا سونا ثابت نہیں ہو سکتا۔ اسے بلا دریغ گندی نالی میں پھینک دینا چاہیئے۔

عقل کو کیا دخل

اپنا اُلّو سیدھا کرنے کیلئے یار لوگوں نے صدیوں سے "مذہب میں عقل کیا دخل" کا فتوےٰ دے رکھا ہے۔

بڑی نشانی

مذہبی آدمیوں کی سب سے بڑی نشانی یہ ہوتی ہے کہ وہ ہمیشہ پیچھے ماضی کی طرف منہ کرکے دنیا کو چلانا چاہتے ہیں۔

ماضی اور مستقبل

مستقبل کا عالیشان محل تعمیر کرنے کیلئے قدیم تہذیب کے کھنڈرات میں سے مضبوط۔ ٹھوس اور کارآمد اینٹیں نکال لینے میں تو کوئی حرج نہیں مگر ان بوسیدہ اور دقیانوسی کھنڈرات کی مرمت اور لیپا پوتی کو ہی زندگی کا مقصد بنا لینا اپنے قیمتی وقت اور طاقت کو ضائع کرنا ہے۔

بڑا مندر

حیف ہے کہ اپنے ہاتھوں سے گارے یا چونہ پتھر سے بنائے ہوئے مسجد و مندر کی خاطر مذہبی دیوانے خدا کے بنائے ہوئے سب سے بڑے مندر (انسانی جسم) کو تباہ کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔

مذہب اور سائنس

پادریوں کے خیال کے برعکس چپٹی زمین کو گول اور ساکن زمین کو متحرک بتلانے کی جرأت کرنے والے اطالوی سائنس دان گلیلیو کو سالہا جیل کی ہوا کھانی پڑی۔ اور بچارے برونو کو اپنی جان سے ہی ہاتھ دھونا پڑا۔

مذاہب کی اصلیت

اہلِ دنیا کے نام دنیا کے مذاہب کی سب سے بڑی وصیت تو وہ حقارت آمیز نام اور القاب ہیں۔ جو ایک مذہب والے باقی تمام دنیا کے انسانوں کو مخاطب کر کے کہا کرتے ہیں۔ اور جنکی بدولت کروڑوں بندگانِ خدا کو موت سے دوچار ہونا پڑا۔ اور اربوں کی زندگی عذابِ جان بن گئی وہ الفاظ ملیچھ کافر Heathens یعنی توہمات میں ڈوبے ہوئے بُت پرست اور Gentile دارالحرب وغیرہ وغیرہ ہیں۔

نتیجہ

ہمارے بدنصیب اور کوتاہ اندیش ہم وطن ہمیشہ آئندہ دنیا کی بات سوچتے سوچتے موجودہ دنیا کو اپنے ہاتھوں سے کھو بیٹھے۔

ہندوستانی فلاسفر سے شکوہ

تجھے کیا کام تیغ و ل سے تجھے پیکاں سے کیا مطلب؟
تو مکتی ڈھونڈ تجھکو عالمِ امکاں سے کیا مطلب؟
تو مالائیں پھرا چند دن گھسا قشقے لگاتا رہ
تجھے تیر و کماں اور خنجرِ عُریاں سے کیا مطلب؟
سمجھ رکھا ہے تُو نے دہر کو اک جال مایا کا
تجھے عہدِ بقا اور بھارتِ ویراں سے کیا مطلب؟
سبھا میں بھی تیرا ظاہر و باطن ہے جب یکساں
تو پھر تجھکو عدو کی سازشِ پنہاں سے کیا مطلب؟
تیرے الفاظ "عرض" و "التماس" و "التجا" یکسر
تجھے "ارشاد" و "حکم" و "دعوے" و "فرماں" سے کیا مطلب؟
مداوا کر نہیں سکتا ہے جب تو قوم بسمل کا
تجھے زخمی جگر اور سینۂ سوزاں سے کیا مطلب؟
تو کھپریلوں، گپھاؤں، جھونپڑوں میں دن گذارا اپنے
تجھے سیّاح قصر و کوشک و ایواں سے کیا مطلب؟

اپنا دماغ صاف کرو

ورن آشرم کا دھرم کا ایک جوشیلا پرچارک ایک دفعہ عدالت کے جج کو برہمن ۔ پولیس کے سارجنٹ کو کھتری اور پھانسی دینے والے جلّاد کو شودر تبلا رہا تھا ۔ حالانکہ وہ تینوں کے تینوں ہی محکمہ عدل وانصاف کے کارندے ہیں ۔

دندان شکن جواب

آپ ہی انصاف سے تبلائیے ۔ کہ عمدہ خوراک اور پھل وغیرہ کھا کر گندگی پیدا کرنے والا اعلیٰ ذات اور اس گندگی کو صاف کرنے والا ادنیٰ ذات کا کس منطق کی رُو سے ہُوا ۔

ورن آشرم دھرم کی حقیقت

سائنس اور منطق کی اس بیسویں صدی کے دور میں بھی جو لوگ ورن آشرم دھرم وغیرہ جیسے دقیانوسی اور بوسیدہ خیالات کا پرچار کرتے ہیں ۔ کیا وہ نہیں جانتے ۔ کہ غلام قوم کا درجہ کبھی شودر سے بڑھکر نہیں ہوتا ۔ اور برہمن تو بھارت ورش پر حکومت کرنے والے وہ انگریز ہیں ۔ جن کی مٹھی میں یونیورسٹیوں ۔ کالجوں اور دیگر تمام علوم دفنون کی کنجیاں ہیں ۔ اور کھتری بھی وہی ہیں ۔ کیونکہ سب فوجی طاقت از قسم فوج ۔ توپ ۔ بندوق ۔ بم ۔ مشین گنیں ۔ ہوائی جہاز اُن کے قبضے

میں ہیں۔ ویش یعنی تاجر تو وہ ہیں ہی۔ کیونکہ دنیا بھر کی تجارت۔ بنک۔ کارخانے صنعت و حرفت وغیرہ کے وہ واحد مالک ہیں۔

معقول سوال

کسی خاص انسان کو اپنا نجات دہندہ اور نبی اوتار تسلیم کرنے اور نجات کے لئے اس کی سفارش کو ضروری ماننے والے میرے اس سوال کا کیا جواب دے سکتے ہیں۔ کہ ان کروڑوں بلکہ اربوں اور کھربوں بدنصیب لوگوں کا کیا حشر ہوگا جو بدقسمتی سے ان پیغمبروں کی پیدائش سے بھی صدیوں پہلے پیدا ہو کر مر گئے ہیں۔

غلط طریقہ

بے سمجھ اور کم عقل لوگ انسانوں کو اصولوں سے بھی اونچا خیال کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان میں اصول پرستی کی بجائے شخصیت پرستی کی وبا پھیل جاتی ہے۔ حالانکہ یہ مسلمہ امر ہے۔ کہ اصول ہی کسی کو چھوٹا یا بڑا، یا اچھا یا برا بناتے ہیں۔

اور بھی خطرناک۔

مذہبی توہمات اور بیہودگیاں تو ویسے ہی کم خطرناک نہیں ہوتیں مگر انہیں سائنس کا رنگ دے کر سائنس کی جدید ترین ایجادات کی روشنی میں سادہ لوح

عوام کے سامنے پیش کرنا اور بھی زیادہ خطرناک اور قابلِ اعتراض ہیں۔

خُدا کی حقیقت

خُدا۔ فرشتے اور دیوی دیوتے اس وقت تک قابل پرستش۔ اور قابلِ تعظیم ہیں۔ جبتک کہ انسان کو نظر نہیں آتے جس دن انسان نے اِن سب کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اسی دن سے وہ خُدا فرشتے اور دیوی دیوتے نہیں رہیں گے۔ (اہر ندر جیوپادھیائے)

بد کرداریوں کا حصّہ دار

کیا مزے کی بات ہے۔ کہ اپنی کمائی کا کچھ حصّہ مندروں پر سونے کا کلس چڑھانے مسجدوں اور خانقاہوں پر چراغاں کرنے، رگوردواروں میں سنگ مرمر لگوانے پر خرچ کر کے سرمایہ دار حضرات خُدا کو بھی اپنی بدکرداریوں میں حصّہ دار بنانا چاہتے ہیں۔

حفاظت

اپنی مفروضہ پاکیزگی اور پوترتا کی حفاظت کی خاطر نام نہاد اچھوتوں سے بچنے والوں نے اپنے آپ کو بھی اچھوت بنا ڈالا۔

(منطقی)

مشرق اور مغرب کا فرق

جہاں مشرق والوں نے قدرت کی لامحدود طاقتوں ہوا۔ پانی۔ بھاپ بجلی بادل، سمندر، پہاڑ سے خوفزدہ ہو کر انہیں دیوی دیوتاؤں کا درجہ دے کر اُنکی پرستش شروع کر دی۔ وہاں مغرب کے باریک بینوں نے انکی ماہیت کا پتہ لگا کر انہیں اپنا غلام بنا ڈالا۔

گیروے رنگ کی کرامات

جس ملک اور قوم میں دو دمڑی کا گیروا رنگ ایک چھٹے ہوئے بدمعاش کو سادھو بنا دیتا ہو۔ وہاں کسی بھلے آدمی یا عورت کی عزت و آبرو اور مال و دولت کا خُدا حافظ۔

مردوں کی حکومت

اپنے ہم وطنوں کے دل و دماغ پر توہمات اور مذہب کا اسقدر غلبہ دیکھکر میرے لبوں سے بے اختیار نکل جاتا ہے کہ فی الواقع ہندوستان پر مردے زندوں پر حکومت کر رہے ہیں۔

مذہب اور سیاسیات

مذہب کو سیاسیات اور دنیوی معاملات میں گھسیٹنا پرلے درجے کی بے

ہو دگی ہے۔ کیونکہ مذہب کا دائرہ عمل عبادت گاہوں کی چار دیواری تک محدود رہنا چاہیئے۔

مکمل انتظام

دنیا میں اس قدر مظالم۔ اندھیر گردی۔ بے انصافی۔ بے ایمانی۔ جنگ و جدل۔ قتل و خونریزی۔ اور افلاس و جہالت وغیرہ کی موجودگی میں خدا پرست کسطرح خدا کے تمام انتظامات کو مکمل اور غلطی سے مبرّا کہہ سکتے ہیں۔

افسوس

شدھی اور تبلیغ کی ٹھیکیدار سوسائٹیاں پس ماندہ اور بدنصیب لوگوں کو ہندو۔ مسلمان۔ سکھ۔ عیسائی۔ آریہ سماجی۔ سناتن دھرمی بنانے کی سر توڑ کوشش تو کرتی ہیں مگر رونا تو یہ ہے کہ انہیں انسان بنانے کی کوئی کوشش نہیں کرتا۔

پادری اور غلام

لمبے لمبے بالوں والے ننگے بھگت واعظ ہر شام کو بڑے بڑے بازاروں کے چوراہوں میں پن پاپ اسکی بدی کے متعلق وعظ سنانے آتے ہیں۔ اگر ان بھلے مانسوں سے کوئی یہ سوال پوچھے کہ ہماری روح کا مسئلہ کیطرح حل ہوگا تو وہ بغدوں میں اسے جواب دیتے ہیں کہ تمہیں بہشت میں شرف

طرح کے پھل میوے۔ دودھ اور انواع واقسام کی نعمتیں ملیں گی۔ جو تم نے دُنیا میں کبھی نہ کھائی ہونگی۔ فی الحال تم قناعت اختیار کرو۔ رُوکھے سُوکھے ٹکڑوں پر گذارہ کرکے خُدا کا شکر بجالاتے رہو، مرنے کے بعد خُدا کی بادشاہت میں تمہیں عیش و عشرت کے حقدار ہوگے"

یہ اور اسی قسم کی طفل تسلیاں دے کر وعظ اور دعا کرکے وہ کافی پیسے بٹور کر لے جاتے ہیں۔ اور اسی پر اکتفا نہیں کرتے۔ بلکہ تند لہجے میں یہ بھی دھمکی دیتے ہیں کہ اگر تم موجودہ دنیا میں اپنے اور اپنی بیوی بچوں کی خاطر عمدہ عمدہ چیزوں کے حاصل کرنے کی کوشش کروگے تو تم گنہگار اور مادہ پرست ہوگے۔ اور مرنے کے بعد تم ضرور ہی دوزخ میں جاؤگے۔ اسلئے دنیا کے مزدورو ان کی چکنی چپڑی باتوں میں نہ آؤ۔ آپس میں متحد ہوکر اسوقت تک حصول آزادی کیلئے جد وجہد کرتے رہو جبتک کہ تم تمام دنیا کی نعمتوں پر قبضہ نہیں جما لیتے۔ اور جب تم ایسا کرسکو تو پھر اسوقت تم ان جھوٹے عیاروں کو ان ہی کے الفاظ دہرا کر کہو کہ فی الحال قناعت کرو اور روکھے سوکھے ٹکڑے چبا کر گذارہ کرکے خُدا کا شکر بجالاتے رہو مرنے کے بعد خُدا کی بادشاہت میں تمہیں عیش وعشرت کے حقدار ہوگے"

چھٹا باب

امیری اور غریبی!

غریبوں کا وطن

مفلس اور کنگالوں کا اپنا کوئی وطن نہیں ہوتا۔ وہ جہاں رہتے ہیں۔ ذلت و خواری ہی میں دن گزارتے ہیں۔
(کارل مارکس)

عمر کا اندازہ

غریبوں کی عمر کا اندازہ لگانا بہت مشکل کام ہے کیونکہ مناسب خوراک کی کمی کے باعث بیس برس کا نوجوان تیرہ چودہ برس کا چھوکرا معلوم ہوتا ہے۔ اور فکرو پریشانی سے پراگندہ حواس بائیس۲۲ سالہ نوجوان عورت پچاس سال کی بڑھیا نظر آتی ہے۔
(وکٹر ہیوگو)

مکاری کی حد

دولت اور امارت میں سینکڑوں جھگڑے اور ہزاروں بکھیڑے ہیں مزے کی نیند تو غریب مزدور ہی سوتے ہیں جنہیں نہ چور کا ڈر اور نہ ڈاکوؤں کا خطرہ۔ نہ حاکموں کی خوشامد اور نہ انکم ٹیکس والوں سے خدشہ اور نہ ہی بیوپار میں گھاٹے کا امکان وغیرہ وغیرہ فضول باتیں کرنے والے مکاروں سے صرف ایک ہی سوال دریافت کرنا ہے کہ کیا وہ اپنی تمام جاگیر یا جائداد کا غریبوں کی زندگی کے ساتھ تبادلہ کرنے کو تیار ہیں؟
(سو شلسٹ)

مزدور کی عید

عید کی خوشیاں تو نواب صاحب اور اس کی بیوی بچوں کو مبارک ہوں جنہیں کھانے کو عمدہ اور لذیذ مٹھائیاں اور پہننے کو نفیس کپڑے ملتے ہیں مجھ غریب مزدور کی عید کیا میرے تو شامت اعمال سے عید کے دن بھی پالکی ڈھوتے ڈھوتے کندھے اتر گئے۔ (انقلاب پسند)

مزدور کی بے بسی

ماسکو کے کارخانوں میں کام کرتے وقت مزدوروں کیلئے گیت گانا یا محض گنگنانا بھی جرم تھا۔ بدقسمتی سے اگر کوئی مزدور (مرد یا عورت) گانا گاتے پکڑا جاتا۔ تو ان کی مزدوری میں سے پانچ روبل کاٹ لئے جاتے تھے۔ گویا مزدور کیلئے جی بہلانا بھی گناہ تھا۔ (روسا لکسمبرگ)

تسیقی وجہ

غربت و افلاس کے ستائے ہوئے نا امید مزدور اپنی حالت کو فراموش کرنے کیلئے یا تو شراب خانوں کی شرن لیتے ہیں۔ یا عبادت گاہوں یعنی گرجوں مندروں۔ گوردواروں اور مسجدوں کی، جن لوگوں نے سرمایہ دارانہ نظام کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ وہ اس حقیقت کو بخوبی جانتے ہیں کہ کسان [illegible]

کیوں ہوتے ہیں؟ مزدور شراب کیوں پیتے ہیں؟ اور شریف عورتیں اپنی عصمت کو کیوں بیچتی ہیں؟ غم غلط کرنے کیلئے۔ (سوشلسٹ)

ایک نرالی تمثیل

انجیل کے مطابق "سوئی کے ناکے سے اونٹ کا گذر جانا ممکن ہے۔ لیکن کسی بھی دولتمند کا آسمان کی بادشاہت اور بہشت میں داخل ہونا ناممکن ہے"
بھلا دولتمندوں کو بہشت میں جانے کی ضرورت ہی کیا۔ وہ تو اپنے لئے اسی دنیا میں بہشت (عیش و عشرت) کے تمام سامان مہیا کر لیتے ہیں۔ صرف بدنصیب غریب ہی آئندہ دنیا اور بہشت کے خوبصورت خواب دیکھتے رہتے ہیں۔

(سوشلسٹ)

بیماریوں کا فرق

غریبوں کی بیماریاں عموماً خوراک کی کمی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں مگر امیروں کی جسمانی تکالیف کی وجہ ضرورت سے زیادہ خوراک پیٹ میں ٹھونس لینا ہے۔

مساوی۔ مساوی۔ مساوی۔

جب انسان مساوی طریق پر پیدا ہوتے ہیں۔ اور مرنے کے بعد بھی مساوی ہو جاتے ہیں۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ درمیانی وقفہ یعنی زندگی کے دن مساویانہ

طریق پر کیوں نہ گذاریں ۔ (منطقی)

امیری اور غریبی کا فرق

جب کوئی امیر گفتگو کرتا ہے۔ تو سب ہمہ تن متوجہ ہو کر خاموشی سے سنتے ہیں۔ اور جو کچھ اُسکے منہ سے نکلتا ہے۔ اسکی بے ساختہ داد دیتے ہیں لیکن جب کوئی غریب بولنے لگتا ہے۔ تو لوگ شور ڈالدیتے ہیں۔ کہ یہ کون ہے۔ اسے بٹھادو۔ اور اگر اتفاق سے کہیں اس کا پاؤں پھسل جائے۔ تو لوگ ہمدردی کی بجائے اُلٹا دھکّے دے کر اسکا گھر نکال دیتے ہیں۔ (بائیبل)

محنت کی تقسیم

امیروں اور غریبوں میں محنت کی تقسیم بھی عجیب طریقے سے کی گئی ہے یعنی اناج وغیرہ پیدا کریں غریب کسان اور کھائیں امیر۔ قیمتی اور خوشنما کپڑے بنائیں غریب اور پہنیں امیر۔ عالیشان محل اور کوٹھیاں تعمیر کریں مزدور اور انمیں رہیں امیر

عقل کی بات

اگر لوگ عقل اور سمجھ سے کام لیتے۔ تو خودسر اور سرکش امیروں کے سامنے کوئی بھی سر نہ جھکاتا۔

اِس دُنیا میں مرنا بھی مشکل ہے

دُنیا کی تمام مصیبتوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے۔ اور وہ خودکشی ہے۔ مگر دقت یہ ہے۔ کہ سنکھیا خریدنے کیلئے بھی تو پیسے درکار ہیں آہ بدنصیب دُنیا تیرے ہاں تو پیسے کے بغیر انسان مر بھی نہیں سکتا۔

(سٹیونسن)

روٹی کی کرامات۔

روٹی نہ پیٹ میں ہو تو پھر کچھ جتن نہ ہو　　میلے کی سیر خواہش باغ و چمن نہ ہو
بھوکے غریب دِل کی خدا سے لگن نہ ہو　　سچ ہے کہا کسی نے کہ بھوکے بھجن نہ ہو
اللہ کی بھی یاد دلاتی ہیں روٹیاں

دنیا میں اب بدی نہ کہیں نہ نکوئی ہے　　نہ دشمنی نہ دوستی نہ تُند خوئی ہے
کوئی کسی کا اور کسی کا نہ کوئی ہے　　سب کوئی ہے اسی کا کہ جس ہاتھ ڈوئی ہے
نوکر نفر غلام بناتی ہیں روٹیاں　　نظیر اکبرآبادی

ابن آدم کی حالت

پرندوں کے بسیرا کرنے کیلئے گھونسلے ہوتے ہیں۔ لومڑیوں وغیرہ کے رہنے کیواسطے غاریں ہیں۔ مگر افسوس ابن آدم کے سر چھپانے کیلئے کوئی جگہ نہیں۔

(مسیح)

صرف دو ہی ذاتیں ہیں

بنی نوع انسان میں تفرقہ اور پھوٹ ڈالنے والی سب سے بڑی لعنت تو اقتصادی ذات پات کی تمیز ہے جس نے تمام لوگوں کو امیر و غریب سرمایہ دار و مزدور۔ جاگیردار اور مزارعہ، لٹیرے اور لٹنے والوں کو دو حصوں میں تقسیم کر رکھا ہے۔ مگر ہمارے بھولے بھالے نادان دوست ذات پات توڑک منڈل بنا کر کیوں بھٹک رہے ہیں۔

مرنے کے بعد بھی امتیاز

امیروں اور دولت مندوں کا نخوت و غرور مر جانے اور قبروں میں دفن ہو جانے کے بعد بھی نہیں مٹتا کیونکہ قبرستانوں پر نقش و نگار اور سنگ مرمر کے کتبے نصب ہوتے ہیں۔ حالانکہ غریبوں کی قبریں معمولی مٹی کے تودے ہی ہوتے ہیں۔

(واشنگٹن ارونگ)

محنت کی تقسیم

غریبوں کے کام:۔ کھیتی باڑی کر کے اناج پیدا کرنا۔ کپڑے بننا اور بنانا لکڑی۔ لوہے پتھر اور دھاتوں سے کارآمد چیزیں تیار کرنا وغیرہ وغیرہ۔

امیروں کے کام:۔ سیر و شکار کرنا۔ چوگان و پولو۔ نیزہ بازی کے کھیل

کھیلنا۔ ناچ۔ مجرے سینما اور تھیٹر دیکھنا۔ ریڈیو سننا قیمتی لباس پہننا ضیافتیں اور ڈنر اڑانا۔ حکومت کرنا اور مختلف طریقوں سے اپنا قیمتی وقت اور قومی روپیہ ضائع کرنا۔

دولت اور عقل

کیا ہنری فورڈ کی اربوں کھربوں روپیہ کی جائداد اور ولیم بلیک شاعر کا افلاس یہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ ولیم بلیک کی نسبت اربوں گنا زیادہ عقلمند ہے؟

(برنارڈ شا)

بے کس غریب

غریب:۔ کیوں جناب۔ یہ آپکی دیوار کے ساتھ بلتی سی مشین کیا ہے؟

امیر:۔ یہ گرمی اور سردی معلوم کرنے کا آلہ یعنی تھرمامیٹر ہے۔

غریب:۔ اچھا تو تم اپنے عالیشان محل میں بیٹھے ہوئے ان مصنوعی آلات سے موسم کی تبدیلی کا پتہ لگاتے ہو۔ لیکن موسم کی شدت کا پتہ ہم بدنصیبوں سے کیوں نہیں پوچھ لیتے۔ جو کڑکتی سردی میں بغیر مناسب کپڑوں کے ٹھٹھرتے ہیں۔ اور سر چھپانے کی کوئی جگہ نہ ہونے کے باعث گرمی کی لو میں جلتے ہیں۔

غیر مساوات کا نتیجہ

ہماری غیر مساوات نے سوسائٹی کے اعلیٰ طبقہ کو مُردہ۔ متوسط طبقہ کو وحشی اور ادنےٰ طبقہ (غربا) کو حیوان بنا رکھا ہے۔ (میتھیو آرنلڈ)

خیرات کی لعنت

کاش کہ دانی اور خیرات دینے والے اصحاب محسوس کرتے۔ کہ اُن کی خیرات اور دان سے کسقدر بُرائی اور شرارت پھیلتی ہے۔ اور اُن کے ہر روپیہ میں ساڑھے پندرہ آنے زہر ہے۔ جو دان لینے والے کی رُوح کو مار ڈالتا ہے خیرات کی غرض جسم کی حفاظت ہے۔ لیکن اگر اس سے رُوح ہی فنا ہو جائے تو کیا فائدہ۔ میری نگاہ میں تو دانی سے زیادہ منحوس اور قابلِ نفرت اور دان لینے والے سے زیادہ قابلِ رحم ہستی اور کوئی نہیں۔ (میکسم گورکی)

اچھّے اور بُرے کی پہچان

اگر تم لیٹروں کے طرفدار ہو تو تم بُرے آدمی ہو۔ اور اگر سوشل انصاف کے مددگار ہو۔ تو تم اچھّے اور نیک انسان ہو۔ آجکل نیک و بد اور اچھّے بُرے کی اس سے بڑھکر پہچان نہیں ہو سکتی۔

(گرانٹ ایلین)

میرا وشواس

میرا وشواس ہے کہ غریب بُری طرح لُٹے جا رہے ہیں ؛

میرا وشواس ہے کہ امیروں کی اکثریت خودغرض اور حریص ہے ؛

میرا وشواس ہے کہ دولت عموماً ناجائز اور ظالمانہ طریقوں سے جمع کی جاتی ہے۔

میرا وشواس ہے کہ موجودہ غیر مساوات کے طریقے کو اسی طرح قائم رکھنا اور اس پر چلنے دینا گناہ ہے۔ اور نیکی یہی ہے۔ کہ اس کی بجائے کوئی ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جس میں سب کے ساتھ انصاف ہو سکے۔ اور افلاس کی بیخکنی ہو ؛

میرا وشواس ہے کہ یہ سب کچھ قابلِ عمل ہے۔ اور سوائے چند خودغرض لوگوں کے خیالی خوف کے اس کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں ؛

میرا یہ بھی وشواس ہے کہ اسطرح کا خوف کھانے والے لوگ غلطی پر ہیں۔ اور نئے نظام میں ہر شخص پہلے کی نسبت زیادہ سُکھی اور خوش رہے گا۔ اس نظام میں نہ تو گلی کوچوں میں گندگی کے بدنما منظر دکھائی دینگے۔ اور نہ ہی افلاس رہے گا اور نہ ہی غریبوں کی جگر خراش آہیں سُنی جائیں گی ؛

(گرانٹ ایلن)

مادہ پرست کون؟

اہل مغرب کو تو خواہ مخواہ مادہ پرست کہکر بدنام کیا جاتا ہے۔ درحقیقت مادہ پرست تو اہلِ مشرق ہیں جنکا کنگالی کے باعث ہمیشہ دھیان ہی مادی اشیاء (روٹی۔ کپڑا۔ مکان۔ دوائی وغیرہ) کی طرف لگا رہتا ہے (ادویکانند)

غریب کی تمنا

کاش خدا نے مجھے اس ذلیل انسان بنانے کی بجائے کسی راجے مہاراجے یا نواب کا گھوڑا یا کتا بنا تا۔ تاکہ میری خدمت کیلئے کئی انسان موجود ہوتے اور میں عالیشان مکانات میں رہتا۔ پہننے کو مخملی کپڑے۔ اور کھانے کو مرغن غذا اور مٹھائیاں ملتیں۔

غریب کے حقوق!

کیا تم نے کبھی اس بات پر بھی غور کیا ہے۔ کہ انگلستان میں ایک غریب آدمی کون سے حقوق لے کر پیدا ہوتا ہے؟ اسکا ایک اور صرف ایک ہی حق ہے کہ وہ پبلک سڑکوں پر اِدھر اُدھر گھومتا پھرے۔ جبتک کہ تھک کر چور نہ ہو جائے یا مر نہ جائے۔

(گرانٹ ایلین)

مزدور کی زندگی

زمانہ حال کے مزدور کی حالت تو پرانے زمانہ کے غلام سے بھی بدتر اور ردی ہے۔ کیونکہ غلام کیطرح اسکا پیٹ بھرنے یا تن ڈھانکنے کی ذمہ داری کسی مالک یا آقا پر نہیں۔ شاید آپ کہیں کہ مزدور تو غلام کی نسبت کہیں زیادہ آزاد ہے۔ لیکن میں جواب میں کہونگا۔ کہ مزدور کو صرف ہو کمانے اور بھوکوں مرنے کی آزادی حاصل ہے۔ زمانہ وسطی کے ڈاکوؤں اور ہیزان سے بھی اس کی حالت گھٹیا ہے۔ کیونکہ آجکل اس کے لئے مسلح ہو کر آزادی سے چلنے پھرنے کے موقعے کہاں۔ وہ سوسائٹی کے خلاف انقلاب پیدا کرنے کی جرأت ہی کہاں کر سکتا ہے۔ اور جو اسکے حقوق سوسائٹی انصاف کی رُو سے اُسے دینے کو تیار نہیں۔ انہیں زبردستی چھیننے کیلئے اس کے پاس ذرائع یا موقعے ہی کہاں؟ یہی وجہ ہے کہ امیر دن بدن زیادہ امیر ہوتے جاتے ہیں۔ اور غریب روز بروز زیادہ مفلس اور کنگال۔ (میکس نارڈ)

سرمایہ دار کی ذہنیت

امیروں اور دولتمندوں کو جسمانی مشقت سے عار نہیں۔ اور وہ بھی دوسرے انسانوں کی طرح جسمانی مشقت اور ہاتھ پاؤں ہلائے بغیر نہیں رہ

سکتے۔ آخر کار شکار کھیلنا۔ گھوڑ۔ دوڑ، پولو، کرکٹ۔ ہاکی، فٹ بال، نیزہ بازی وغیرہ میں بھی تو پسینہ جسم سے بہتا ہے۔ انہیں تو فقط ان کاموں کے کرنے ہچکچاہٹ ہے۔ جن سے پیسہ کمایا جاتا ہے۔ اور جو سوسائٹی کیلئے مفید ہیں یا جنہیں کروڑوں بندگان خدا مجبوراً کرتے ہیں:۔

قدیم یونانی بھی کشتی۔ گتکا۔ تلوار اور گھوڑ دوڑ وغیرہ میں عرقریزی کرنا باعث فخر خیال کرتے تھے۔ لیکن ہل چلانا کھیتی باڑی کرنا۔ کپڑے بننا وغیرہ کو کسرِ شان سمجھتے تھے۔

تحقیقات کا نتیجہ

جرائم کے متعلق مفکرین نے تحقیقات کے بعد یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ جرائم کی رفتار دن بدن ترقی پر ہے۔ اور ان کی تعداد میں اضافے کی ذمے دار سوسائٹی پر ہے۔ کیونکہ جس سوسائٹی میں دولت کی تقسیم غیر منصفانہ اور غیر مساوی طور پر ہوگی۔ اس میں اتنے ہی زیادہ جرائم چوری۔ ڈاکہ قتل و خونریزی۔ غبن بد دیانتی وغیرہ بڑھینگے۔ اسلئے جرائم کا خاتمہ نت نئے سخت گیرانہ قوانین بنا کر اور بد نصیب لوگوں کو آزادی سے محروم کرنے سے ہرگز نہ ہو سکے گا۔ بلکہ دولت کی ٹھیک اور مناسب تقسیم سے ہی ہوگا۔

لارڈ کرزن نے شاہجہان کے مقبرہ کی چھت کی زینت کیلئے تو ایک ہزار روپیہ کا قیمتی فانوس لگوا دیا ۔ اور مہاراجہ تریت نے بادشاہ اکبر کے مقبرہ کے لئے دو ہزار روپیہ کی ایک مخملی چادر پیش کر دی ۔ مگر سوال یہ ہے ۔ کہ کیا مردہ بادشاہ کی قبر پر ہزار روپیہ کا فانوس لگوانے کی نسبت ہزار ہا کسانوں کی جھونپڑیوں میں دیا جلانے کا اہتمام کرنا کچھ کم ضروری تھا اور انکی عریانی ڈھانپنے کیلئے موٹے کپڑے مہیا کرنا کم اہم کام تھا ؟

بھوکے کا انجام

مجسٹریٹ :۔ ملزم کو حاضر عدالت کرو (پھٹے پرانے ، میلے کچیلے کپڑوں میں ملبوس ایک خستہ حال کمزور ناتواں بوڑھا اندر لایا جاتا ہے ۔

بوڑھے تمہارے خلاف کیا الزام ہے ؟

بوڑھا ملزم :۔ حضور چوری کا

مجسٹریٹ :۔ تم نے کیا چرایا

بوڑھا ملزم :۔ حضور میں نے بھوک سے لاچار ہو کر ایک پاؤ بھر کی روٹی چرائی اور ابھی اس میں سے ایک ہی نوالہ چبایا تھا ۔ کہ روٹی مجھ سے چھین لی گئی ۔ جناب میں پھر ایسا کام نہ کرونگا ۔

مجسٹریٹ:۔ وہ کیسے؟ کیا تمہیں کوئی بھاری میراث مل گئی ہے۔ یا آئندہ کبھی کچھ کھاؤ گے ہی نہیں؟

بوڑھا ملزم:۔ میں حضور وہ روٹی مجھ سے چھین لی گئی۔ میں نے اس کا صرف ایک ہی لقمہ کھایا تھا۔

مجسٹریٹ:۔ لیکن تم یہ کسطرح کہہ سکتے ہو کہ آئندہ چوری نہ کرو گے؟ تم کوئی کام کیوں نہیں کرتے؟

بوڑھا ملزم:۔ مجھے کوئی کام نہیں ملتا۔

مجسٹریٹ:۔ تمہارے بال بچے کہاں ہیں؟ وہ تمہیں کھانے کو کیوں نہیں دیتے۔

بوڑھا ملزم:۔ وہ سب بھوک سے تڑپ تڑپ کر مر گئے ہیں۔

مجسٹریٹ:۔ تو ان کی طرح تم بھی کیوں نہیں مر گئے؟

بوڑھا ملزم:۔ مجھے معلوم نہیں۔ میں زندہ رہنا چاہتا تھا۔

مجسٹریٹ:۔ تم کس مصرف کیلئے زندہ رہنا چاہتے ہو؟

بوڑھا ملزم ہکا بکا ہو کر ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔

تماشائیوں میں سے ایک:۔ واقعی میری سمجھ نہیں آتا کہ وہ کسطرح زندہ

تھا۔ چاہتے ہیں۔

دوسرا:۔ کام کرنے کیلئے

تیسرا:۔ خدا کی شان بڑھانے کیلئے۔

چوتھا:۔ میرا خیال نہیں کہ ایسے لوگوں سے خدا کی شان بڑھ سکتی ہے

پانچواں:۔ ایسی زندگی سے تو موت ہزار درجے بہتر ہے

پہلا:۔ بیچارا بوڑھا کیسی افسوسناک زندگی بسر کرتا ہے۔ مجھے تو اسکے حال پر رحم آتا ہے۔

مجسٹریٹ:۔ پی کے ممبران آپکی رائے میں اس بوڑھے کو کیا سزا دی جائے۔ سب ملکے مشورہ کرتے ہیں۔ اور مجسٹریٹ بوڑھے سے مخاطب ہو کہتا ہے کہ

بوڑھے میں تمہیں سزائے موت کا حکم سناتا ہوں۔

(نوینڈ اینڈریو)

بتلاؤ ہم کیا کریں؟

ایک کنگال نوکرانی یا آوارہ عورت سے اس کا بچہ لے لینا آسان ہے اور اگر کافی پیسے ہوں تو اسے خوشبودار صابن سے نہلانا عمدہ کپڑے پہنانا اور

رنگ برنگ کے کھانے کھلاکر پرورش کرنا بھی سہل ہے۔ اور اعلیٰ تعلیم دینا بھی ممکن ہے۔ مگر ہم لوگوں کیلئے جو خود اپنے ہاتھوں سے محنت کرکے روٹی کمانا نہیں جانتے۔ اسے یہ سکھلانا سخت مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ کہ وہ محنت کرکے روٹی کمائے، اگرچہ ہم زبانی اسے کتنی ہی اچھی باتیں سکھلائیں مگر ہماری مثال یعنی عملی زندگی اسکے سراسر خلاف ہوگی ؎ (طالسطائے)

کون بڑا خیر خواہ

ایک صاحب جائداد بیوہ کے ساتھ شادی کرنے والے دو شخص امیدوار تھے۔ اس نے ان دونوں کو صاف صاف کہدیا۔ کہ میں اپنا خاوند اُسے بناؤنگی جو میرے بیٹے کو بہترین تعلیم دے سکے۔ دونوں میں سے ہر ایک کا یہ دعوےٰ تھا۔ کہ صرف وہی بچے کو اعلےٰ سے اعلےٰ تعلیم دے سکتا ہے۔ معاملہ ثالث کے سپرد کردیا گیا ؎

تم بچے کو کیا پڑھاؤ گے؟ ثالث نے پہلے امیدوار سے دریافت کیا

"میں اسے گرامر، منطق، علم سیارگان، علم فقہ، ریاضی وغیرہ وغیرہ سکھلاؤنگا۔

پہلا بولا ؎

میں اسے اپنی روٹی کما لینے کے قابل بنا دونگا۔ اور اسے خود داری

زندگی بسر کرنے کی تعلیم دوں گا۔ تاکہ وہ بھلے مانسوں کی صحبت میں اُٹھنے بیٹھنے کے قابل ہو سکے، دوسرے نے جواب دیا:-

تو پھر تم ہی بچے کی ماں سے کیسے زندہ ہو گے۔ ثالث نے اپنا فیصلہ دیا

(والٹیر)

غلطی پر کون؟

گزشتہ نصف صدی کے تمام بحث طلب سیاسی معاملات میں خواہ وہ تجارتی ہوں یا صنعتی۔ مذہبی ہوں یا تعلیمی۔ یا انکا تعلق ووٹ محصولات یا مزدوروں کی زندگی سے ہی کیوں نہ ہو۔ تقریباً ہمیشہ ہی خطاب یافتہ اور صاحب اقتدار امیر لوگ ہی غلطی پر رہے ہیں۔

(گلیڈسٹون)

ساتواں باب

انقلابی شرارے

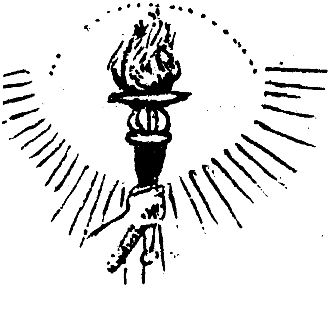

مختلف خیالات کی چنگاریاں

۱۔ ہر نئے خیال کا اثر کسی نہ کسی کی جیب پر پڑتا ہے۔ (ہرڈیال)

۲۔ بھوک سے مرنے کی نسبت تلوار سے مرنا ہزار درجہ بہتر ہے۔ (فلورا ڈرسٹن)

۳۔ فن کی خاطر فن سراسر بکواس اور دھوکہ ہے۔ اہل فن کے روبرو کوئی نہ کوئی مشن ہونا چاہیئے۔ (لوئیسی مائیکل)

۴۔ سیاسیات اور اقتصادیات میں وہی فرق ہے جو ووٹ اور روٹی میں

۵۔ ظلم کرنا پاپ ہے اور ظلم سہنا مہا پاپ۔

۶۔ جبتک دنیا میں بھیڑیں موجود رہیں گی۔ تبتک انہیں کھانے والے بھیڑیے بھی پیدا ہوتے رہیں گے۔

۷۔ جس ملک میں مکتی اور نجات جتنی زیادہ عام ہوگی۔ وہاں اُتنا ہی گناہوں کا دور دورہ ہوگا۔

۸۔ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے۔ ہیرے کو ہیرا ہی کاٹتا ہے۔ چور کو پکڑنے کے چور ہی مقررہ کرو۔

۔ لوہے کا کلہاڑا لکڑی کے جنگل کا بال تک بیکا نہیں کر سکتا۔ جب

تک کہ اسکے ساتھ لکڑی کا دستہ شامل نہ ہو۔ (لقمان حکیم)

آسمان کی بادشاہت

چونکہ دنیا کی بادشاہت ہمیشہ ہی جسکی لاٹھی اسی کی بھینس کے اصول کے مطابق زبردست لوگوں کے ہاتھوں میں رہی ہے۔ اسلئے عیسائی پادری غریب اور منکسر المزاج لوگوں کی تسلی کیلئے انہیں آسمان کی بادشاہت دینے کا یقین دلاتے ہیں۔ (منطقی)

گیہوں اور گھن

مدتوں گیہوں میں زندگی بسر کرنے اور اسے کھانے والا گھن ہمیشہ گیہوں کے ساتھ ہی پس جایا کرتا ہے۔

صحیح رائے

میں ایک دیانتدار پہلوان کے زبردست مکے سے اپنی ناک تڑوا لینا زیادہ پسند کرتا ہوں۔ بہ نسبت اسکے کہ ایک بے ایمان قصاب کے خراب گوشت سے اپنی انتڑیاں تباہ کراؤں۔ (اجیک لنڈن)

بدنصیبی

غلام ملک میں ہر مسئلہ سیاسی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ (برنارڈ شا)

نرالی تفریح

روما کا عظیم الشان شہر آگ کے تیز و تند شعلوں سے تباہ و برباد ہو رہا تھا۔

لیکن بادشاہ نیرو اپنے محل کی چھت پر کھڑا تماشہ دیکھتا اور بنسری بجا رہا تھا۔

پتہ کی بات

جو نوجوان اکیس سال کی عمر میں ٹوری (رجعت پسند ہو جائے) خدا جانے پچاس سال تک پہنچتے پہنچتے اس کی سیاسیات کیا گل کھلائے گی۔

ناقص انتظام

جس ملک کے موسمی حالات موافق ہوں۔ اور فصل بھی ہوئی ہو۔ اگر پھر بھی اس ملک کے کسان اور مزدور ضروریات زندگی سے تنگ ہوں۔ تو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ وہاں کی حکومت اور انتظام بے حد ردی ہے (الینڈ ورڈ)

سُنہری اصول

کسی اصول کی خاطر مرجانا اسقدر مشکل نہیں جسقدر کہ زندہ رہ کر اسے پایۂ تکمیل

بیوہ مت کہو

جب تک کسی عورت کا دل بیوہ نہیں ہو جاتا۔ اسے بیوہ کہہ کر اسیر پابندیاں

عاید کرنا شدید ظلم اور ناانصافی ہے ۔ (گاندھی)

چوں بخلوت میروند آں کار دیگر مے کنند

اگر سوسائٹی کے ستون کہلانے والوں کے کارنامے لوگوں کو معلوم ہو جائیں تو وہ شرم کے مارے پانی پانی ہو جائیں ۔ (ایلین)

لعنت ہزار

سائنس کی نت نئی حیرت انگیز ایجادوں کے باوجود بھی اگر انسانی زندگی بد سے بدتر ہوتی جا رہی ہے تو اس پر ہزار لعنت ۔

(جان سٹوارٹ مل)

تنگ خیالی

کسی قوم کا آزادی سے محروم ہو جانا اتنی بُری اور مذموم بات نہیں ۔ جتنا کہ اس غلامی کی زنجیروں کو خدائی برکت تصوّر کرنا ۔ (جواہر لال)

علم فرحت

ہماری یونیورسٹیوں میں ریاضی ۔ سائنس ۔ اقتصادیات ۔ تاریخ وغیرہ کی طرح علم فرحت (خوشی سے زندگی کس طرح بسر کرنی چاہیئے) کے بھی پروفیسر ہونے چاہیئں ۔ (لاجپت رائے)

بھیڑ اور بھیڑیا

بھیڑ اور بھیڑیا اسی حالت میں دونوں اکٹھے رہ سکتے ہیں۔ جب بھیڑ بھیڑیے کے پیٹ میں سما جائے۔

سب سے پہلا محسن

بنی نوع انسان کا سب سے پہلا محسن شیطان تھا۔ جس نے اپنے دماغ سے کام لینے کو خدا کی فرمانبرداری پر ترجیح دے کر انسان کے لئے نیا راستہ کھول دیا۔

(مائیکل بکونن)

تنگدلی کی ذمہ داری

دنیا کی تمام مذہبی تنگدلی اور تعصب کی ذمہ داری ایک خدا اور ایک ہی راستے کو درست ماننے والوں کے سر پر ہے۔ (مورخ)

شہادت کا درجہ

موت کبھی کسی انسان کو شہادت کا درجہ نہیں دیتی تاوقتیکہ وہ کسی اصول یا کاز کی خاطر جان قربان نہیں کرتا۔

نرالی تشبیہ

مجھے تو بغیر بیاہی ہوئی داشتہ عورت رکھنے والے مرد اور مقبوضات

(olonies کالج) رکھنے والی قوم میں مطلق کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ (پال رچرڈ)

قاتل جرنیل

اگر کسی ایک انسان کی جان لینا قتل کہلاتا ہے۔ اور سوسائٹی کا قانون اسکی سزا موت تجویز کرتا ہے۔ تو دس لاکھ انسانوں کا بے دریغ خون بہانے اور کشتوں کے پشتے لگانے والا درندہ خصلت جلاد صفت وحشی آدمی فاتح اور جرنیل کیسے کہلا سکتا ہے؟ (پال رچرڈ)

لباس کا خرچ

اگر شہریوں کا معمولی لباس پہن کر کسی شخص کی جان لینا جرم ہے۔ تو پھر فوجی سپاہیوں کا خاکی۔ نیلے۔ لال۔ سیاہ اور بھورے کپڑے (UNIFORM.) پہن کر قتل عام کرنا کیونکر شاندار کام ہو سکتا ہے؟ (پال رچرڈ)

عجیب تماشہ

جنگ اور اعلان تو بادشاہ اور جرنیل کرتے ہیں۔ مگر دونوں طرف سے توپ بندوق۔ پستول۔ بم۔ زہریلی گیس کا شکار ہوتے ہیں۔ وہ بیچارے مزدور کسان جو خواب میں بھی ایک دوسرے کی شکل سے واقف نہیں ہوتے۔ اور جنہیں ہم پیشہ اور مفید شہری ہونے کے لحاظ سے ایک دوسرے کے ساتھ دوستی اور محبت قائم

کرنی چاہیئے

دندان شکن جواب

یہ کتنی بے انصافی ہے۔ کہ گھوڑے۔ باز۔ اور ہیرے جواہرات کی قیمت کا اندازہ تو انکے ذاتی جوہر کے مطابق لگایا جاتا ہے مگر انسان کی قدر و قیمت اس کے بزرگوں کی عظمت کے پیمانے سے ناپی جاتی ہے۔ ایسے شیطانی خیال کا جواب الفاظ سے نہیں بلکہ طاقت سے دینا چاہیئے۔ (ڈانٹے)

ناقابلِ معافی جُرم

سوسائٹی قتل۔ زناکاری اور دھوکہ دہی وغیرہ تو معاف کر سکتی ہے۔ لیکن نئے خیالات کے پرچار کو ہرگز برداشت نہیں کر سکتی۔ (فریڈرک)

خُدا ہی جانتا ہے

سوال :۔ وہ انسان کیا کرے۔ جسے کوئی کام نہ ملتا ہو۔ اور وہ بھوک سے تڑپ رہا ہو؟

جواب :۔ خدا ہی جانتا ہے؟ (امریکہ کا صدر ولیم ٹافٹ)

سنگ مرمر کے محل

دیانت داری اور پسینے کی کمائی سے تو سنگ مرمر کے محل کھڑے

نہیں کئے جا سکتے ۔ (اڈریچ کہاوت)

پتھّر کا دل

پتھّر کے محلوں میں رہنے والوں کے دل بھی پتھّر کے ہو جاتے ہیں ۔

(روسی کہاوت)

سب سے بڑا خطرہ

سوچنا اور دماغ سے کام لینا ہی سب سے بڑا گناہ اور خطرہ ہے ۔ اگر میری فوج کے سپاہی سوچنے اور سمجھنے کے قابل ہو جائیں ۔ تو ان میں سے ایک بھی چھاونی میں نہ رہے ۔ (فریڈرک اعظم جرمن بادشاہ)

نکمّا آدمی

سوسائٹی کے موجودہ نظام کے متعلق ذرّہ بھر بھی واقفیت رکھنے والا تیس سال سے کم عمر نوجوان اگر انقلاب پسند نہیں بن جاتا ۔ تو سمجھو کہ وہ پرلے درجے کا نکمّا آدمی ہے ۔ (برنارڈ شا)

زندگی کی فلاسفی

جو دیکھی ہسٹری قوموں کی تو کامل یقیں آیا اُسے جینا نہیں آیا ۔ جسے مرنا نہیں آیا

(اکبر الہ آبادی)

ایک ہی جانور

بادشاہ۔ نواب۔ جاگیردار اور پوپ پادری ایک ہی جانور کے مختلف نام ہیں۔
(وکٹر ہیوگو)

عملی ایمانداری

کسی شخص کو ایماندار بننے کا اپدیش دینے کے ساتھ اس کی ایمانداری کے ذرائع (روٹی کمانے کے طریقے) مہیا کرنے بھی ضروری ہیں۔

حقیقی وجہ

ہزارہا سال میں بنی نوع انسان کی بہتری اور ترقی اسلئے نہیں ہو سکی۔ کہ دنیا میں ہمیشہ سے ہی "خدا نے جو کچھ بنایا ہے ٹھیک بنایا ہے"

ALL IS WELL AND WISELY PUT.

کی مہارنی رٹنے والے نامور فلاسفروں کا بول بالا رہا ہے۔ (انقلاب پسند)

بھلائی میں بدنامی کا خطرہ

اگر دنیا میں بھلائی کرنے میں بھی بدنامی کا خطرہ نہ ہوتا۔ تو آج کتنی بازاری عورتیں شریفانہ زندگی بسر کر سکتیں اور بہت سے یتیموں کو پناہ مل جاتی۔

(پریم چند)

غلام کی ماہیت

زندہ جسم میں مُردہ رُوح کا نام ہی تو غلام ہے۔

خُدا کا شکر ہے

درختوں کی شاخوں پر بیٹھے ہوئے بندروں نے جب نیچے زمین پر انسانوں میں قتل و خونریزی کا بازار گرم دیکھا۔ تو بے اختیار اُن کے منہ سے نکلا "خُدا کا شکر ہے" کہ ہم ارتقا (EVOLUTION) سے بچ گئے۔

قانون کی طاقت

قانون میں زندہ انسانوں کو مارنے کی طاقت کیوں ہے؟ جبکہ وہ مرے ہوؤں کو زندگی بخشنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ (وکٹر ہیوگو)

حقیقی دُنیا

ناولوں۔ افسانوں اور سینماؤں کی دنیا جسقدر دل آویز اور خوبصورت نظر ہے حقیقی دنیا اسکا عشرِ عشیر بھی نہیں۔ اور نہ ہی وہ رہنے کے قابل ہے۔

چراغ تلے اندھیرا

چراغ تلے اندھیرا تو ایک پرانی کہاوت ہے۔ مگر آجکل تو خود چراغ ہی اندھیرا پھیلانے کا موجب ہو رہا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو سرمایہ دارانہ نظام کی شمعیں اگرچہ

مندر، سکول، کالج، اخبارات اور رسالے غریب مزدوروں کو اندھیرے میں رہنے کا درس نہ دیں۔

جاہل اور عالم

دیہاتی جاٹ نے تو جہالت، اشتعال، خوفزدگی یا گھبراہٹ کی وجہ سے کسی دوسرے جاٹ کو قتل کر دیا۔ مگر عالم اور سمجھدار جج ٹھنڈے دل سے (پھانسی کا حکم سنا کر) اسی جرم کا ارتکاب کیوں کرے؟

بڑا مجرم کون ہے؟

یہ تو خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ کہ عدالت کی کرسی پر بیٹھا ہوا جج یا اس کے روبرو ملزموں کے کٹہرے میں کھڑا ہوا شخص دونوں میں سے کون بڑا مجرم ہے؟

اقتصادی تعلیم حاصل کرنے کا نتیجہ

کیا کالج میں چار سال تک علم اقتصادیات میں مہارت حاصل کرنے کا نتیجہ یہی ہے۔ کہ پڑھائی کے دوران میں سو روپیہ مہینہ خرچ کرنے والا نوجوان تعلیم حاصل کرنے کے بعد بیس پچیس روپیہ ماہوار کمانے کے قابل نہ بن سکے۔

تہذیب کی قدر و قیمت

جو تہذیب اور کلچر کروڑوں انسانوں کے افلاس کا خاتمہ نہیں کر سکتے۔

ان کی حفاظت کیلئے ہم اپنی جان جوکھوں میں کیوں ڈالیں“ (غریب کا دماغ)

درسِ عبرت

اس سرزمین پر پیدا ہوئے مجھے پورے تیئیس برس ہو گئے، مگر میں نے آج تک اپنے بزرگوں سے کوئی بھی کام کی بات نہیں سیکھی، کیونکہ انکی اپنی زندگیاں ہی یاس و حسرت اور ناکامی کا مرقع ہیں“

سمجھ میں نہ آنے والی بات

سکول اور کالج کھولکر، گرجے اور ہسپتال بنا کر، سڑکیں اور پارک تعمیر کر کے ”وحشی“ لوگوں کو ”مہذب“ بنانے کی بات تو سمجھ میں آسکتی ہے۔ مگر ہوائی جہازوں کے ذریعے بم کے گولے برسا کر اور زہریلی گیسیں چھوڑ کر تہذیب کا سبق کیونکر پڑھایا جا سکتا ہے۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی“

درسِ آزادی

آزادی انسان کا پیدائشی حق ہے“

آزادی کی ایک گھڑی غلامی کی ساری زندگی سے بہتر ہے“

قدرت کا منشا

اگر قدرت کا منشا ہر انسان کو آزاد خیال بنانے کا نہ ہوتا۔ تو وہ صرف ہر

خاندان کے بزرگوں اور بوڑھوں ہی کی کھوپری میں سوچنے اور سمجھنے کی دماغی قابلیت کا مادہ پیدا کرتا اور باقی تمام کھوپریاں خالی رکھ دی جائیں۔ یا اُن میں کوڑا کرکٹ بھر دیا جاتا۔ (منطقی)

موجودہ تعلیم کا اثر

طفل میں بو آئے کیا ماں باپ کے اطوار کی
دودھ تو ڈبے کا ہے تعلیم ہے سرکار کی
(اکبر الہ آبادی)

قید خانہ

پنجرا سونے کا ہو یا لوہے کا، پرندے کیلئے ہر حالت میں قید خانہ ہے۔

غلط سدھار

اگر قانون اور عدالتوں کا مقصد مجرموں کا سدھار کرنا ہی ہے۔ تو پھر کسی شخص کو موت کی سزا دے کر اُسے کسطرح سدھارا جا سکتا ہے۔

بہادر اور بزدل میں فرق

بہادر اور دلیر ایک ہی مرتبہ موت سے بغل گیر ہوتے ہیں۔ اور بزدل اور کائر موت سے پہلے کئی دفعہ مرتے ہیں۔ (شکسپیر)

بھیک اور آزادی

جب بھیک مانگنے سے پیٹ بھر کر اناج بھی نہیں مل سکتا۔ تو بھلا بھیک مانگنے سے آزادی کس طرح مل جاتی ہے۔ (تلک)

درست علاج

کسی ملک کے نظام کو بہتر بنانے کیلئے ضروری ہے کہ یا تو حکمران نیک بنجائیں یا پھر نیک آدمیوں کو حکمران بنا دیا جائے۔

خیر نہیں

جب کسی ملک کی "جہالت" اور "وحشی پن" پر کسی قوم کے دل میں رحم یا ہمدردی کا دریا اُمنڈ رہا ہو۔ تو اس ملک کی خیر نہیں۔

ضرورت کو دیکھو

اگر اہنسا اور عدم تشدد کے پرچار کی کہیں ضرورت ہے۔ تو وہ یورپ امریکہ اور جاپان ہیں جنکے عام اسلحہ جات کے ناقابل برداشت بوجھ سے دب کر مرے جا رہے ہیں۔ نہتے لوگوں میں عدم تشدد کا پرچار محض تضیع اوقات ہے

انقلاب کی ماں

افلاس اور بھوک ہی انقلاب کی ماں ہے۔ بھوک یا افلاس کی وجہ پیداوار کی کمی نہیں بلکہ اس کی غلط تقسیم ہے ؎

لُوٹ کا انجام

یورپ کی امپیریلیسٹ طاقتیں ایشیا۔ افریقہ اور آسٹریلیا وغیرہ سے جو سونا اور چاندی لُوٹ کر لاتی ہیں۔ وقتاً فوقتاً وہی گولہ بارود کی شکل اختیار کر کے موجب بنجانی ہیں ؎

چرخہ اور تیر و کماں

مشینوں اور کارخانوں کا چرخوں کے ذریعے مقابلہ کرنا ویسا ہی ہے۔ جیسا کہ توپوں اور بم برسانے والے ہوائی جہازوں کو تیر و کمان سے جیتنے کی کوشش کرنا ؎

(سوشلسٹ)

کیا کہتی ہو گی؟

خدا جانے میں ہی حکومت ہوں (I AM THE STATE) کہنے والی فرانس کے بادشاہ لوئیس چہاردہم کی روح روس کے زارِ نکولاس۔ جرمنی کے قیصر ولیم ٹرکی کے خلیفہ عبدالحمید ہسپین کے الفانزو وغیرہ بادشاہوں کا حشر دیکھکر کیا

کیا کہتی ہوگی

نہ کچھ سیکھا نہ کچھ بُھلایا

فرانس کے مطلق العنان بوربوں بادشاہوں نے اپنی آنکھوں سے انقلابِ فرانس جیسا اہم واقعہ دیکھنے کے باوجود بھی نہ تو کوئی نئی بات ہی سیکھی اور نہ ہی پُرانی دقیانوسی باتوں کو بُھلایا۔ (مؤرخ)

اصلی شُدّھی

شُدھی اور تبلیغ کا جھنڈا بلند کرنے والے حضرات کی واقفیت کیلئے میں یہ بتلا دینا چاہتا ہوں کہ دنیا کی پیدائش سے لے کر آجتک دو چار ہی حقیقی شدھیاں ہوئی ہیں یا تو ڈاکو والمیک کا رشی بن جانا یا وکرماجیت گو جیسے مجرم کا فرشتہ سیرت ہو جانا۔

حضرت انسان کی کرتُوت

شیر اور چیتے جب کسی جانور پر حملہ کرتے ہیں۔ تو اُس کا خون بہانے اور جان سے مار ڈالنے کی نیّت سے نہیں۔ بلکہ اُسکے گوشت سے بھوک اور خون سے پیاس بجھانے کی خاطر، مگر یہ شرف صرف حضرتِ انسان ہی کو حاصل ہے کہ گوشت اور لہو کی ضرورت کے بغیر ہی اپنے بھائیوں کے کشتوں سے

پشتے لگا دیتا ہے ۔

میانہ روی کا اپدیش

بزرگ ہمیشہ نوجوانوں کو میانہ روی اختیار کرنے کا اپدیش دیا کرتے ہیں لیکن تواریخ اس امر کی شاہد ہے۔ کہ دُنیا کی ترقی اکثر اُن سنکیوں کی بدولت ہوئی ہے جو میانہ روی سے کوسوں دُور بھاگتے تھے ۔

آزاد اور غلام میں فرق

آزاد اقوام تو مٹی سے سونا بنا رہی ہیں مگر غلاموں کا سونا بھی مٹی ہو رہا ہے

جائز خوف

جو سدھارک آج ہمیں بزرگوں کی خاندانی عظمت (برہمن۔ کھتری۔ سید اور پٹھان) کے حق سے محروم کرنا چاہتے ہیں۔ کیا کل وہی ہم سے ہمارے باپ دادا کی جاگیریں اور جائدادیں چھیننے کی جرأت نہ کرینگے ۔

ترجیح

میں مغرب کے اجوگن (جدوجہد۔ حرکت۔ لڑائی جھگڑے۔ جنگ و جدل۔ انقلاب وغیرہ کو مشرق کے تموگن (سستی۔ پژمردگی۔ نکماپن۔ لکڑ اور پتھر بن کر خیالات کی دنیا میں مستغرق رہنا وغیرہ) پر ہزار گنا ترجیح دیتا ہوں ۔ (اودیکانند)

مطالعہ کی دعوت

کسی بھی مشکل کام میں سنجیدگی سے اپنی تمام عمر صرف کرنے کے خواہشمند نوجوانوں کو جان بنیئن کی مشہور کتاب "یاتری کا سفر" Pilgrim's Progress کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیئے ؛

عیسائی اور غیر عیسائی

قدیم غیر عیسائی یونانی اپنے کمزور بیمار بدصورت یا نقص والے بچوں کو پیدا ہوتے ہی جنگل میں پھنکوا دیتے تھے۔ تاکہ دنیا میں بدصورتی۔ کمزوری اور بیماری بڑھنے نہ پائے۔ مگر ہماری موجودہ تہذیب اور عیسائیت رحم اور پریم وغیرہ کمزوریوں کے نام پر بدصورتی کمزوری اور برائی وغیرہ میں اضافہ کرنے کی موجب ثابت ہو رہی ہے ؛ (نطشے جرمن فلاسفر)

ٹیڑھا سوال

خدا جانے ہاتھ اور جنم پتری (Horos cope) دیکھکر قسمت کی باتیں بتلانے والے جوتشی اور رمّال سوویٹ روس کے ۱۶-۱۷ کروڑ باشندوں کی زبردست پلٹا کھانے کی کیا وجہ بتلائینگے ؟

ہر روز نیا سورج نکلنے کا سبب

ہر روز نیا سورج اسلئے نکلتا ہے۔ کہ دنیا کے لوگ بھی اپنے رنگ ڈھنگ بدلنے اور نئی زندگی اختیار کرنے کی طرف توجہ دیں۔

غلام کا دماغ

لفظ ورنیکلر کے اصلی معنے غلاموں کی زبان ہے لیکن اس پر بھی بعض لوگ اپنے آقاؤں کی دیکھا دیکھی اپنی دیسی زبانوں کو بڑے فخر سے ورنیکلر کہتے ہیں۔

آٹھواں باب

اِنقلاب زندہ باد!

مطلق العنان حکومت کی تین قسمیں

دنیا میں تین قسم کی مطلق العنان حکومتیں ہیں (۱) جو جسم پر حکومت کرتا ہے۔ اُسے بادشاہ کہتے ہیں (۲) جو روح کو غلام بناتا ہے۔ اُسے پوپ کہتے ہیں۔ (۳) جو جسم اور روح دونوں پر حکومت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اُسے پبلک کے نام سے پکارا جاتا ہے۔
(آسکر وائلڈ)

شکست کامیابی کی کنجی ہے۔

اگر ہماری انقلابی تحریک کو شکست ہوئی ہے۔ تو اس میں گھبرانے کی کیا بات ہے۔ انقلاب تو ایک قسم کی جنگ ہے جس میں پے در پے شکستوں کے بعد فتح حاصل ہوتی ہے۔ ہر شکست ہمارے لئے تعلیم کا بھاری ذریعہ ہے اگر ہمیں ہار نہ ہو تو ہمیں اپنی تحریک کے نقائص اور خامیاں کس طرح معلوم ہوں۔ جبتک عوام میں پوری بیداری نہ ہوگی۔ کامیابی کا منہ دیکھنا نصیب نہیں ہوسکتا۔
(روسا لکسمبرگ)

نیا آدرش

کوئی بھی بچہ خواہ وہ کنواری لڑکی کے بطن سے پیدا ہوا ہو یا بیوہ اور بازاری عورت کے پیٹ سے ناجائز اور حرامی نہیں ہے۔ سرمایہ دارانہ اخلاق کی

ان باتوں نے ہی عورت اور اس کی اولاد دونوں کو ذلیل کیا ہے۔

(انقلاب پسند)

ایک ہی علاج

عیاشی۔ فضول خرچ۔ ذلیل ظالم۔ اور غیر ذمہ دار راجہ کو پاگل کتّے کیطرح ختم کر دینا ہی بہترین علاج ہے۔ (شکرنیتی)

جمہوریت کا زمانہ

جمہوریت کا زمانہ بادشاہوں شہزادیوں۔ پریوں۔ جنّات وغیرہ کی بے ہودہ لغو اور بے بنیاد باتیں سننا برداشت نہیں کر سکتا۔

سمجھوتے کی شرائط

راجہ اور پرجا میں ایک سمجھوتہ ہوا تھا۔ جس کی رُو سے پرجا نے اپنی مرضی اور خوشی سے اپنی آمدنی کا ایک حصّہ بطور ٹیکس راجہ کو ادا کرنا منظور کر لیا تھا لیکن اس شرط پر کہ اس کے عوض میں راجہ پرجا کی جان و مال۔ عزّت و آبرو کی حفاظت کیا کرے۔ اگر راجہ پرجا کا محافظ ثابت ہونے کی بجائے بھیڑیا بنکر پرجا کو کھانے لگ جائے تو پھر پرجا کا یہ حق ہی نہیں۔ بلکہ اخلاقی اور مذہبی فرض ہوگا۔ کہ نہ صرف محصولوں کی ادائیگی سے ہی انکار کر دے۔ بلکہ ایسے نکمّے اور خودغرض راجہ

کو کان سے پکڑ کر گدی سے اتار دے اور اس کی جگہ کوئی دوسرا بہتر راجہ چن لے۔ (اٹھارویں صدی روسو)

نرالا انتخاب

اگر پرماتما (خدا) اپنے دائیں ہاتھ میں مکمل سچائی اور بائیں ہاتھ میں سچائی کی تلاش اور تجسس رکھے۔ اور اس شرط کے ساتھ کہ میں ہمیشہ غلطی کرتا رہوں۔ وہ مجھے دونوں میں سے ایک کو پسند کرنے کا حکم دے۔ تو میں اسکے بائیں ہاتھ کیطرف یہ کہتا ہوا جھک جاؤنگا۔ کہ اے میرے مہربان! مجھے یہی پسند ہے۔ کیونکہ خالص اور مکمل سچائی تو صرف تیرے لئے ہی مخصوص ہے۔ (سائنسدان کیپٹن)

جدید طریقۂ تعلیم

روسی انسپکٹر۔ لڑکو! اگر ایک شخص سیب کا ایک ٹوکرا دس روبل میں خریدے اور پندرہ روبل میں بیچ دے تو بتلاؤ اسے کیا ملے گا؟

ایک لڑکا۔ جناب تین سال قید بامشقت۔

دنیا کے ایک بڑے سیاستدان کی رائے

اپنے زمانے میں خواہ وہ کتنی ہی مفید کیوں نہ رہی ہو۔ آج سے ہزاروں سال پہلے کی تحریر شدہ کتابیں ہمارے زمانے کے موجودہ مسائل کو حل کرنے

کی توقع کس طرح کیجا سکتی ہے؟ (کمال پاشا)

خدا اور انسان

روائت ہے۔ کہ ابتدا میں خدا نے انسانوں کو اس امید پر دس دس ہزار سال کی عمر بخشی تھی۔ کہ وہ اسے خدا کی عبادت میں صرف کرینگے لیکن انسان بڑے بے پرواہ نکلے۔ انہوں نے دل میں کہا" کہ جب اتنی لمبی عمر ہے۔ تو پھر زندگی کا لطف کیوں نہ اُٹھایا جائے۔ اسلئے کافی عرصہ گلچھرے اڑائیں جب بڑھاپا آئے گا خدا کو یاد کرلینگے" خدا کو اس پر بہت افسوس ہُوا۔ اس نے انسانی زندگی کی میعاد گھٹا کر ایک سو سال کر دی اس توقع پر کہ وہ اس چند روزہ حیات کو تو ضرور ہی عبادت اور فکر عاقبت میں گزارینگے۔ لیکن برعکس اس کے انسانوں نے کھاؤ، پیو، موج اڑاؤ، کل تو فنا ہونا ہی ہے کے مقولے پر عمل کیا۔

ڈھٹائی کی حد

حضرتِ انسان کی ڈھٹائی اور فرعون مزاجی تو دیکھئے۔ کہ وہ سورج۔ چاند ستارے۔ جمادات۔ نباتات اور حیوانات کے بعد عالم وجود میں آیا۔ اس پر بھی اسکا دعوٰے ہے۔ کہ یہ سب کائنات میرے لئے ہی پیدا کی گئی ہے۔

(ارتقا)

لٹریچر کی طاقت

لٹریچر میں جو طاقت چھپی ہوئی ہے۔ وہ توپ، تلوار اور بم کے گولوں میں بھی نہیں پائی جاتی۔

یورپ کو چاہِ ذلالت سے نکال کر کس نے بامِ ترقی پر پہنچایا؟

قومی آزادی کے بیج کس نے بوئے؟

آزادی کے جذبات کو کس نے نشوونما دی؟

غلام ملکوں کو ترقی کی منزل پر کس نے پہنچایا؟

پوپ کے غلبہ اور طاقت کو کس نے کم کیا؟

فرانس کو جمہوریت کا سبق کس نے پڑھایا؟

پاؤں میں بے طرح کچلے ہوئے اٹلی کا سر کس نے اونچا کیا؟

لٹریچر نے لٹریچر نے لٹریچر نے

مردوں میں زندگی کی روح پھونکنے والا آبحیات اور امرت یہی لٹریچر ہے

(مہابیر پرشاد دویدی)

ہمارا پہلا کام

سوسائٹی اور ملک کی گری ہوئی حالت پر آنسو بہا کر صبر کر لینا بزدلی ہے۔

اور اسے اچھی طرح سمجھکر صرف رائے زنی اور بحث و مباحثہ کر کے رک جانا غنڈہ پن ہے۔ ان سوالوں کو حل کرنے کا کوئی ٹھیک طریقہ دیکھکر اس پر نہ چلنا دھوکہ بازی ہے۔ ہمارا کام خاموشی سے رائے زنی کرنا۔ آنسو بہانا۔ بڑے بڑے اعلےٰ اصولوں کی تلاش میں سرگرداں ہونا نہیں بلکہ سب سے اوّل کام تو لوٹ کھسوٹ کا خاتمہ کرنا ہے۔ (میکسم گورکی)

حکومت کے قابل

خدا نے کسی بھی شخص یا قوم کو کسی دوسرے شخص یا قوم پر حکومت کرنے کے قابل نہیں بنایا۔ (انقلاب ہند)

ناممکن ہے

تمام دنیا کی آنکھوں میں کچھ عرصے کیلئے دھول جھونکی جا سکتی ہے۔ اور چند اشخاص کو لمبے عرصے کیلئے دھوکہ میں رکھا جا سکتا ہے لیکن تمام دنیا کو ہمیشہ کیلئے اندھیرے میں رکھکر انہیں اُلّو بنانا ناممکن ہے (ابراہیم لنکن)

سب سے بڑا عجوبہ

انسانی سوسائٹی کا سب سے بڑا عجوبہ یہ ہے۔ کہ غریب لوگوں نے اتنا طویل عرصہ دُنیا کی بے انصافی اور عدم مساوات کو خاموشی سے کسطرح برداشت کر لیا۔ (افزوڈ)

سراسر بے انصافی

بھرتی کرنے والا آفیسر:۔ اچھوتوں کو فوج میں بھرتی نہیں کیا جا سکتا۔

اچھوت:۔ جناب یہ تو ہماری برادری کے ساتھ سراسر بے انصافی ہے

بھرتی کرنے والا افسر:۔ آپ کی برادری کا نام تو فوجی جماعتوں کی فہرست میں درج ہی نہیں۔

اچھوت:۔ فہرست تیار کرنے والے تو آپ خود ہیں جنہوں نے ہماری حق تلفی کی۔ کیونکہ اوّل تو گولہ بارود کی مہربانی سے آجکل میدانِ جنگ میں کسی شخص کو بھی اپنی ذاتی بہادری کے جوہر دکھلانے کا کم موقعہ ملتا ہے۔ دوسرے یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ قتل و خونریزی کے کام میں کسی کا پٹھان یا راجپوت ہونا کیونکر ضروری ہے۔

(منطقی)

چھڑی اور ناک

ایک شخص سڑک پر چلتا ہوا۔ اپنی چھڑی گھما رہا تھا۔ اتفاقاً اس کی چھڑی ایک آدمی کے ناک پر جا لگی۔ اُسے قدرتی طور پر غصہ آگیا۔ چھڑی والے نے یہ دیکھکر کہا کہ "مجھے سڑک پر چھڑی گھمانے کا پورا حق حاصل ہے" دوسرے نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ ہاں چھڑی گھمانے کا تو تمہیں پورا حق حاصل ہے۔ مگر ساتھ ہی تم کو یہ بھی

تو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ جہاں تمہاری چھڑی ختم ہوتی ہے وہاں کسی دوسرے بھلے مانس کی ناک تو شروع نہیں ہوتی۔

مینڈک اور تتلی

گاڑی کے پہیے کے نیچے آیا ہوا قریب المرگ مینڈک ہی جانتا ہے کہ اس کے جسم پر کتنے گہرے زخم آئے ہیں۔ اور اس کی کتنی ہڈیاں چور چور ہوگئی ہیں۔ سڑک کے کنارے لگے ہوئے پھولوں کی روش پر منڈلانے والی تتلی بے فائدہ ہی اسے صبر و شانتی کی تلقین کرتی ہے۔

چاہ کن راہ چاہ در پیش

تلوار اور حیوانی طاقت سے دوسروں کو غلام بنانے والے خود بھی تلوار اور حیوانی طاقت سے ہی تباہ ہونگے۔ (بائبل)

اسقاط حمل

کم عمر اور نابالغ بچوں کے خام دماغوں میں خاص قسم کے عقائد ٹھونسنا ہی بدترین قسم کا اسقاط حمل ہے۔ (برنارڈ شا)

کھری بات

بزرگوں کی عملی زندگی اور انسانی نوجوانوں کو ... سنگ

نیشلسٹ اور انقلاب پسند بننے کیلئے مجبور کرتے ہیں۔ (ڈل جان)

قدرتی کھاد

آزادی کے درخت کو سیراب کرنے کیلئے وقتاً فوقتاً محبان وطن اور ظالموں کے خون کی ضرورت ہوا کرتی ہے کیونکہ اس درخت کی قدرتی کھاد ہی یہی ہے۔ (طامس جافرسن)

بادشاہ اور رعایا کا فرض

گڈریا بھیڑوں اور بکریوں کے چرانے کی خاطر ہوتا ہے۔ نہ کہ بھیڑ اور بکریاں گڈریئے کا پیٹ بھرنے کیلئے۔ اسی طرح بادشاہ اور حکومت رعایا کی حفاظت اور خدمت کیلئے ہوتے ہیں۔ نہ کہ رعایا بادشاہ کی خدمت کیلئے۔ بادشاہ رعایا کا غلام ہے۔ رعایا بادشاہ کو گدی پر بٹھا سکتی ہے۔ اور اُسے کان سے پکڑ کر تخت سے اتار بھی سکتی ہے۔ (تھامس پین)

جنگ کی رائے دینے والوں سے سلوک

کوئی بھی جنگ شروع کرنے سے پہلے اُس ملک کے تمام بالغوں سے ووٹ لئے جانے چاہئیں۔ اور صرف انہیں لوگوں کو لڑائی اور خونریزی میں حصہ لینے پر مجبور کیا جانا چاہیئے۔ جنہوں نے جنگ کرنے کے حق میں

اپنی رائے دی ہو اور انکی نصف جائداد بھی جنگی کاموں میں خرچ کرنے کیلئے ضبط کر لینی چاہیئے ۔

سب سے زیادہ خطرناک

بم پستول اور زہریلی گیس سے بھی زیادہ وہ خطرناک خیالات ہیں جنکی روک تھام کیلئے برسرِ اقتدار اشخاص اور حکومتیں آئے دن وہ طرح طرح کے قوانین نافذ کرتی رہتی ہیں ۔

جیلخانے کی تربیت

(ملتان سنٹرل جیل میں دو عادی مجرم قیدیوں کی گفتگو)

پہلا قیدی :- کہو یار تم یہاں کیسے آئے ؟

دوسرا قیدی :- بھائی میں سو سو کے نوٹ بناتا ہوا پکڑا گیا ۔

پہلا قیدی :- تم بھی عجیب آدمی ہو کیا اتنا بھی نہیں جانتے کہ سو سو روپیہ کے نوٹ تمام ہندوستان میں نہیں چل سکتے ؟ لاہور کا تیار شدہ نوٹ کلکتے میں مدراس میں نہیں چل سکتا ۔

دوسرا :- آپکا تہِ دل سے شکریہ - پانچ سال جیلخانے کی ہوا کھانے کے بعد بھی میرے نوٹ بنانے کے ہنر میں تو کوئی کمی آ ہی نہیں سکتی - ہاں یہ

خیال ضرور رکھونگا۔ کہ صرف پانچ پانچ اور دس دس روپیہ کے ہی نوٹ تیار کروں

عہدِ جمہوریت

ہمارے زمانۂ جمہوریت میں نہ تو کوئی فوج اور پولیس ہوگی۔ اور نہ ہی عدالتیں جج اور وکیل جیلخانوں کے دروازوں پر تالے تالے ہونگے پیچیدہ قوانین کی مطلق ضرورت نہ رہے گی۔ قانون کی موٹی موٹی کتابیں عجائب گھروں کی زینت بنیں گی۔ تمام انسان ایک دوسرے کو برابر اور اپنے جیسا سمجھیں گے۔ امیر و غریب۔ حاکم محکوم۔ آقا و غلام۔ سرمایہ دار و مزدور۔ جاگیردار و مزارع وغیرہ کا کوئی فرق نہ رہے گا۔ ان لفظوں کو لوگ اپنی ڈکشنریوں (لغات) سے معلوم کیا کرینگے۔ زر۔ زمین اور زن کے سب جھگڑے ختم ہو جائیں گے۔ عورتوں کو بھی انسانیت اور مساوات کا درجہ دیا جائے گا۔ چاروں طرف چوڑی سڑکیں۔ خوبصورت باغات اور عالیشان ہوادار مکانات بنیں گے غلیظ گندی اور بدبودار جھونپڑیاں جلا کر خاک سیاہ کردی جائینگی۔ اسوقت صحیح معنوں میں دنیا بہشت بنجائے گی۔ (اناد کسٹ)

کب ہوگی؟

جج ہوگئے تو ان سے یہ کہاوت سُننے سُننے چلے

ن بھی پک گئے۔ کیا سچ مچ کبھی وہ زمانہ بھی آئےگا جب سچائی کی فتح ہو گی؟

قابلِ غور تجویز

تلوار، ڈھال، نیزہ بازی اور بھالے گرز وغیرہ کی لڑائی میں تو موٹے تازے

تندرست اور قد آور نوجوانوں کو بھرتی کرنا ضروری تھا مگر آجکل جبکہ لڑائی بم کے

بوں اور زہریلی گیسوں سے ہوتی ہے کمزور اور ضعیف العمر لوگوں کو کیوں

ج میں بھرتی نہیں کیا جاتا۔ (سوشلسٹ)

اپنی لڑائیاں لڑو

آج تک تو بھولے بھالے سیدھے سادے عوام بادشاہوں خلیفوں

امیروں۔ لارڈوں اور پوپ پادریوں کیلئے لڑتے رہتے ہیں۔ اب

وقت آگیا ہے۔ کہ انھیں اپنے حقوق کی خاطر اپنی لڑائیاں لڑنی چاہئیں۔

دونوں قیدی ہیں

جون کے مہینے کی کڑکتی ہوئی دھوپ اور منہ جھلسا دینے والی لُو میں دو

پولیس کانسٹیبل ایک قیدی کو کچہری سے ریلوے اسٹیشن کی طرف پیدل لئے

جا رہے تھے۔ فاصلہ بھی تین چار میل کا تھا۔ قیدی کو زار و قطار روتے دیکھکر

ایک نے اس سے کہا کہ اس وقت یہ سنتری بھی تیری طرح قیدی ہیں تجھے

دھوپ میں نہیں لے جارہے۔ بلکہ تو انہیں دھوپ میں لے جارہا ہے۔ اگر ہتھکڑی کے ایک سرے سے تیرا ہاتھ بندھا ہُوا ہے۔ تو دوسرے سرے سے انکے ہاتھ بھی جکڑے ہوئے ہیں۔

تعجّب ہے

خنجر۔ پستول یا بندوق سے مرنے والے ایک شخص کیلئے تمام دُنیا میں تہلکہ مچ جاتا ہے۔ مگر تعجّب ہے کہ افلاس۔ بھوک۔ قحط اور وباؤں سے تباہ ہونے والے کروڑوں انسانوں کیطرف کوئی توجہ نہیں دیتا۔

وحشی اور مہذب

زمانۂ بربریت کے وحشی انسان تو اپنے دیوی دیوتاؤں کیلئے کبھی نہ کبھی ایک آدھ انسان کی قربانی دیا کرتے تھے۔ مگر حیرت ہے۔ کہ نئی روشنی کے مہذب لوگ آئے دن کروڑوں بندگانِ خُدا کی قربانی کِس کی خوشنودی کی خاطر کرتے ہیں؟

مہذّب اور غیر مہذّب کی پہچان۔

زمانہ حال میں مہذّب انسان کی پہچان یہ ہے۔ کہ وہ دل میں ہزاروں کدورتیں بغض و عناد اور نفرت و حقارت کے جذبات رکھتا ہوا بھی بظاہر ہنستا

اور مسکراتا ہے لیکن برخلاف اس کے جاہل اور وحشی وہ ہے۔ جو دوست کو دوست اور دشمن کو دشمن کے نام سے پکارتا ہو یعنی غرضیکہ ظاہر و باطن یکساں رکھنے والے ہی بدتمیز اور غیر مہذّب کہلاتے ہیں۔

بوڑھے اور نوجوان

بوڑھے کبھی انقلاب اور سدھاروں کے حامی نہیں ہوتے۔ سدھار تو ہمیشہ اُن نوجوانوں کی ہمت شجاعت اور ایثار و قربانی کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ جو موت سے ڈرنا اور منزلِ مقصود سے قدم پیچھے ہٹانا نہیں جانتے۔ اور جنکی رہنمائی دماغ کی بجائے اُن کے دل کرتے ہیں کیونکہ بڑے بڑے انقلاب دلیل و منطق سے نہیں بلکہ جذبات اور احساسات سے ہوا کرتے ہیں۔

(لائڈ جارج)

بے وقوف کسان

اِن جاہل اور بے وقوف کسانوں کو تو دیکھو۔ دنیا صرف شہنشاہوں کو تخت پر بٹھانے والے بھی ہیں۔ سیاستدانوں کو شہرت انہی کی بدولت نصیب ہوتی ہے۔ جرنیلوں اور کمانڈروں کو زبردست اور شاندار فتوحات بھی دلاتے ہیں۔ لیکن یہ سب کچھ جہالت۔ لاعلمی اور نیم پاگل پن کی وجہ سے کرتے ہیں یہ

گنوار اپنی قوّت بازو سے دنیا کو ہلا دیتے ہیں۔ اور اپنی عزیز جانوں کو خدا۔ بادشاہ حب الوطنی اور منڈیوں کی خاطر ضائع کر دیتے ہیں۔ ایسے شیخ چلیوں اور نالائق گدھوں سے خدا ہی سمجھے۔ جو اپنی تمام عقل اور سمجھ ایک کٹ پتلی کیطرح نچانے والوں کے حوالے کرتے ہوئے اپنی قیمتی زندگیاں خود غرضوں کے سپرد کر دیتے ہیں۔

(سٹیفن کرین)

خود اعتمادی

جب ہماری امداد کیلئے خدا نے پیغمبر بھیجنے بند کر دیئے ہیں۔ تو پھر ہم خود اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی کوشش کیوں نہ کریں۔

پاکیزہ جذبات

جبتک کہ دنیا میں مظلوم اور ادنےٰ جماعت موجود ہے۔ میں اسمیں شامل ہوں

جبتک کہ اس میں مجرمانہ عنصر موجود ہے میرا بھی اسمیں حصہ ہے

جبتک کہ ایک بھی انسان قید خانے میں بند ہے۔ میں بھی آزاد نہیں۔

(یوجین ڈبس)

مسئلہ اراضیات

تم جانتے ہو مسئلہ اراضیات کا کیا مطلب ہے؟ اسکا مطلب ہے بھوکا

پیاسا اور ننگا رہنا یا بھرے پیٹ اور خوش حال رہنا۔

بے دخلی کا نوٹس لے کر فوراً نکل جانا یا بال بچوں کے ساتھ مدتوں خوشی خوشی آباد رہنا غرضیکہ بہشت اور دوزخ دونوں ہی اس سوال پر حیران ہیں۔ کہ زمین کی ملکیت کس کی ہو اور کن شرائط پر۔ اسلئے مسئلہ اراضیات کے متعلق قوانین سوچ سمجھکر ہی بنائے جائیں۔

خوشی کی اہمیت

ہمیں ہمیشہ یہی نصیحت کی جاتی ہے کہ "زندگی متبرک ہے" "آزادی متبرک ہے" "جائداد متبرک ہے" مگر یہ کبھی کسی نے نہیں بتلایا۔ کہ خوشی بھی متبرک ہے حالانکہ زندگی۔ آزادی اور جائداد وغیرہ کے متبرک ہونے کی وجہ یہ ہے۔ کہ ان کا تعلق انسانی خوشی سے ہے۔ (جیمز میکے)

افسوس کی بات

یہ کس قدر افسوس کی بات ہے۔ کہ بھلے اور نیک دل انسان بھی اپنا وقت اور طاقت فضول کاموں میں ضائع کر رہے ہیں۔ حالانکہ سب سے اہم اور ضروری مسئلہ دولت کی جائز تقسیم یا سوشلزم ہے۔

ایک سرمایہ دار کی اپنے بیٹے کو نصیحت

عزیز من ۔ اگر بھوکوں مرنا چاہتے ہو۔ تو اصول پرست بنکر اخبار چلاؤ۔ کیونکہ سر پھرے بیوقوف ہی کسی خاص اصول پر ڈٹے رہتے ہیں ۔ اور اگر کامیابی سے اخبار چلانے کا ارادہ ہے اور اُسے نہ صرف پیٹ بھرنے کا ہی ذریعہ بنانا ہے بلکہ اس کی بدولت موٹر کاریں ۔ بنگلے ۔ عیش وعشرت اور شہرت بھی حاصل کرنا مقصود ہے ۔ تو گھبراؤ نہیں۔ ذرا اپنی پالیسی بدل ڈالو۔ جونتش ۔ رمل ۔ گنڈے تعویذ۔ جلق ۔ نامردی وغیرہ کے تیر بہدف نسخوں ۔ گھوڑ دوڑ ۔ سٹے بازی سینما ریڈیو وغیرہ وغیرہ کے اشتہارات اور مخرب اخلاق مضامین شائع کرو پھر دیکھو کہ پو بارہ ہیں ۔ بیٹیا ۔ اخلاق ۔ دھرم ضمیر۔ ایمان اور قومی مفاد وغیرہ اور چیزیں ہیں۔ اور تجارت اور چیز ہے ۔ اگر تم اخلاق اور بیوپار کو یکجا کرنے کی بے ہودگی کے مرتکب ہوئے تو یاد رکھنا تمام عمر ٹھوکریں کھاتے رہو گے ۔

ہماری اخبار نویسی

امریکہ میں آزاد پریس یعنی آزاد اخبارات کا وجود عنقا ہے ۔ آپ بھی اچھی طرح جانتے ہیں ۔ اور میں بھی بخوبی جانتا ہوں ۔ کہ اخبار نویسوں اور ایڈیٹروں میں سے ایک بھی ایسا نہیں ۔ جو اپنی بے لاگ اور ایماندارانہ رائے کا اظہار کر سکے ۔

مجھے ڈیڑھ سو ڈالر ہفتہ وار اسلئے دیئے جاتے ہیں تاکہ میں اپنی آزادانہ یا ایماندارانہ رائے اخبار میں کبھی شائع نہ کروں۔ بلکہ ہمیشہ اخبارات کے کالموں میں وہی لکھوں۔

جو آقاؤں کے مفاد کے عین مطابق ہو۔ آپ لوگوں کو بھی اسی غرض کیلئے تنخواہیں دی جاتی ہیں۔ اگر بیوقوفی سے کسی نے اِس راہ سے مُنہ موڑا تو اسے نوکری سے جواب مِلتا ہے۔ اور وہ پھر سڑکوں گلیوں کی خاک چھانتا پھرتا ہے۔

اور یہ بھی آپ سے پوشیدہ نہیں۔ کہ جن خیالات کے ذریعے سرمایہ داروں کی طاقت کمزور ہوتی ہے۔ یا جو ان کے نامۂ اعمال کا بھانڈہ پھوڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو انہیں بدنام کرنے کیلئے خطرناک۔ لچر۔ اخلاقی معیار سے گرے ہوئے۔ ذلیل ناموں سے پکارا جاتا ہے۔

امریکہ کے اخبارات کا کام ہے۔ صداقت کا گلا گھونٹنا۔ سفید جھوٹ بولنا سچ کی مٹی پلید کرنا۔ سرمایہ دار آقاؤں کی خوشامد کرنا اپنے ملک اور انسانیت کو چند ٹکوں کی خاطر فروخت کرنا سچی بات تو یہ ہے۔ کہ ہم طاقتور اور صاحبِ اقتدار سرمایہ داروں کے ہاتھ کی کٹ پتلیاں ہیں۔ ہمیں اُنکے اشاروں پر ناچنا پڑتا ہے۔ ہمارے دِل و دماغ ہماری طاقت ہماری زندگیاں۔ دوسروں کی

ملکیت ہیں اور ہماری دماغی پوزیشن ولیشیا (یعنی بازاری عورت) جیسی ہے۔

(جان سونٹن مشہور اخبار نویس)

شاعر کی خواہش

دنیا میں جتنی طاقت وہشت زدگی پھیلانے کی خاطر خرچ کی جاتی ہے۔ اور جس قدر دولت درباروں اور چھاونیوں میں ضائع کی جاتی ہے۔ اگر اسکا نصف یا چوتھائی حصہ بھی انسانوں کو روشن دماغ بنانے میں صرف کیا جائے۔ تو دنیا میں پھر قلعے اور چھاونیوں کی ضرورت ہی نہ رہے۔ (لانگ فیلو)

زمانہ جدید کی ضروریات

وہ زمانہ گزر گیا۔ جب مسجدوں سے ہی اہلِ ٹرکی کی سوشل ضروریات پورا کرنے کی کوشش کی جاتی تھی۔ اب زمانۂ جدید کے ٹرکی کو نئی مسجدوں کی مطلق ضرورت نہیں۔ اب تو کارخانوں۔ لائبریریوں۔ عجائب گھروں ہسپتالوں بچونکی پرورش گاہوں۔ زنانہ اسکولوں کالجوں۔ ورزش گاہوں وغیرہ کی اشد ترین ضرورت ہے۔ جنکے ذریعے ٹرکی دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرے۔ اور اسکا شمار بھی دُنیا کے ترقی یافتہ ممالک میں ہو سکے۔ (کمال پاشا)

کاش کوئی خوشی کا بھی ذکر کرتا!

آجتک جسقدر لٹریچر (ڈرامے۔ ناول۔ قصے۔ کہانیاں۔ مضامین وغیرہ) میری نظر سے گذرا۔ سب میں بنی نوع انسان کے دکھڑوں۔ اور مصیبتوں کا رونا رویا گیا ہے۔ کاش کوئی شخص انسانی خوشی کا بھی ذکر کرتا۔ اور بتلاتا کہ خوشحال لوگ کس قسم کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ (ایلین)

بے بسی کی زندگی

کیا دنیا میں قیدی سے بڑھکر بھی کوئی بے بس اور قابلِ رحم ہستی ہے؟ آہ! اسے آزادی جیسی بیش بہا نعمت سے محروم کرنا ہی کافی نہیں سمجھا جاتا۔ بلکہ اسے اپنے وطن سے ہزاروں میل دور کالے پانی میں جلا وطن کر دیا جاتا ہے۔ جہاں اُسے نم آلود اندھیری کوٹھریوں میں تنہائی کی زندگی بسر کرنے کیلئے مجبور کیا جاتا ہے۔ کھانے کو وہ خوراک دی جاتی ہے۔ جسے حیوان بھی کھانا پسند نہ کریں۔ اگر بدقسمتی سے قیدی تعلیمافتہ ہوا۔ تو کتابوں اخباروں کو دیکھنے کیلئے ترستا رہتا ہے۔ اور اس قسم کی بہت سی باتیں جو قیدی کی صحت پر بُرا اثر ڈالتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر قیدی قبل از وقت ہی بڑھاپے اور موت کا شکار ہو جاتے ہیں۔

انقلاب اور بغاوت

انقلاب اور بغاوت تو جراح کے چاقو کی طرح سوسائٹی کے پھوڑے کا آخری علاج ہے۔ سب سے پہلے تو یہ کوشش ہونی چاہیئے۔ کہ وہ پھوڑا کسی سمجھوتے کی پلٹس یا کسی معاہدے کے کاڑھے کے استعمال سے ہی پھٹ جائے؛

زیادہ مفید

میں ایک ہائی سکول یا صنعتی کارخانے کو اپنے ملک کے لئے ہزاروں گرجوں، گوردواروں، شوالوں اور مسجدوں سے زیادہ مفید سمجھتا ہوں

(سوشلسٹ)

پرمیشور کیسے ملے؟

موجودہ حالات میں میرے ہموطن بھگوت گیتا کے مطالعہ کی نسبت فٹ بال کھیل کر پرمیشور کو جلدی پا سکتے ہیں؛ (وویکانند)

انسانی خصلت

انسان اگرچہ کتنی ہی گری ہوئی خستہ حالت میں کیوں نہ ہو۔ وہ اپنی سوسائٹی میں اوروں کی نسبت اپنے آپ کو بہتر سمجھنے میں ایک خاص قسم کا لطف محسوس کرتا ہے؛

حیرت انگیز ایجاد

لوگ ٹیلیفون۔ ریڈیو۔ ٹیلی وژن وغیرہ کو سائنس کی کتنی ہی حیرت انگیز ایجاد
وں نہ کہیں میری نگاہ میں تو لنڈن۔ پیرس۔ برلن۔ روما جیسے عظیم شان شہر
دیکھتے ہی دیکھتے تباہ و برباد کر دینے والی زہریلی گیس یا خوفناک کہیں ہی
سب سے زیادہ حیرانی میں ڈالنے والی زبردست ایجاد ہے ؎

قدرت کی خامی

قدرت کے نظام کی خامی تو دیکھو۔ کہ انسانوں کی خصلتیں اور عادتیں تو
شی درندوں جیسی بنائیں۔ لیکن انہیں شیر۔ چیتے اور بھیڑیئے جیسے تیز دانت
ر پنجے نہیں دیئے ؎

کھودا پہاڑ اور نکلا چوہا

کیا بحرِ اوقیانوس کے نیچے سرنگ کھدوانے کی تجویز پر اسلئے غور کیا جاتا
ہے۔ تاکہ نئی دنیا کے باشندوں کو یہ بھی اطلاع دی جا سکے۔ کہ فلاں یورپین
شہزادی کو کالی کھانسی کی شکایت ہو گئی ہے؟

بے وقت کی راگنی

میرے محبوب شاعر آج وقت کی ضرورت کا تقاضا تو یہ ہے۔ کہ تم اپنے

شعلہ بار کلام سے بادِ سموم کیطرح ایسی چنگاریاں چھوڑ و جس سے کہ ظلم و تعدّی۔ بے انصافی اور اندھیر گردی جل کر خاک سیاہ ہو جائے ۔ مگر حیرانگی تو یہ ہے ۔ کہ تمہیں بادِ نسیم کے سرد جھونکوں کی سوجھ رہی ہے ۔

سویا ہوا جوالا مکھی

عوام یا رعایا تو ایک سوئے ہوئے جوالا مکھی (آتش فشاں پہاڑ) کی مانند ہے جب جوالا مکھی پھٹ پڑتا ہے ۔ تو اس کا لاوا چند لمحوں میں بڑی سے بڑی مغرور اور زبردست بادشاہتوں کو فنا کر دیتا ہے ۔ تاریخ شاہد ہے ۔ کہ وہ جوالا مکھی ۱۶۴۹ء کو انگلستان میں ۱۷۸۹ء کو فرانس میں ۱۹۱۷ء کو روس میں ، ۱۹۱۸ء کو جرمنی میں ۱۹۱۱ء کو چین میں پھٹا تھا ۔ جس کے نتیجے میں بادشاہ چارلس اول ، سولھواں لوئیس ۔ رانی میری ۔ زار نکولاس دوئم ۔ قیصر ولیم دولم اور منچو رانی کو نہ صرف اپنے تخت و تاج سے ہی بلکہ اپنی جان سے بھی ہاتھ دھونے پڑے تھے ۔ افسوس تو اس بات کا ہے ۔ کہ موجودہ زمانے کے اندھے حکمران ہسٹری سے بھی کوئی سبق سیکھنا نہیں چاہتے ۔

موجودہ تعلیم کا مقصد

ہماری موجودہ تعلیم ہمارے بچوں اور نوجوانوں کے سامنے یہ آدرش رکھتی

کہ جسمانی محنت دماغی محنت سے بہت گھٹیا ہے۔ اور جہاں تک ممکن ہو ان کو ایسے پیشے سے بچنا چاہیے جس کا تعلق جسمانی محنت سے ہو۔ لئے ہر تعلیم یافتہ شخص کی یہی کوشش ہوتی ہے۔ کہ اس کی جسمانی ضروریات کا سامان کسی اور کی محنت سے تیار ہو ٭

نئی تعلیم یہ سکھلاتی ہے کہ جسقدر ہو سکے محنت کم کرو اور قومی دولت کا سے بڑا حصہ اپنے استعمال میں لاؤ ٭

شیطان کی کرتوت

شیطان بیچارے کو تو لوگوں نے مفت میں بدنام کر رکھا ہے۔ حالانکہ وہ پاؤں سے چلنے والے غریب انسانوں کو بچانے کی خاطر سڑک پر پڑے ہوئے کے انگاروں کو اٹھا کر چپکے سے پھوس کے چھپر پر رکھ دیتا ہے ٭

(پرانی تمثیل)

شاعر سے خطاب

اگر تم شاعر ہو۔ اور قدرت نے فیاضی سے تمہیں شیریں۔ دلکش اور الفاظ میں اپنے خیالات کے اظہار کرنے کی طاقت بخشی ہے۔ تو للہ طاقت کو گل و بلبل کے تصوں حسن و عشق کے افسانوں

شعلہ بار کلام سے بادِ سموم کیطرح ایسی چنگاریاں چھوڑو جس سے کہ ظلم و تعدّی بے انصافی اور اندھیر گردی جل کر خاک سیاہ ہو جائے۔ مگر حیرانگی تو یہ ہے۔ کہ تمہیں بادِ نسیم کے سرد جھونکوں کی سوجھ رہی ہے۔

سویا ہوا جوالا مکھی

عوام یا رعایا تو ایک سوئے ہوئے جوالا مکھی (آتش فشاں پہاڑ) کی مانند ہے جب یہ جوالا مکھی پھٹ پڑتا ہے۔ تو اس کا لاوا چند لمحوں میں بڑی سے بڑی مغرور اور زبردست بادشاہتوں کو فنا کر دیتا ہے۔ تاریخ شاہد ہے۔ کہ وہ جوالا مکھی ۱۶۴۹ء کو انگلستان میں ۱۷۸۹ء کو فرانس میں ۱۹۱۷ء کو روس میں ۱۹۱۸ء کو جرمنی میں ۱۹۱۱ء کو چین میں پھٹا تھا۔ جس کے نتیجے میں بادشاہ چارلس اول سولھواں لوئیس۔ رانی میری۔ زار نکولاس دوئم۔ قیصر ولیم دوئم اور منچو رانی کو نہ صرف اپنے تخت و تاج سے ہی بلکہ اپنی جان سے بھی ہاتھ دھونے پڑے تھے۔ افسوس تو اس بات کا ہے۔ کہ موجودہ زمانے کے اندھے حکمران ہسٹری سے بھی کوئی سبق سیکھنا نہیں چاہتے۔

موجودہ تعلیم کا مقصد

ہماری موجودہ تعلیم ہمارے بچوں اور نوجوانوں کے سامنے یہ آدرش رکھتی

ہے کہ جسمانی محنت دماغی محنت سے بہت گھٹیا ہے۔ اور جہاں تک ممکن ہو ہر نوجوان کو ایسے پیشے سے بچنا چاہیئے جس کا تعلق جسمانی محنت سے ہو۔ اسی لیئے ہر تعلیمیافتہ شخص کی یہی کوشش ہوتی ہے۔ کہ اس کی جسمانی ضروریات کا تمام سامان کسی اور کی محنت سے تیار ہو۔

غرضیکہ تعلیم یہ سکھلاتی ہے کہ جسقدر ہو سکے محنت کم کرو اور قومی دولت کا سب سے بڑا حصّہ اپنے استعمال میں لاؤ۔

شیطان کی کرتوت

شیطان بیچارے کو تو لوگوں نے مفت میں بدنام کر رکھا ہے۔ حالانکہ وہ ننگے پاؤں چلنے والے غریب انسانوں کو بچانے کی خاطر سڑک پر پڑے ہوئے آگ کے انگاروں کو اُٹھا کر چپکے سے پھوس کے چھپّر پر رکھ دیتا ہے۔

(پرانی تمثیل)

شاعر سے خطاب

اگر تم شاعر ہو۔ اور قدرت نے فیاضی سے تمہیں شیریں۔ دلکش اور موثر الفاظ میں اپنے خیالات کے اظہار کرنے کی طاقت بخشی ہے۔ تو للہ اس طاقت کو گل و بلبل کے تصوران حسن و عشق کے افسانوں

گیسو، خط و خال کی تشبیہوں چشم و ابرو۔ لب و دنداں کے استعاروں ہجر و وصال کے ارمانوں وغیرہ فرسودہ اور دقیانوسی خیالات کی نشر و اشاعت میں ضائع نہ کرو۔ بلکہ اپنے مظلوم اور دکھی بھائیوں کی زندگی اور موت کے اہم مسائل پر خرچ کرو۔

اندھیرے کی برکتیں

اندھیرا کئی انسانوں اور حیوانوں کیلئے باعث برکت ہے۔ اُلّو۔ چمگادڑیں شیر۔ چیتے۔ بھیڑیے۔ چور۔ ڈاکو بہ نسبت روشنی کے اندھیرے کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کو اندھیرے میں اپنے شکار کو مارنے میں زیادہ آسانی ہوتی ہے۔

لوٹ کر لیجئے

حکومت خود اختیاری میں تو مطلق العنان بادشاہوں کے پاؤں جلدی اُکھاڑے جا سکتے ہیں لیکن جمہوری نظام میں چونکہ لوگوں کو آزادی اور جمہوریت کا وہم ہوتا ہے۔ اسلئے اسکی جڑیں زیادہ گہری اور مضبوط ہوتی ہیں۔ موجودہ نظام میں عوام کا حقیقی دشمن سیاسی حکمران نہیں۔ بلکہ اقتصادی لوٹ کھسوٹ ہے۔ اور سیاسی طاقت اسی مالی لوٹ کھسوٹ کی مددگار ثابت ہو

ہو رہی ہے۔ (الیگنینڈر برکسامین)

توپ یا بازاری عورت

حسن و جوانی کی تجارت کرنے والی بازاری عورتوں کیطرح جنگی توپوں اور مشین گنوں کو بھی نابالغ بچوں اور کمزور بوڑھوں سے مطلق سروکار نہیں۔ انہیں بھی اپنی خوراک کیلئے خوب ہٹے کٹے، قدآور اور خوبصورت نوجوانوں کی ضرورت رہتی ہے۔ (منطقی)

بتدریج اور آہستہ آہستہ

اپنے گھر میں لگی ہوئی آگ کو آہستہ آہستہ بجھانے میں کوئی بھی رضامند نہ ہوگا۔ اور گھر میں گھسے ہوئے چور کو آہستہ آہستہ نکالنے کی بات بھی بے وقوفی سمجھی جائے گی لیکن صرف ملکی آزادی یا سوراج کے سوال پر ہی "بتدریج آہستہ آہستہ" کا اپدیش بڑی عقلمندی تصور کی جاتی ہے۔

امدادی سوسائٹیوں کی توجہ کے قابل

کیا قیدیوں کی امدادی سوسائٹیاں بنانے والے اپنے دماغ سے کوئی ایسی سکیم نہیں نکال سکتے جس سے جرائم کا وجود ہی دنیا میں نہ رہے۔

خود کردہ را چہ علاج

دوسروں کی بنائی ہوئی زنجیروں کو تو آدمی توڑ سکتا ہے مگر خود اپنے ہاتھوں سے تیار کی ہوئی زنجیر کو کون توڑ سکے؟ (ٹھو ریو)

مکڑی اور انسان

جس طرح مکڑی اپنے جسم سے جالا تن کر خود اس میں پھنس جاتی ہے اور تکلیفیں اُٹھا کر مر جاتی ہے۔ اسی طرح حضرت انسان نے اپنے دماغ سے مختلف انسٹی ٹیوشن۔ مذہب۔ شادی۔ بیاہ۔ طلاق۔ حکومت۔ فوج۔ تجارت۔ سکہ۔ تبادلہ۔ سائنس وغیرہ کی ایجادیں کیں۔ اور آج تک انہیں کے شکنجہ میں بُری طرح پھنس کر تکلیفیں اُٹھا رہا ہے۔

مبارکباد کا صحیح موقعہ

بھلا بچے کی پیدائش کے وقت بھی بچے کے والدین کو مبارکباد پیش کرنے کا کوئی موقعہ ہے۔ اسوقت تو کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ وہ بچہ بڑا ہو کر رام کرشن بُدھ عیسیٰ اور کارل مارکس بنے گا۔ یا دریودھن۔ میر جعفر یا جے چند بنے گا۔ مبارک پیش کرنے کا صحیح موقعہ تو تب ہوگا۔ جب وہ کامیابی سے زندگی گذار کر بستر مرگ پر پڑا ہو۔

عجائباتِ عالم

لوگ تو قدیم دنیا کے سات عجائبات (چین کی دیوار، مصر کے مینار، بابل اور نینوہ کے معلق باغات، کولوسس کا بُت، آگرہ کا روضہ تاج محل وغیرہ وغیرہ) کو دیکھکر انگشت بدنداں ہوتے ہیں۔ مگر میری نظروں میں سخت محنت کرنے والا کسان، ہاتھ پاؤں ہلائے بغیر مزے سے آرام کی زندگی بسر کرنے والا رئیس ایک ایک برس کی دلہن، دو، دو برس کے دولھے، تین تین برس کی بیوائیں نیک چلن، عالم ہونے کے باوجود اچھوت وغیرہ ہی سب سے بڑے عجائباتِ عالم ہیں۔

اچھّی نہیں لگتی!

جب آپ ہمشہ عوام کا ذکر کوڑا کرکٹ (Rag-tag and bobtail) اور گاما ماجھے وغیرہ الفاظ سے کرتے ہیں تو آپ کے منہ سے جمہوریت کی رٹ اچھّی نہیں لگتی۔ یا کیا جمہوریت سے آپکا مطلب صرف چند چیدہ لوگوں کی طاقت سے ہوگا؟

علیحدہ بستیاں

امیر لوگ ماڈل ٹاؤن جیسی بستیاں اسلئے علیحدہ بناتے ہیں۔ تاکہ اُن کے

نازک کانوں میں بھوک سے تڑپتے ہوئے غریبوں کی دردناک صدائیں نہ پڑیں اور نہ ہی ان کی حسین و جمیل آنکھیں۔ پھٹے ہوئے میلے کچیلے کپڑوں سے ملبوس فاقہ کش انسانوں کو دیکھ سکیں۔

امیر و غریب کا مقابلہ

امیر اور غریب دونوں عبادتگاہ میں داخل ہوتے ہیں۔ اور انمیں مندرجہ ذیل گفتگو ہوتی ہے۔

امیر:۔ آؤ ہم سب یہاں بھائی ہیں۔

غریب:۔ کیا کہا بھائی۔ اخاہ بھائی کی بھی ایک ہی کہی۔ آپ تو بڑے حضرت ہیں۔ اپنی عبادت میں تو ہمیں بھائی کہہ کر بخوشی شریک کر لیتے ہیں لیکن اپنے دسترخوان پر ہمیں اچھوت اور ذلیل سمجھکر نزدیک تک بھٹکنے نہیں دیتے کیا ہم صرف روحانی دُنیا میں مساوات کے حقدار ہیں۔ اور مادی دُنیا میں نہیں؟

غلط فہمی

آپ سمندر کی سطح کو خاموش اور پُرسکوں دیکھکر مطمئن ہیں۔ لیکن کیا عجب ہے۔ کہ سطح کے نیچے متلاطم موجیں خوفناک طوفانوں کو پرورش کر رہی ہوں۔

صرف ایک ہی موقعہ

ہر نوجوان کی زندگی میں ایک موقعہ آتا ہے۔ جب اُسے یہ فیصلہ کرنا پڑتا ہے۔ کہ وہ صرف اپنے والدین کے آنسو پونچھے گا۔ یا تمام دنیا کے والدینوں کے۔ گوتم بدھ مسیح۔ کارل مارکس جیسے نوجوانوں نے دوسرا مگر مشکل راستہ اختیار کیا۔

ایک ہی شادی

میزینی:۔ بھولی بھالی لڑکیو! کیا تم چاہتی ہو۔ کہ میں تم سے کسی ایک کے ساتھ شادی کرلوں؟ کیا تم نہیں جانتیں۔ کہ میری شادی تو مادر وطن اٹلی کی محبت کے ساتھ ہو چکی ہے؟ کیا تمہاری یہ خواہش ہے۔ کہ میں دوسری شادی کر کے اِس محبت کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالوں؟

قانون کا تالا

قانون کا تالا صرف طلائی چابی سے کھل سکتا ہے۔ مگر ایسی چابی ٹوٹ بھی جایا کرتی ہے۔

انقلاب کیا ہے؟

سکول کے ایک طالب علم کیطرح انقلاب کے حقیقی معانی سے تم بھی ناآشنا ہو

انقلابی وہ ہے۔ جو ہر ناانصافی اور ہر غلطی پر چلّا اُٹھے۔ انقلابی وہ ہے۔ جو سب زمینوں۔ سب آسمانوں۔ سب زبانوں۔ اور سب وقتوں کا ایک مجسّم گیت ہو۔ انقلابی سماج کے قصاب خانہ میں ایک بیمار اور فاقوں مری بھیڑ نہیں وہ ایک تنومند مزدور ہے۔ جو اپنے آہنی ہتھوڑے کی ایک ہی ضرب سے ارضی جنّت کے دروازے کھول سکتا ہے۔ یہ منطقی خوابوں اور نظریوں کا نام نہیں۔ انقلاب ایک ٹھوس حقیقت ہے۔ یہ یہاں پر موجود ہے۔ اس کی لہریں بڑھ رہی ہیں۔ کون ہے جو اب اس کو روک سکتا ہے۔ یہ بند باندھنے پر بھی نہ رُک سکے گا۔ (آتش پارے)

انقلاب پسند کے جذبات

مرمریں محلات کے مکینو! تم اس وسیع کائنات میں صرف سورج کی روشنی دیکھتے ہو۔ مگر یقین جانو! اس کے سائے بھی ہوتے ہیں۔

انسانیت ایک دل ہے۔ ہر شخص کے پہلو میں ایک ہی قسم کا دل موجود ہے۔ اگر تمہارے بوٹ غریب مزدوروں کے ننگے سینوں پر ٹھوکریں لگاتے ہیں اگر تم اپنے شہوانی جذبات کی بھڑکتی ہوئی آگ کو کسی ہمسایہ نادار لڑکی کی عصمت دری سے ٹھنڈی کرتے ہو۔

اگر تمہاری غفلت سے ہزارہا یتیم بچے گہوارۂ جہالت میں پل کر جیلوں کو آباد کرتے ہیں۔

اگر تمہارا دِل توے کی مانند سیاہ ہے۔ تو یہ تمہارا قصور نہیں۔ ایوانِ معاشرت ہی کچھ ایسے ڈھب پر استوار کیا گیا ہے۔ کہ اس کی ہر چھت اپنی ہمسایہ چھت کو دابے ہوئے ہے اور ہر اینٹ دوسری اینٹ کو۔

جانتے ہو۔ موجودہ نظام کے کیا معنی ہیں؟ یہ کہ لوگوں کے سینوں کو جہالتکدہ بنائے۔ انسانی تعزز کی کشتی ہوا و ہوس کی موجوں میں بہا دے۔ جوان لڑکیوں کی عصمت چھین کر انہیں ایوانِ تجارت میں کھلے بندوں حسن فروشی پر مجبور کر دے۔ غریبوں کا خون چوس کر انہیں جلی ہوئی راکھ کے مانند قبر کی مٹی میں یکساں کر دے۔

کیا تم اسی کو تہذیب کا نام دیتے ہو؟ بھیانک قصابی تاریک شیطنت۔

آہ! اگر تم دیکھ سکو۔ ایسے بہت سے لوگ ہیں۔ جو قبر نما جھونپڑیوں میں زندگی کے سانس پورے کر رہے ہیں۔ تمہاری نظروں کے سامنے ایسے افراد موجود ہیں۔ جو موت کے منہ میں جی رہے ہیں۔ ایسی لڑکیاں ہیں۔ جو بارہ سال کی عمر میں عصمت فروشی کرتی ہیں۔ اور بیس سال کی عمر میں؟ بر کی

سردی سے لپٹ جاتی ہیں۔ مگر تم! ہاں تم جو اپنے لباس کی تراش کے متعلق گھنٹوں غور کرتے رہتے ہو۔ یہ نہیں دیکھتے۔ بلکہ اُلٹا غریبوں سے چھین کر اُمرا کی دولتوں میں اضافہ کرتے ہو۔ مزدور سے لیکر کاہل کے حوالے کر دیتے ہو گودڑی پہنے انسان کا لباس اُتار کر حریر پوش کے سپرد کر دیتے ہو۔ تم غربا کے غیر مختتم مصائب پر ہنستے ہو۔ مگر تمہیں یہ معلوم نہیں۔ کہ اگر درخت کا نچلا حصہ لاغر و مُردہ ہو رہا ہے۔ تو کسی روز بالائی حصے کے بوجھ کو برداشت نہ کرتے ہوئے گر پڑے گا

خاندان کے خاندان شہر کے شہر یہ نہنگ نگل جاتے ہیں۔ عوام کے اخلاق قوانین سے مسخ کئے جاتے ہیں۔ لوگوں کے زخم جرمانوں سے کریدے جاتے ہیں۔ ٹیکسوں کے ذریعے دامنِ غربت کترا جاتا ہے۔ تباہ شدہ ذہنیت جہالت کی تاریکی دماغ سیاہ بنا دیتی ہے ——— ہر طرف حالت نزع کے سانس کی لرزاں آوازیں عریانی۔ گناہ اور فریب ہے۔ مگر دعوےٰ یہ ہے۔ کہ عوام امن کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

کیا اس کے یہ معنی نہیں۔ کہ ہماری آنکھوں پر سیاہ پٹی باندھی جا رہی ہے۔ ہمارے کانوں سے پگلا ہوا سیسہ اُتارا جا رہا ہے۔ ہمارے جسم

مصائب کے کوڑے سے بے حس بنائے جا رہے ہیں۔ تاکہ ہم نہ دیکھ سکیں۔ نہ سن سکیں اور نہ محسوس کر سکیں۔

انسان جنہیں بلندیوں پر پرواز کرنا تھا۔ کیا اس کے بال و پر نوچ کر اسے زمین پر رینگنے کیلئے مجبور نہیں کیا جا رہا؟ کیا اُمرا کی نظر فریب عمارتیں مزدوروں کے گوشت و پوست سے تیار نہیں کی جاتیں؟ کیا عوام کے مکتوب حیات پر جرائم کی مُہر ثبت نہیں کی جاتی؟ کیا مجلسی بدن کی رگوں میں بد ی کا خون موجزن نہیں ہے۔ کیا اُمرا کا فردوس غرباء کے دوزخ کی اینٹوں سے تیار نہیں ہوتا کیا جمہور کی زندگی کشمکشِ پیہم۔ ان تھک محنت اور قوتِ برداشت کا مرکب نہیں ہے؟ (آتش پارے)

حال و مستقبل

اس دنیا میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں۔ جو حال سے مطمئن ہیں۔ اگر تمہیں اپنی روح کی بالیدگی منظور ہے۔ تو ایسے لوگوں سے ہمیشہ دور رہنے کی کوشش کرنا۔ انکا دماغ پتھرا گیا ہے مستقبل کے جاں بخش مناظر ان کی نگاہوں سے ہمیشہ اوجھل رہیں گے۔ (آتش پارے)

نواں باب

راج نیتی کے

داؤ پیچ

وحشی کون ہے؟

جب ہم کسی کمزور قوم پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ تو ہم اُسے وحشی کے نام سے پکارتے ہیں۔ اور جب کوئی طاقتور قوم ہم پر حملہ آور ہوتی ہے۔ تو ہم اُسے بھی وحشی کہتے ہیں۔
(پال رچرڈ)

انفرادی گناہ قومی ثواب کیوں؟

جھوٹ۔ دھوکہ بازی۔ لوٹ مار۔ قتل وغارت اور کمزوروں کو ستانا اگر ایک شخص کے لئے موجب گناہ ہیں۔ تو پھر یہی سب باتیں ایک قوم کیلئے کس طرح بزرگی کا سبب ہو سکتی ہیں۔
(پال رچرڈ)

تجاہلِ عارفانہ اس کو کہتے ہیں

کلدار توپوں مشین گنوں۔ ہوائی جہازوں۔ زہریلی گیسوں۔ اور دیگر تباہ کن ہتھیاروں میں خوفناک اضافہ کرتے ہوئے بھی بعض یورپین طاقتیں ہر سال تخفیف اسلحہ جات کانفرنس رچنے کا ڈھونگ کھڑا کر دیتی ہیں (حق گو)

بادشاہ کا حق

اگر بادشاہ اور حکمران بھی ایک ایک انسان کی قدر اور ضمیر کی آواز کے جھمیلوں میں پڑنے لگیں۔ تو پھر سلطنت کا کام ہو چکا۔
(میکیاویلی)

سیاستدان لڑکا

ایک شخص نے اپنے بیٹے کا میلان طبع دیکھنے کیلئے اس کی غیر حاضری میں ایک بوتل شراب۔ روپیوں کی ایک تھیلی اور بائبل اس کی میز پر دھر دی۔ اس کا خیال تھا۔ کہ اگر لڑکے نے روپیوں کی تھیلی اُٹھالی۔ تو سمجھوں گا اس کی طبیعت کا رحجان سیٹھ اور تاجر بننے کیطرف ہے۔ اگر اس نے انجیل مقدس کو ہاتھ لگایا۔ تو وہ غالباً پادری بننا پسند کرے گا۔ لیکن اگر اُس نے شراب کی بوتل کو ہی اُٹھایا۔ تو یقیناً وہ ایک آوارہ اور اوباش شرابی ہوگا۔ شام کو جب وہ سیر سے واپس لوٹا۔ تو یہ دیکھکر اس کو بے انتہا حیرت ہوئی۔ کہ اس کے فرزند نے ایک جیب میں بائبل اور دوسری جیب میں روپوں کی تھیلی ڈال رکھی ہے۔ اور شراب کی بوتل کھول کر جام پر جام چڑھا رہا ہے اس نے فوراً ہی نتیجہ نکالا کہ یہ لڑکا ضرور ہی سیاست دان بنے گا۔

تہذیب کا اندازہ

آجکل قوموں کی تہذیب و تمدّن کا اندازہ ان کی حیوانی طاقت اور دوسروں کو لوٹنے یا انہیں تباہ کر دینے کی قوّت سے لگایا جاتا ہے۔

(پال رچرڈ)

حکومت کی کامیابی کا راز !

علاؤالدین خلجی :- جناب قاضی صاحب - ہندوستان کے کروڑوں کافروں پر کامیابی سے حکومت کرنے کا کون سا طریقہ ہے؟

قاضی :- عالیجاہ! حکومت کی کامیابی کے راز ہائے سربستہ پر یوں تو سینکڑوں کتابیں لکھی ہوئی ہیں۔ لیکن میں حضور کو چند فقروں میں انکا خلاصہ عرض کرتا ہوں۔ آپ رعایا کے بیشتر حصے کو اس قدر مفلس و قلاش بنا دیجئے۔ کہ انکی تمام توجہ وقت اور طاقت اپنے بال بچوں کے پیٹ بھرنے کی جدوجہد میں ہی ختم ہو جائے۔ اور حضور کے خلاف بغاوت کرنے کیلئے ان کے پاس کوئی فالتو وقت ہی نہ بچے۔ (تاریخ داں)

حکومت کا مددگار ڈرامہ نویس

آج سے دو ہزار برس پہلے کا واقعہ ہے۔ کہ روما کے سب سے زبردست بادشاہ آگسٹس سیزر نے پائیلیڈس نامی ایک ڈرامہ نویس کو جو ہمیشہ عشقیہ اور اور اخلاق سوز ناٹک لکھا کرتا تھا۔ اپنے دربار میں پکڑ کر بلوایا۔ اور اس سے جواب طلبی کی۔ کہ وہ کیوں اس قسم کے فحش اور اخلاق سے گرے ہوئے ڈرامے لکھکر اپنے ہموطنوں کو تباہی و بربادی کے گڑھے میں دھکیل رہا ہے۔ اور اُسے

اس جرم کی پاداش میں کیوں نہ سزا دی جائے۔ ڈرامہ نویس نے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ حضورِ عالی میں تو آپ کی طاقت کو مضبوط کرنے اور اُسے بڑھانے کا سامان مہیا کر رہا ہوں۔ کیا یہ بہتر نہیں کہ رد ملک کے عوام۔ ملک کے پالیٹکس پر بحث کرنے اور آپ کی حکومت کے جابرانہ قوانین اور سختگیرانہ پالیسی پر نکتہ چینی کی بجائے ڈراموں اور حسن و عشق کے افسانوں پر اپنی توجہ مبذول کریں۔ بادشاہ اس جواب سے بہت خوش ہوا۔ اور اس کو انعام واکرام دے کر رخصت کیا۔

(ہسٹری)

شاہی پالیسی

فرانس کا بادشاہ چودھواں لوئیس اور روس کی ملکہ کیتھرائن جب کبھی محسوس کرتے کہ انکی رعایا میں حکومت کے خلاف ناراضگی اور بے چینی پھیل رہی ہے تو وہ رعایا کی توجہ اُدھر سے ہٹانے کیلئے فوراً کسی نہ کسی ملک کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیتے تھے۔ (مورخ)

منظّم یا غیر منظّم

قوموں کی جدّوجہد میں اخلاق و دھرم۔ پن و پاپ۔ نیکی و بدی کا مطلق کوئی دخل نہیں۔ یہاں تو تنظیم یا جتھہ بندی کا سوال ہے۔ کیونکہ زیادہ منظم اور

طاقتور جماعتیں اور گروہ، کمزور، کم منظم یا غیر منظم جماعتوں کو زبردستی اپنا غلام بنا لیتے ہیں۔

شہنشاہت کی دُور اندیشی

روس کی ملکہ کیتھرائن اور اسکے جانشین پال اوّل نے "سوسائٹی" اور شہری جیسے الفاظ کے استعمال اور اشاعت کو ممنوع اور خلافِ قانون قرار دے دیا تھا۔ کیونکہ اِن الفاظ سے بھی انہیں جمہوریت اور پنچایتی راج کی بو آتی تھی۔

(مورخ)

بدترین جُرم

دُنیا کا بدترین جرم تو سوچنا اور دماغ سے کام لینا ہے۔ خُدا تمہیں اس سے بچائے۔

(اناطیل فرانس)

طاقت کا انحصار

حکومتوں کی طاقت اور وقار کا انحصار زیادہ تر رعایا کی جہالت پر ہوتا ہے۔

(طالسطائے)

سیاسی ڈکشنری

سیاسی ڈکشنری (لغت) میں عام الفاظ کا خاص مطلب نکالا جاتا ہے مثلاً

کسی کے ملک پر ڈاکہ ڈالنے اور لوٹنے کو فتح کرنا کہتے ہیں۔ غلامی کی لعنت کو صبر و سکون سے برداشت کرنے والوں کو امن پسند شہری کہا جاتا ہے۔ اور جو لوگ کھوئی ہوئی آزادی کو واپس لانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کو باغی۔ امن شکن اور مفسدہ پرداز کے لقب سے پکارتے ہیں۔ ملکی غداروں کو وفادار اور قومی پروانوں کو پاگل اور سرپھرے وغیرہ ناموں سے یاد کرتے ہیں،

(ڈی۔ ایل۔ رائے)

خطرناک ڈاکٹر

آجکل دنیا میں مغربی تہذیب پھیلانے والے استادوں کی حالت تو اس بلی جیسی ہے۔ جو ایک مرتبہ ڈاکٹر بنکر چڑیوں کے پاس جاکر کہنے لگی " اری چڑیو، میں نے سنا ہے کہ تم بیمار ہو آؤ میں تمہارا علاج کروں" چڑیوں نے ہاتھ جوڑ کر جواب دیا " بی صاحبہ شکریہ ہماری بیماری اتنی خطرناک نہیں۔ جتنا کہ تمہارا علاج "

(لقمان حکیم)

حقیقی جمہوریت کہاں؟

اگر سچی بات پوچھی جائے تو دنیا میں حقیقی جمہوریت (عوام کی خاطر عوام کی حکومت عوام پر) ہے کہاں؟ امریکہ۔ برطانیہ۔ فرانس وغیرہ کی جمہوریتیں تو برائے

نام ہیں۔ دراصل وہاں غلبہ سرمایہ داروں کا ہے۔ (جہاں گرد)

سیاسیات کا ماہر گیدڑ

کہتے ہیں کہ زمانہ قدیم میں سیاسیات کا ماہر گیدڑ ایک جنگل میں رہتا تھا۔ وہاں ایک شیر۔ بھیڑیئے۔ نیولے اور چوہے سے اس کی دوستی ہوگئی۔ ایک مرتبہ پانچوں نے اکٹھے سیر کرتے ہوئے ایک موٹا تازہ اور جوان ہرن دیکھا۔ جسے دیکھتے ہی سب کے منہ میں پانی بھر آیا۔ مگر تیز رفتار ہرن کی دوڑ کے آگے سب چوکڑی بھول گئے۔ آخر سوچ بچار کے بعد عقلمند گیدڑ نے سب کے سامنے یہ تجویز پیش کی۔ کہ جس وقت ہرن سو رہا ہو تو چوہا اسکے گھٹنوں کو اپنے تیز دانتوں سے کاٹ کر زخمی کر ڈالے۔ تاکہ وہ تیز دوڑنے کے قابل نہ ہو سکے گیدڑ کی اس صائب رائے پر عمل کر کے وہ ہرن کو مارنے میں کامیاب ہو گئے۔ ہٹے کٹے ہرن کو دیکھکر گیدڑ کے منہ میں پانی بھر آیا۔ اور وہ اپنے دل میں سوچنے لگا۔ کہ کوئی ایسی چال چلنی چاہیئے۔ جس سے کہ ہرن کا گوشت بلا شرکت غیرے میں خود ہی کھا سکوں۔

اُس نے سب سے کہا۔ کہ آپ ندی پر جا کر نہائیں۔ آپ کی واپسی تک میں ہرن کی حفاظت کرتا رہونگا۔ شیر بھیڑیا دیو سب ندی پر چلے

دیا ہے۔ اگر تم میں ہمت ہے تو میرا مقابلہ کرو" بیل مقابلے کی تاب نہ لاکر جنگل میں چلا گیا۔ چالاک سیاستدان گیدڑ نے اکیلے ہی ہرن کے گوشت سے گلچھرے اڑائے۔

بہادر اور طاقتور کے سامنے ہاتھ جوڑ کر۔ لالچی کو کچھ دے دلا کر، بزدل کو ڈرا دھمکا کر۔ اپنے برابری والے اور کمزوروں کو ڈنڈا دکھا کر اپنا کام نکالنا چاہیئے۔ (مہابھارت)

ہندو میکیاولی

دشمن کو کسی حالت میں بھی زندہ نہ چھوڑے۔ اور نہ ہی اس پر رحم کھائے۔ آگ کی چھوٹی سی انگاری بھی گھاس پھوس کے بڑے ڈھیر کو تباہ کرنے کیلئے کافی ہوتی ہے۔ دل میں دشمنی رکھتے ہوئے بھی بظاہری طور پر میٹھی اور نرم نرم باتیں کرتا رہے جس کو تباہ کرنا ہو۔ اس سے ہنس ہنس کر باتیں کرے۔ اپنے وار سے دوسروں کو تباہ ہوتا دیکھ کر خود انجان بنے اور اظہارِ ہمدردی کرے جیسے ماتا ہو۔ اسکی خوب خاطر تواضع کرے اس کی عزت میں کسی طرح کی کوئی کمی نہ آنے دے۔ اس کے کندھے پر سر رکھ کر بات چیت کرے۔ محبت ہی دشمنوں کو نزدیک لا کر بے خبر کر کے اسے مار

دیا ہے۔ اگر تم میں ہمت ہے تو میرا ساتھ دو۔ تو وہ لوگ غالباً [illegible] جب تک

جنگل میں چلا گیا۔ وہاں ایک سپاہی اس کو ملا [illegible] سے گزرنے

گزر سے لاکر اس نے [illegible]

سپاہی اور ولاد کو [illegible] کے سامنے لا کھڑا کیا [illegible] اس کو پکڑ کر [illegible] سے [illegible] والوں

کو ڈرا دھمکا کر اپنے برابر بٹھالیا اور گھر والوں کو [illegible] اپنا کام [illegible]

ہو گیا ہے۔ (یہاں ختم ہوتی ہے)

چند روزہ کہانی

دشمن کو کسی حالت میں بھی زندہ نہ چھوڑنا چاہیے۔ اس واقعہ سے پہلے

کہا ہے کہ آگ کی چھوٹی سی چنگاری اگر [illegible] سے نہ بجھائی جائے تو

کر دیتی ہے [illegible] دل میں دشمنی رکھتا ہے [illegible]

پہنچتی اور ظلم و ستم [illegible] کرتا ہے جس کو برباد کرنا [illegible]

باغی ہو کر اپنے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ڈالے۔ دشمن کو کچھ دینے کا وعدہ بھی کرے۔ تو بہت دنوں کا وعدہ کرے وقت آنے پر کوئی نہ کوئی بکھیڑا کھڑا کر کے وعدے کو پورا نہ کرے۔ بکھیڑے کی اگر کوئی وجہ بتلا دے۔ تو اس وجہ کی بھی کوئی وجہ بیان کر کے بات کو ٹال دے .... دشمن کی تباہی مکمل کرنی چاہیئے۔ کیونکہ درخت کی جڑ کاٹ دینے سے بھلا کہیں اُسکی شاخیں اور پتے ہرے رہ سکتے ہیں؟ اگر بیٹا۔ بھائی۔ باپ۔ استاد۔ گرو اور دوست بھی دشمنی کرتے ہوں۔ یا دشمنوں کی حمایت کرتے ہوں۔ تو انہیں بھی مروا ڈالے۔ جھوٹی قسم کھا کر۔ زر دے کر۔ زہر دلا کر یا کسی اور طریق پر۔ غرضیکہ جسطرح بھی ممکن ہو۔ دشمن کو مار ڈالنا ہی عقلمندی اور راج نیتی ہے .... دشمن کو دشمن سے ٹکرا دے۔ دشمن پر اسوقت چوٹ کرے۔ جب وہ کسی مصیبت (جنگ وبا۔ قحط۔ زلزلہ۔ طغیانی) وغیرہ میں بُری طرح مبتلا ہو۔

(مہابھارت کنک نیتی)

بڑوں کی بڑی باتیں

عوام الناس کو اتنی ہی تعلیم دینی چاہیئے۔ جتنا کہ آٹے میں نمک۔ تعلیم تو صرف شہزادوں یا امیروں۔ وزیروں۔ جاگیرداروں کے لڑکوں کیلئے ہوتی

کسانوں اور مزدوری پیشہ لوگوں کو تعلیم دینے کا یہ نتیجہ ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنی موجودہ حالت پر قانع نہیں رہتے۔ (زار یہ روس کا وزیر تعلیم)

مشکل ہے

اس میں شک نہیں کہ ہمارے سرپرست بالغ ہوتے ہی۔ ہماری سب جائداد ہمارے حوالے کر دینگے۔ مگر مشکل تو یہ ہے کہ ہمارے بالغ ہونے کا فیصلہ بھی تو اسی سرپرست کی مرضی پر منحصر ہے۔ سچ ہے:۔

ہو انہ میں تین سو برس میں سکول تیرے میں پڑھ کے قابل
سبق تمہارا انہیں مبارک کتاب لے کر میں کیا کروں گا؟

بھیڑیا اور پجاری

مغرب کے پرا پکاری مہاتماؤں نے ملیریا۔ چیچک۔ طاعون وغیرہ وباؤں سے تو ہمیں بچالیا۔ اور نیز بندوقیں اور پستول دے کر شیر۔ چیتے وغیرہ جنگلی جانوروں اور درندوں سے محفوظ رہنے کا ڈھنگ بھی سکھلایا لیکن ہمیں وہاں سے بچا کر اپنے کارخانوں میں سخت محنت کروا کر مار ڈالا۔ سچ ہے۔ ہماری حالت تو لقمان حکیم کے اس بکرے کی مانند ہے۔ جسے پجاری نے بھیڑئیے کے پنجے سے چھڑا کر خود اپنی دیوی کی خاطر ذبح کر دیا تھا۔
(برنارڈشا)

دِل کے بہلانے کو غالبؔ یہ خیال اچھا ہے

خدا کا شکر ہے۔ کہ بنی نوع انسان کی اکثریت یعنی ۹۹ فی صدی سے بھی زائد لوگ حکومتوں کی تمام کارروائیوں کو حیوانوں کیطرح خاموشی سے برداشت کر لیتے ہیں۔ ورنہ حکومت چلانا ٹیڑھی کھیر ہوتا۔ (ڈے۔سی۔یس)

کارخانہ داروں کا مذہب پیسہ ہے

اسلحہ جات ۔ گولہ ۔ بارود۔ توپیں ۔ زہریلی گیسیں ۔ ہوائی جہاز ۔ اور انسانی تباہی کا دیگر سامان تیار کرنے والے کارخانوں کا کاروبار بھی بین الاقوامی صورت میں ہوتا ہے۔ جو انگریزی کارخانے انگریزوں کی افواج کیلئے اسلحہ جات تیار کرتے ہیں۔ وہی انگریزوں کے دشمنوں کے ہاتھ ہتھیار فروخت کرنے میں کسی قسم کا اعتراض حیل وحجت یا شرم محسوس نہیں کرتے ۔ جنگِ ۔ف کے دنوں شمالی افریقہ میں فرانسیسی سپاہیوں کو فرانس کی ہی بنی ہوئی گولیوں کا شکار ہونا پڑا تھا ۔ جرمنی کے مشہور عالم کارخانے "کرپ" کے مال کے خریدار جرمنی کے تمام دوست و دشمن یکساں طور پر تھے ۔ ایسے کارخانہ داروں کا مذہب تو صرف پیسہ کمانا ہوتا ہے ۔ خواہ اس سے اپنے ہم وطن ہی کیوں نہ تباہ و برباد ہو جائیں۔

لطف کی بات تو یہ ہے کہ سرمایہ داروں ، ملوکیت پرستوں ، اور بادشاہوں کو سامانِ جنگ مہیا کرنے والے یہی کارخانہ دار ہیں - ان کی دلی تمنّا ہمیشہ یہی ہوتی ہے ۔ کہ دنیا میں بارہ مہینے ہی جنگ و جدل چھڑا رہے اور انسانی خون کی ندیاں بہتی رہیں ۔ کیونکہ اسی طریق سے ہی اُن کی تجارت چمک سکتی ہے ۔ اور کاروبار میں خوب منافع ہو سکتا ہے ۔

اپنی آنکھ کا شہتیر دیکھو

دوسروں کی آنکھ کا تنکا دیکھنے والوں کو اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا زمانہ قدیم کے بادشاہوں کو اُنکے غیر مذہبی لوگوں پر جزیہ لگانے کے باعث تو بدنام کیا جاتا ہے ۔ مگر اپنی طرف نہیں دیکھتے ۔ کہ رعایا کے نمک پر بھی محصول لگا رکھّا ہے ۔

قول اور فعل میں فرق

"دنیا تیرے شکر سے اور دنیا ٹھگئے مکر سے" کا اُپدیش دینے والے میکیاویلی کو سبھی مہذّب یورپین طاقتیں بُرا بھلا کہتی ہیں ۔ مگر عملی طور پر اسی کو اپنا گرو مان کر اسی کی راج نیتی پر چل رہی ہیں ۔

تہذیب کا معیار

موجودہ زمانے میں مہذب کہلانے کا دعوے وہی قوم کر سکتی ہے جس کے پاس اپنے پڑوسیوں کو تباہ کرنے کی حیوانی طاقت کافی سے زیادہ موجود ہو۔ اسی لئے تو اہنسا اور عدم تشدد کے سب سے بڑے پرچارک مہاتما گاندھی کا یورپ اور امریکہ کی مہذب قومیں مضحکہ اڑاتی ہیں ؛

حیرت کیوں؟

اگر اضلاع متحدہ امریکہ نے جزائر فلپائن کو آزاد کرنے کا اعلان کر دیا تو اس میں حیرت زدہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ کیونکہ حکومت امریکہ نے یہ قدم اس وقت اُٹھایا جب اُسے فلپائن کو آزاد کرنا اس پر حکومت کرنے کی نسبت زیادہ سستا نظر آیا ؛

خود غرض کتا

بیل کی ناند میں گھس کر بھونکنے والے خود غرض کُتے کی طرح (جو نہ خود گھاس کھا سکتا تھا اور نہ بیل کو کھانے دیتا تھا) ۔ آسٹریلیا ۔ کینیڈا ۔ برازیل اور افریقہ میں کروڑوں ایکڑ اراضیات کو یورپ کی گوری قومیں نہ تو خود کاشت کرتی ہیں اور نہ ہی وہاں کسی اور کو کاشت کیلئے گھسنے دیتی ہیں ؛ (ختم شد)

ذہنی انقلاب کی ضرورت

روسو

انقلابِ فرانس کا بانی یورپ کا مشہور سیاسی مدبر اس راز سے بخوبی واقف تھا کہ فرانس میں اُس وقت تک انقلاب کا رونما ہونا ناممکن ہے۔ جبتک کہ اہل فرانس کی ذہنیتوں میں تبدیلی واقعہ نہ ہو۔ یہی وجہ تھی کہ اُسنے اپنی تمام توجہ ذہنی تغیر پیدا کرنے میں مبذول کردی تھی۔ انقلاب فرانس کے بعد روس۔ ٹرکی وغیرہ کے انقلابات نے رُوسو کے نظریے پر مہرِ تصدیق ثبت کردی۔ آج ہندوستان جس نازک دور سے گزر رہا ہے اسکے لئے بھی ذہنی انقلاب کی اشد ترین ضرورت ہے۔

ذہنی انقلاب سے کیا ہوگا؟

ذہنی انقلاب سے مذہبی منافشات اور فرقہ وارانہ تنازعات کا ہمیشہ کیلئے خاتمہ ہو جائیگا۔ غریب فاقہ کش کسان اور مزدور سرمایہ دارانہ نظام کیخلاف متحد ہو جائینگے۔ غلامی و محکومی کا نام و نشان مٹ جائیگا۔ لوگوں کے دماغ ترقی کے خیالوں سے روشن اور دِل خدمت خلق کے پاکیزہ جذبوں سے منوّر ہو جائینگے۔ اور ہمارا یہ جہنم کدہ ملک پھر رشک صد فردوس بنجائے گا۔

مذکورہ بالا باتوں کو مدِنظر رکھتے ہوئے چند مخلص خادمانِ قوم نے نیشنل لٹریری سوسائٹی کی بنیاد رکھی تھی۔ سوسائٹی کسی مفاد یا تجارتی نکتہ نگاہ سے قائم نہیں کیگئی بلکہ اسکا سب سے بڑا مقصد عوام میں ذہنی انقلاب پیدا کرنے کیلئے مفید اور صحیح لٹریچر کی نشر و اشاعت کرنا ہے۔ اُمید ہے کہ دیش سے پریم رکھنے والے اصحاب اس مفید سوسائٹی کی مالی امداد کرکے اپنی حُبّ الوطنی کا ثبوت دینگے۔

حکیم سکندر خضر — جنرل سیکرٹری
دی نیشنل لٹریری سوسائٹی

معذرت

مجھے افسوس کے ساتھ اس امر کا اظہار کرنا پڑا ہے کہ سوسائٹی کی شہرہ آفاق تصنیف "انقلابی شہزادے" (مؤلفہ دیش بھگت پرنسپل چھبیلداس جی ممبر سرونٹس آف دی پیپل سوسائٹی لاہور) کو شائع ہونے میں اسواسطے غیر معمولی تاخیر ہوئی کہ لاہور امرتسر کے اکثر پریس والوں کے پاس کتاب کا مسودہ کئی کئی روز تک پڑا رہا جو پڑھنے کے بعد بغیر چھاپنے کے واپس کردیا گیا۔ دو تین پریسوں کی خاک چھاننے کے بعد بادلِ ناخواستہ اُسے یو۔پی میں چھپوانیکا ارادہ کیا گیا لاہور۔ یو۔پی جانے آنے میں کافی خرچ ہوگیا۔ جسکے سبب سے ہم کتاب کی قیمت میں اضافہ کرنے پر مجبور ہوئے۔ اُمید ہے کہ پبلک ہمیں معذور سمجھکر معاف کریگی۔

چونکہ کتاب کی اشاعت کا مقصد جلب منفعت نہیں۔ بلکہ پبلک کی خدمت ہے۔ اسلئے ہر بہی خواہ وطن کا فرض ہے۔ کہ وہ اس کتاب کو خود بھی خریدے اور اپنے دوست احباب کو بھی خریدنے کی تلقین کرے۔ مجھے بیقین واثق ہے کہ وافی اصحاب اس کتاب کی بہت سی جلدیں خرید کر غریب نادار پڑھنے لکھنے لوگوں میں تقسیم کرینگے تاکہ سوسائٹی اپنے نیک مقصد میں جلد از جلد کامیاب ہو سکے

جنرل سیکرٹری

چ ۳۴

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
رت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائیگا۔